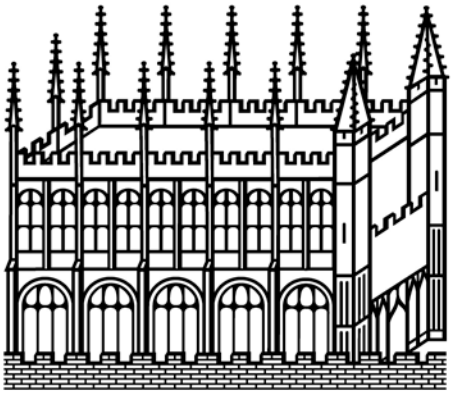


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

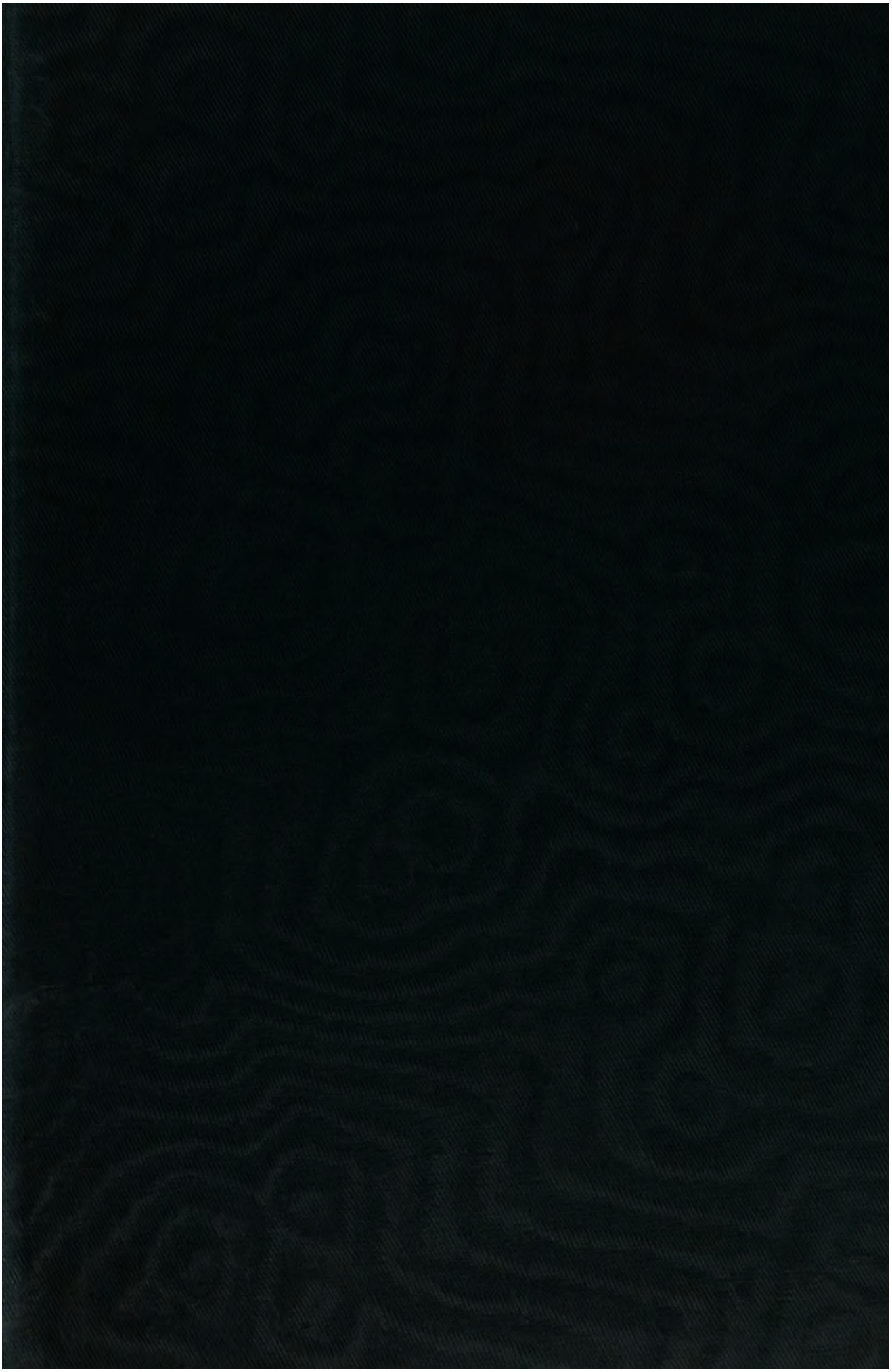
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.







سیر و زیر سبا۔
کلیات نظیر اکبر آبادی۔ اردو منظومہ میان نظیر مطبع دہلی۔

دیوان ضامن۔ اردو غزلیات حضرت سید ضامن صاحب۔

کلیات و دواوین فارسی

دیوان حافظ محشی۔ مشہور دیوان حافظ شیرازی کا ہے۔
ایضاً۔ محشی مطبوعۂ جدید بہت خوشخط طبع ہوا ہے کاغذ گندہ ولایتی ہے۔
ایضاً۔ کاغذ سفید گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی خالی۔
شرح دیوان حافظ۔ باحل معانی و مصطلحات صوفیہ از مولوی صادق علی صاحب۔
کلیات حزین۔ یہ ایک مجموعۂ غرائب روزگار از تصنیف آفرین شیخ محمد علی حزین۔ اس مجموعہ میں کتب ذیل شامل ہین۔ سوانح عمری حضرت مصنف تواریخ سلاطین قصائد نعتیہ آئمہ اطہار۔ دیوان و مثنویات صفہ دل و حمین انجمن و مثنوی خرابات فرہنگ نامہ تذکرہ العاشقین وغیرہ۔
کلیات میرزا بیدل۔ اس کلیات مین چار کتابین ہین۔ نکات بیدل۔ رقعات بیدل۔ دیوان بیدل عناصر بیدل۔
دیوان بیدل۔ اسکو حاشیہ پر نکات بیدل ہے اصل نسخہ قلمی بہت عمدہ بہم پہونچا تھا واسطے ملاحظہ شائقین کے طبع ہوا۔
کلیات سعدی شیرازی۔ حاوی رسائل مفصلہ ذیل۔ دیباچہ کلیات۔ کریما۔ گلستان۔ بوستان قصائد عربیہ۔ قصائد فارسیہ۔ مراثی۔ ترجیعات۔ طیبات۔ بدائع خواتیم غزلیات قدیم۔ ضاجیہ مفردات۔ قطعات رباعیات۔ مثنویات۔ مقطعات مطائبات۔ ہزلیات۔ خاتمہ۔
کلیات سعدی۔ مطبوعۂ جدید۔
دیوان مخفی۔ تصنیف مخفی رشتی یہ اوستاد اہل زبان تھا رشت نام مقام کا ہے ولایت فارس مین جو ناواقف ہین اوسکو کلام زیب النسا بیگم کہتی ہین غلط ہے تذکرون سے ظاہر ہے۔
دیوان خواجہ معین الدین چشتی۔ ایک نایاب ہما صفت یہ تصنیف بحض عنایت ایزدی سے اس مطبع کو ملی تبرکاً طبع ہوئی۔
دیوان حضرت غوث الاعظم۔ شیخ محی الدین گیلانی مشہور بہ پیران پیر دستگیر۔

کلیات نظم غالب فارسی۔ مالیجناب مرزا اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات نظم۔
دیوان غنی۔ مصنفہ ملا محمد طاہر غنی۔
دیوان موزون۔ من نتایج خیالات عالیجناب راجہ رام نرائن صاحب۔
دیوان صائب۔ مشہور دیوان ہے۔
دیوان ناصر علی۔ منشی و شاعر باوقار زمانہ متاخرین ہے۔
قصائد مدحیہ نظام۔ عمدہ عمدہ قصائد فارسی اردو مین۔
جوہر نظم۔ دیوان مرزا کل محمد خان ناطق مکرانی اور اوسکے ساتھ منشی جواہر سنگھ جوہر تخلص کا کلام فارسی شامل ہے
کلیات صائب۔ کامل از نتائج طبع مرزا محمد علی صائب تبریزی شاہیر شعرائے۔
دیوان منشی۔ مولوی سلامت اللہ منفور کانپوری نظامی۔
دیوان ہلالی۔ مشہور استاد اہل زبان ہے مطبوعۂ مطبع [illegible]
دیوان نویدی۔ فارسی غزلین مفید درس اطفال نویدی تخلص شاعر کی تصنیف مطبوعۂ مطبع اسدی۔
خیال نجودی۔ نہایت عمدہ مذاق کی کتاب از تصنیفات منشی سیتل سنگھ صاحب مرحوم بنارسی بخود تخلص یادگار ہے۔
کلیات اسیر۔ سرود دہلوی۔ مجموعۂ چار دیوان دیوان تحفۃ الصغیر۔ جو کلام صغیر سن مین فرمایا۔ دیوان وسط الحیوۃ۔ کلام جوانی۔ دیوان غرت۔ کلمال جو کمال عمر چالیس برس مین فرمایا دیوان بقیہ بقیہ جو کہ بڑی عمر مین تصنیف فرمایا۔
کلیات حاتمی۔ یہ کلیات ولایت کے خط کا پورا لکھا ہوا اسم ہوا تھا اسی سے نقل ہو کر چھپا۔
قصائد فارسی۔ مجموعۂ منتخبات کلام شعرا و نامی مرتبہ مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر تخلص بہ ساخ
کلیات نظیر نیشاپوری۔ مع شرح طبع ہوا ہے

وی سعدین - تصنیف منشی انوار حسین صاحب
سوائی تخلص تسلیم -
رو دنیمی - مولفہ سید محمد علی جویا جامع صنائع
یجی -
وی فرہنگ عشق - مصنفہ منشی لطو طارام
جوم شاہان -
وی دریائے حسن - مصنف ایضاً قصہ نہایت
ب ہے -
وی جوہر عشق - مصنفہ منشی نصیر الدین احمد
احب تخلص نصیر -
وی سعدن الفیض - در مدح پیغمبر مسلم بطور مخمس
سدس ہے -
یات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی
ر انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت عمد
ن نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑی نامی
امی شاعرون سے تھے -
یات نساخ - اس مجموعہ مین رسائل ذیل مین
اید عشرت - سخن شعرا - اشعار نساخ - مرثیہ
ں - دفتر بیمثال - گنج نوا یخ - چشمہ فیض -
د پارسی - زبان ریختہ - قطعہ منتخب - از
ولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر -
ہ منتخب - مولفہ مولوی عبد الغفور خانصاحب
ادر ایضاً -
سالہ زبان ریختہ - وجہ ایجاد زبان ریختہ کو
لف کے ساتھ جناب ممدوح نے بنظائر اشعار
سائدہ تالیف کیا -
اید عشرت - مولفہ ایضاً -
ن شعرا - ایضاً شعرائے متقدمین کا اردو تذکرہ ہے
عار نساخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان غزل
غوب دل - یہ مجموعہ فارسی رباعیات کا
ہے -
تر بیمثال - دیوان اول ایضاً -
یوان تاریخ - یہ کل تاریخین جناب موصوف
ی تصنیف سے ہین -
ریا سخن - مولفہ سید محسن علی مرحوم
حرائی قدیم کا تذکرہ ہے -
یوان بہار عرب - مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر
احب مصطفےٰ آبادی نعت رسول
قبول ہین -
دستہ سخن - شعرائے لکھنو وغیرہ کی
رلین بمطرح مشاعرہ مین جو اس مطبع مین

حسب تحریک مولوی ابو الحسن صاحب کے
ببذل توجہ منشی مظفر علی خان صاحب اسیر
بموا بجما -
شمس فیض - از منشی غلام محمد خانصاحب خیر
قصائد مدحیہ - و لیعد بہادر والی سورٹھ اور بعض
خیالی منظوم آخر مین -
گلشن فیض - قصائد مدحیہ از شیخ بہار الدین صاحب
خریطہ سرور - ایضاً اور آخر مین قصہ چار درویش
نظم کیا ہے -
مثنوی حیرت افزا - و دیگر چند غزلین چرکین کی از
محمد قاسم لکھنوی -
مثنوی بلیجہ چرتر - تصنیف منشی جواہر لال صاحب
کی ہے -
مثنوی مراۃ المسیر فین - تصنیف حکیم عنایت صاحب بلوی
مثنوی دلاویز تصنیف رشید الدین احمد خان لکھنوی تخلص محمد
مثنوی در بیان عشق - تصنیف جم جاہ عالیجناب
حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ
مسدس کر دیا - نظیر اکبر آبادی نے ابیات کر دیا
کی تضمین کی ہے -
کلید سخن - یونیورسٹی ایڈنس کورس کی شرح
کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ
از کلام مرزا رفیع السودا -
دیوان واسطی - مصنفہ سید مولوی فضل رسول
صاحب بہادر -
دیوان عاشق - مصنفہ پنڈت کنہیا لال صاحب
تخلص عاشق -
چمنستان جوش - دیوان نواب احمد حسن خان
دیوان خواجہ میر درد - اردو یہ کلام شاعر صاحب
باطن کا ہے مطبع اسدی -
مسدس اوج - تالیف مرزا محمد جعفر صاحب خلف
اکبر مرزا دبیر مغفور بطور ترجیع بند در مدح جناب امیر
علی مرتضی علیہ السلام -
شوکت عرب - مصنفہ منشی غلام محمد خان خیر
کاغذ عمدہ -
نغمہ عندلیب - تالیف حکیم قطب الدین صاحب
دہلوی تذکرہ شعرا بجواب گلشن بخار -
دیوان سحر اسرار حقیقت مصنفہ حضرت صلی
علی احمد صاحب در نعت خاتم المرسلین -
دیوان بشار - اردو و منظومہ منشی گیول رام
صاحب غزلیات وغیرہ -
غنچہ آرزو دیوان صبا - اردو و نظم

نمبر صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان کے مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۱۴۸	۱۹	ہر گھڑی	پر بہری
۱۴۹	۵	کی	بی
ایضاً	۶	بڑا	ترا
۱۵۰	۱۹	نیک	تنگ
۱۵۳	۱	لیا	کیا
۱۵۷	۱	لی	کی
۱۶۲	۱	کہون	کیون
۱۶۷	۴	عشرت	حسرت
ایضاً	۵	لانامہ ہی شانہ ہے	برق تی تابانہ
ایضاً	۱۰	قاتل	قابل
ایضاً	۱۴	می خانہ	بت خانہ
۱۱۹	۱۲	دشت	دست
۱۷۰	۱۱	رموکی	اُوگی
۱۷۴	۱۰	شیشہ	تیشہ
۱۸۸	۱۲	ہر تار	زنار
۱۸۹	۷	لکھنے سی رہ گیا ہے	وہ
۱۹۱	۱۸	سی	بہی
۱۹۵	۱۱	جسم	چشم
۱۹۹	۱۲	تابا	پاتا

نمبر صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان کے مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۲۰۰	۵	کو	تہ
۲۰۲	۱۴	لکھنے سی رہ گیا ہے	پر
۲۰۴	۱۱	جملا	چلا
ایضاً	۱۸	رشک	اشک
۲۱۳	۱۱	خراج	جراح
۲۱۴	۶	سرسی سرنگون	سرسنگ سی نگون
۲۱۶	۸	باز	یار
۲۲۷	۱۴ اسطر خاتمہ دیوان کے	دیباچہ	خاتمہ

سایہ فگن آئینہ ہیں
لفظ اغلاط

فہرست الفاظ غلط و صحیح بابت دیوان موسومہ شایستہ باسخ جوابی میان ناسخ

نمبر شمار صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۲	۳ سطر	بنا	بنا
۵	۸ مصرعہ	بہی	ہے
۷	۱ مصرعہ	ثمتا	پیتا
ایضاً	۱۱ مصرعہ	یار کی	پار کہی
ایضاً	۱۹	کی جانب	لی چاہت
۱۰	۳	گندم	منہدم
۱۱	۹	قہر	مہر
۱۳	۱۲	مین	بن
۱۶	۲۰	مزا	ترا
۲۲	۱۶	ہول	ہول
۲۳	۷	سب جسم	جب چشم
ایضاً	۱۶	لیسو	گیسو
۳۲	۷	یاد	یار
۳۸	۱۶	طرف	صرف
۴۸	۱۲	جب	جون
۶۲	۳	کیا	کہا
۶۳	۱۸	کرین	گھڑی
۶۴	۱۹	نہ	یہ
۶۶	۴	کٹ گری	کب کرے

نمبر شمار صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۶۸	۶	جیتی	جگتی
۷۷	۱۸	کی کا	سی کی
۸۶	۱۲	جس	حُسن
۱۰۱	۱۴	لکھنے سی رہ گیا	ہے
۱۰۶	۲	دل	دن
۱۰۸	۵	اوٹھی	اونہی
ایضاً	۶	یار	تار
۱۱۹	۱۷	گیا	کیا
۱۲۱	۱۳	نارمین	نازنین
۱۲۲	۱۲	تعصب	تغضب
۱۲۶	۹	بریان	پژمان
۱۲۷	۱۰	ہی	بھی
ایضاً	۱۹	لکھنے سی رہ گیا ہے	مین
۱۳۰	۱۴	چشم	جسم
۱۳۱	۲	جسم	چشم
۱۳۴	۱	لیون	کیون
۱۴۴	۷	دلی	دی
۱۴۵	۲	مری	تری
ایضاً	۱۰	کا	کو

خاتمۃ الطبع

بعد حمد و نعت کے سخن سرایان انجمن دانش و قافیہ سنجان نشیمن بینش پر پوشیدہ نہ ہو کہ موزونی طبع غریزی و خلقی ہے لاریب یہ امر منجملہ مواہبات غیبی ہے کہ ہر رنگ کا مضمون جو مبدا فیاض سے سطح خاطر شاعر پر مترشح ہوتا ہے ہمرنگ استعداد و صلاحیت طبع سے نہال سخن اوسکا ثمر مراد لاتا ہے شاہین فکر شعرا کا کس درجہ تیز پرواز ہے کہ طائر مضمون تیز باز و کو بیک چشم زدن شکار انداز ہے ہر چند سخنگوئی کا کوچہ سخت دشوار گذار ہے لیکن عجب تر یہ بات ہے کہ بمقابلہ غزلیات دوسرے استاد کے اوسی وزن اور قافیہ مین کہنا نیا طرز گفتار ہے استاد نے نیا ڈھنگ ڈالا ہے نئے انداز اور نرالے رنگ کا کرشمہ شاعری دکھایا ہے سچ کہا ہے علی العموم ہر زبان آور کا یہ حصہ نہین ہے کسی بے بہرہ کو اس سے بہرہ نہین ہے بلکہ جسکی طبع خداداد کو فیض خاص ہے اوسیکو اس منصب کا اختصاص ہے بارے اندنون فیض باری سے ایک دیوان عجب البیان کہ جسکی ہر غزل موزونی و شیرین بیانی مین لاثانی انگبین ہے جسنے ایک شعر سے حلاوت پائی ناشناس بھی بول اوٹھے کہ صد آفرین ہے سبحان اللہ کیا کہنا کیسا کلام حلاوت بخش کام و زبان اہل ذوق ہے جسکا نام دیوان شاہ پسند ہے کیون نہو واہ واہ استاد طلیق اللسان سخنور شیوا زبان فکار ارجمند منشی ہرچندرائے صاحب تخلص ہرچند کا کلام ہے کہ اس سخنگوئی بیمثال نے بڑی خوبی سے یہ دیوان دوم بجواب غزلیات ناسخ لکھنوی برعایت تعداد ابیات ہر غزل ہمورن اور اوسی قافیہ مین تصنیف فرمایا کہ ایک کام مین غزلین جنمین مثل ناسخ ہین اور دوسرے کام مین ہم جنس و مقابل اوسکے غزلیات مصنف صاحب ہین انکی تصنیفات سے کتابین بہت ہین چنانچہ دیباچہ اس دیوان سے اونکی تمام و کمال کیفیت مبرہن ہے ازانجملہ رسالہ شبنم نامہ آفتابی افسانہ غم۔ کشف الدقائق۔ رشک گلشن۔ و اکثر غزلیات ہم غزل اساتذہ اردو گو کی فرمائی ہین اور دیوان مرتب کیے ہین مانند دیوان محبت مظہر بجواب غزلیات شاہ ظفر دیوان بہار شفقی بجواب غزلیات میر تقی۔ دیوان مرغوب طبیعت بجواب غزلیات میان جرأت وغیرہ اس مصنف کامل الفکر کو اس سخنگوئی مین طبع خاص کی داد و تحسین حاصل ہے اور سوائے اسکے مجموعہ محامد اوصاف کہنا چاہیے الحاصل دیوان سابق الذکر حسب فرمایش مصنف موصوف بصحت مطابق اصل بتوجہ بحر فتوت و مروت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ مطبع نامی مین بمقام لکھنؤ ماہ جون ۱۸۵۸ء مطابق ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۷۵ ہجری بحسن خط زیور طبع سے آراستہ ہوا ایزد سخن آفرین سے کہ حسن قبول عالم فرماوے

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۲۱	رقعہ شوقیہ جواب عاشق کو طرف معشوق سے	۲	مالوی
۲۲	مثنوی نصیحت کوتوکان کی	۱	مت
۲۳	چیستان	۴۶	مرلع
۲۴	مثنوی تعریف پند منجو لعبات	۱	مت
۲۵	قصائد	۴	ماموع
۲۶	بارہ ماسہ	۴	ملمع
	علاوہ اسکے بارہ ماسہ داخل مثنوی افسانہ غم کے ہی اوسکی ابیات ان اشعار مین آسگئے ہین		

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۲۷	مناجات	۲	الملع
	علاوہ اسکی ایک دیباچہ مثنوی افسانہ غم مین مندرج ہی اوسکی ابیات اوس مثنوی مین شمار ہوچکے		
۲۸	تواریخ دیوان ای	۴۰	مرلع
	میزان کل اشعار کی		اخر دفتر
۲۹	علاوہ اسکی ۵- ورق نثر اردو کی لکھے ہین کہ اونمین حالات مندرجہ ذیل درج کیے ہین ریل گاڑی تار برقی مترک مدرسہ کالج نہر گنگ جمن ڈاکخانہ شفاخانہ		

اور یہ بھی واضح ہو کہ منجملہ ان آٹھ دیوان ہای کے پانچ دیوان اور غزلیات اوستادان سابق کی برعایت قافیہ ہر ایک شعر و نیز تعداد ابیات غزلون کی کی گئی ہر صفحہ کی اول غزل یا اوستاد اور دوسرے جانب اپنی غزلیات تحریر کی ہین

نمبر شمار	نام دیوان	نام اوستاد	تعداد غزلیات	تعداد ابیات
۱	شایستہ پاسخ	ناسخ جناب لکھنوی	۱۴۷	اعما اللع
۲	محبت منظر	جناب شاہ ظفر دہلی	۳۶۵	اعما موع
۳	بہار شفقی	جناب میر لقی صاحب دہلوی مالک اشعار	۴۶۵	للعم موع
۴	مرغوب طبیعت	میان جرات لکھنوی	۱۲۷	الملک موع
۵	مخزن شوق	میان ذوق دہلوی	۱۱۹	اعما موع
		میزان کل	۱۲۲۳	لمرلعا مرع

سرور زار سیا۔
کلیات نظیر اکبر آبادی۔ اردو منظومہ میان نظیر مطبع دہلی۔

دیوان ضامن۔ اردو غزلیات حضرت سید ضامن صاحب۔

کلیات و دواوین فارسی

دیوان حافظ تخشی۔ مشہور دیوان حافظ شیرازی کا ہے۔
ایضاً۔ تخشی مطبوعہ جدید بہت خوشخط طبع ہوا ہے کاغذ گلدستہ ولایتی۔
ایضاً۔ کاغذ سفید گلدستہ۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی خالی۔
شرح دیوان حافظ۔ باحل معانی و مصطلحات مرقومہ از مولوی صادق علی صاحب۔
کلیات خزین۔ یہ ایک مجموعہ غرائب روزگار از تتبع سخن آفرین شیخ محمد علی خزین۔ اس مجموعہ میں کتب ذیل شامل ہین۔ سوانح عمری حضرت مصنف تواریخ سلاطین قصائد فقیہ آئمہ اطہار۔ دیوان و مثنویات صفیر دل و جمن انجمن و مثنوی خرابات فرہنگ نامہ تذکرۃ العاشقین وغیرہ۔
کلیات میرزا بیدل۔ اس کلیات مین چار کتابین ہین۔ نکات بیدل۔ رقعات بیدل۔ دیوان بیدل عناصر بیدل۔
دیوان بیدل۔ اسکے حاشیہ پر نکات بیدل ہے اصل نسخہ قلمی بہت محمدہ بہم پہونچا تھا واسطے ملاحظہ شائقین کے طبع ہوا۔
کلیات سعدی شیرازی۔ حاوی رسائل مفصلہ ذیل۔ دیباچہ کلیات۔ کریما۔ گلستان۔ بوستان قصائد عربیہ۔ قصائد فارسیہ۔ مراثی۔ ترجیعات۔ طیبات۔ بدائع خواتیم غزلیات قدیم۔ صاحبیہ مفردات۔ قطعات رباعیات۔ مثنویات۔ مقطعات مطائبات۔ ہزلیات۔ خاتمہ۔
کلیات سعدی۔ مطبوعہ جدید۔
دیوان مخفی۔ تصنیف مخفی رشتی یہ اوستاد اہل زبان تھا رشت نام مقام کا ہے ولایت فارس مین جو اوادات ہین اوسکو کلام زیب النسا بیگم کہتی ہین غلط ہے تذکرون سے ظاہر ہے۔
دیوان خواجہ معین الدین چشتی۔ ایک نایاب ہما صفت یہ تصنیف محض عنایت ایزدی سے اس مطبع کو ملی یہ گا طبع ہوئی۔
دیوان حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین گیلانی مشہور بہ پیران پیر دستگیر۔

کلیات نظم غالب فارسی۔ مالیجناب مرزا اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات نظم۔
دیوان غنی۔ مصنفہ ملا محمد طاہر غنی۔
دیوان موزون۔ من نتایج خیالات عالیجناب راجہ رام نرائن صاحب۔
دیوان صائب۔ مشہور دیوان ہے۔
دیوان ناصر علی۔ منشی و شاعر یادگار زمانہ متاخرین ہے۔
قصائد مدحیہ نظام۔ عمدہ عمدہ قصائد فارسی اردو مین۔
جوہر نظم۔ دیوان مرزا کل محمد خان ناطق مکرانی اور اوسکے ساتھ منشی جواہر سنگھ جوہر تخلص کا کلام فارسی شامل ہے
کلیات صائب۔ کامل از نتائج طبع مرزا محمد علی صائب تبریزی شاہیر شعرا سے۔
دیوان منشی۔ مولوی سلامت اللہ منفور کانپوری نظامی۔
دیوان ہلالی۔ مشہور استاد اہل زبان ہے مطبوعہ مطبع [illegible]
دیوان نویدی۔ فارسی غزلین مفید درس اطفال نویدی تخلص شاعر کی تصنیف مطبوعہ مطبع اسدی۔
خیال تخودی۔ نہایت عمدہ مذاق کی کتاب از تصنیفات منشی ستیل سنگھ صاحب مرحوم نبارسی بخود تخلص یادگار ہے۔
کلیات امیر خسرو دہلوی۔ مجموعہ چار دیوان
دیوان تحفۃ الصغر۔ جو کلام صغر سن مین فرمایا۔
دیوان وسط الحیوۃ۔ کلام جوانی۔ دیوان غرۃ الکمال جو کمال عمر چالیس برس مین فرمایا
دیوان بقیہ نقیہ جو کہ بڑی عمر مین تصنیف فرمایا۔
کلیات حاتمی۔ یہ کلیات ولایت کے خط کا پورا الکھا ہوا ہم پہونچا اسی سے نقل ہو کر چھپا۔
قند پارسی۔ مجموعہ منتخبات کلام متقدمین و نامی مولفہ مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر تخلص بہ ساخ
کلیات نظیری نیشاپوری۔ مع شرح طبع ہوا ہے

وی سعدین - تصنیف منشی انوار حسین صاحب
سوانی تخلص تسلیم -
رد دلچسپی - مولفہ سید محمد علی جویا جامع صنائع
یجی -
وی فرہنگ عشق - مصنفہ منشی لطو طارام
وم شاہان -
وی دریائے حسن - مصنف ایضاً قصہ نہایت
ب ہے -
وی جوہر عشق - مصنفہ منشی نصیر الدین احمد
حب تخلص نصیر -
وی سعدین الفیض - در مدح پیغمبر مسلم بطور مخمس
دس ہے -
یات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی
ر انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت عمد
ی نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی
ی شاعرون سے تھے -
یات ناسخ - اس مجموعہ مین رسائل ذیل من
عشرت سخن شعرا - اشعار ناسخ - مرثیہ
ی - دفتر بیمثال - گنج نوادر تاریخ - چشمہ فیض -
ہ پارسی - زبان ریختہ - قطعہ منتخب - از
لوی عبد الغفور خانصاحب بہادر -
ہ منتخب - مولفہ مولوی عبد الغفور خانصاحب
در ایضاً -
الہ زبان ریختہ - وجہ ایجاد زبان ریختہ کو
یف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار
اندہ تالیف کیا -
اندہ عشرت - مولفہ ایضاً -
ن شعرا - ایضاً شعرائے متقدمین کا اردو تذکرہ ہے
عار ناسخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے
وب دل - یہ مجموعہ فارسی رباعیات
ہے -
تر بیمثال - دیوان اول ایضاً -
یوان تاریخ - یہ کل تاریخین جناب موصوف
تصنیف سے ہین -
را یا سخن - مولفہ سید محسن علی مرحوم
عرائے قدیم کا تذکرہ ہے -
یوان بہار عرب - مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر
احب مصطفے آبادی نعت رسول
قبول ہین -
یستہ سخن - شعرائے لکھنو وغیرہ کی
ر لین بطرح مشاعرہ مین جو اس مطبع مین

حسب تحریک مولوی ابو الحسن صاحب کے
ہبذل توجہ منشی مظفر علی خان صاحب اسیر
ہوا ہما -
شمس فیض - از منشی غلام محمد خانصاحب خیر
قصائد مدحیہ - و لسعید بہادر والی سورٹھ اور بعض
خیالی منظوم آخر ہین -
گلشن فیض - قصائد مدحیہ از شیخ بہار الدین صاحب
خریط سرور - ایضاً اور آخر ہین قصہ چار درویش
نظم کیا ہے -
مثنوی حیرت افزا - و دیگر چند غزلین چرکین کی ان
محمد قاسم لکھنوی -
مثنوی بلیچہ چیتر - تصنیف منشی جواہر لال صاحب
کی ہے -
مثنوی مراۃ المسیرفین - تصنیف حکیم عنایت صاحب ہاوری
مثنوی دلاویز - تصنیف رشید الدین احمد خان لکھنوی تخلص
مثنوی دریائے عشق - تصنیف جم جاہ عالیجناب
حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ
سدس کر یا - نظیر اکبر آبادی نے ابیات کر یا
کی تضمین کی ہے -
کلید سخن - یونیورسٹی ایڈنس کورس کی شرح
کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ
از کلام مرزا رفیع السودا -
دیوان واسطی - مصنفہ سید مولوی فضل رسول
صاحب بہادر -
دیوان عاشق - مصنفہ پنڈت کنہیالال صاحب
تخلص عاشق -
چمنستان جوش - دیوان نواب احمد حسن خان
دیوان خواجہ میر درد - اردو یہ کلام شاعر صاحب
باتھن کا ہے مطبع اسدی -
سدس اوج - تالیف مرزا محمد جعفر صاحب خلف
اکبر مرزا دبیر مغفور بطور ترجیع بند در مدح جناب امیر
علی مرتضی علیہ السلام -
شوکت عرب - مصنفہ منشی غلام محمد خان خیر
کاغذ عمدہ -
نغمہ عندلیب - تالیف حکیم قطب الدین صاحب
دہلوی تذکرہ شعرا بجواب گلشن بخار -
دیوان بحر اسرار حقیقت مصنفہ حضرت صلی
علی احمد صاحب در نعت خاتم المرسلین -
دیوان عشار - اردو و منظومہ منشی کیول رام
صاحب غزلیات وغیرہ -
غنچہ ارزو و دیوان عبا - اردو و نظم

نمبر صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان کے صفحہ کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۱۴۸	۱۹	ہر گھڑی	پربھری
۱۴۹	۵	کی	بی
ایضاً	۶	بڑا	ترا
۱۵۰	۱۹	نیک	تنگ
۱۵۳	۱	لیا	کیا
۱۵۷	۱	لی	کی
۱۶۲	۱	کہون	کیون
۱۶۷	۴	عشرت	حسرت
ایضاً	۵	لانامہ ہی شانہ ہے	برق فی تابانہ
ایضاً	۱۰	قاتل	قابل
ایضاً	۱۴	می خانہ	بت خانہ
۱۱۹	۱۲	دشت	دست
۱۷۰	۱۱	رموکی	اُوگی
۱۷۴	۱۰	شیشہ	تیشہ
۱۸۸	۱۲	ہر تار	زنار
۱۸۹	۷	لکھنے سے رہ گیا ہے	وہ
۱۹۱	۱۸	سی	بھی
۱۹۵	۱۱	جسم	چشم
۱۹۹	۱۲	تابا	پاتا

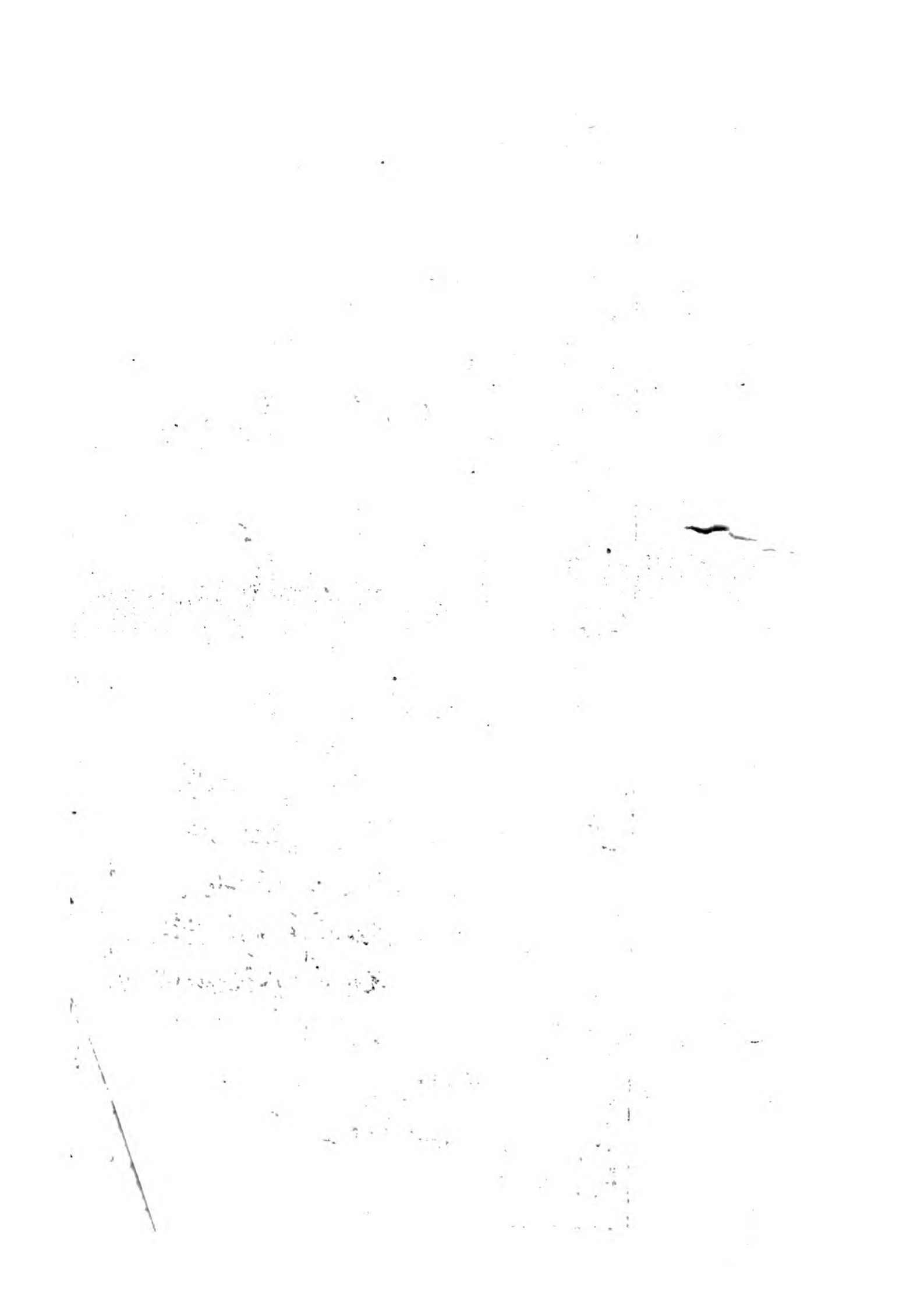
نسخہ ہائے غلط نامہ کے ساتھ فقط آئینہ میں

نمبر صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان کے صفحہ کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۲۰۰	۵	کو	تہ
۲۰۲	۱۴	لکھنے سے رہ گیا ہے	پر
۲۰۴	۱۱	جملا	چلا
ایضاً	۱۸	رشک	اشک
۲۱۳	۱۱	خراج	جراح
۲۱۴	۶	سرسے سرنگون	سرسنگ سے نکیون
۲۱۶	۸	باز	یار
۲۲۷	۱۴ اسطر خاتمہ دیوان کے	دیباچہ	خاتمہ

فہرست الفاظ غلط و صحیح بابت دیوان موسومہ شایستہ باسخ جوابی میان ناسخ

نمبر شمار صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۲	۳ سطر	بنا	بنا
۵	۸ مصرعہ	بہی	ہے
۷	۱ مصرعہ	ثنتا	پیتا
ایضاً	۱۱ مصرعہ	یار کی	پار کہی
ایضاً	۱۹	کی جانب	لی چاہت
۱۰	۳	گندم	منہدم
۱۱	۹	قہر	مہر
۱۳	۱۲	مین	بن
۱۶	۲۰	مزا	ترا
۲۲	۱۶	مول	ہول
۲۳	۷	سب جسم	جب چشم
ایضاً	۱۶	لیسو	گیسو
۳۲	۷	یاد	یار
۳۸	۱۶	طرف	صرف
۴۸	۱۲	جب	جون
۶۲	۳	کیا	کہا
۶۳	۱۸	کرین	گھڑی
۶۴	۱۹	نہ	یہ
۶۶	۴	کٹ گری	کب کرے

نمبر شمار صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۶۸	۶	جیتی	جگتی
۷۷	۱۸	کی گا	سی کی
۸۶	۱۲	جس	حسن
۱۰۱	۱۴	لکھنے سی رہ گیا	ہے
۱۰۶	۲	دل	دن
۱۰۸	۵	اوٹھی	اونہی
ایضاً	۶	یار	تار
۱۱۹	۱۷	گیا	کیا
۱۲۱	۱۳	نارمین	نازنین
۱۲۲	۱۲	تعصب	تغضب
۱۲۶	۹	یریان	پریمان
۱۲۷	۱۰	ہی	بھی
ایضاً	۱۹	لکھنے سی رہ گیا ہے	مین
۱۳۰	۱۴	چشم	جسم
۱۳۱	۲	جسم	چشم
۱۳۴	۱	لیون	کیون
۱۴۴	۷	دلی	دی
۱۴۵	۲	مری	تری
ایضاً	۱۰	کا	کو



خاتمۃ الطبع

بعد حمد و نعت کے سخن سرایان انجمن دانش و قافیہ سنجان نشیمن بینش پر پوشیدہ نہ ہو کہ موزونی طبع غریزی و خلقی ہے لاریب یہ امر منجملہ مواہبات غیبی ہے کہ ہر رنگ کا مضمون جو مبدا فیاض سے سطح خاطر شاعر پر مترشح ہوتا ہے ہمرنگ استعداد و صلاحیت طبع سے نہال سخن اوسکا ثمر مراد لاتا ہے شاہین فکر شعرا کا کس درجہ تیز پرواز ہے کہ طائر مضمون تیز باز کو بیک چشم زدن شکار انداز ہے ہر چند سخنگوئی کا کوچہ سخت دشوار گذار ہے لیکن عجب تر یہ بات ہے کہ بمقابلہ غزلیات دوسرے استاد کے اوسی وزن اور قافیہ مین کہنا نیا طرز گفتار ہے استاد نے نیا ڈھنگ ڈالا ہے نئے انداز اور نرالے رنگ کا کرشمہ شاعری دکھایا ہے سچ کہا ہے علی العموم ہر زبان آور کا یہ حصہ نہین ہے کسی بیمہرہ کو اس سے بہرہ نہین ہے بلکہ جسکی طبع خداداد کو فیض خاص ہے اوسیکو اس منصب کا اختصاص ہے بارے اندنون فیض باری ایک دیوان عجیب البیان کہ جسکی ہر غزل موزونی و شیرین بیانی مین لاثانی انگبین ہے جسنے ایک شعر سا حلاوت یابی ناشناس بھی بول اوٹھے کہ صد آفرین ہے سبحان اللہ کیا کہنا کیسا کلام حلاوت بخش کام و زبان اہل ذوق ہے جسکا نام دیوان شاہ یا شیشہ یا سخن ہے کیون نہو واہ استاد طلیق اللسان سخنور شیوا زبان فکر ارجمند منشی ہرچندر اصاحب تخلص ہرچند کا کلام ہے کہ اس سخنگوئی ہیشال نے بڑی خوبی سے یہ دیوان دوم بجواب غزلیات ناسخ لکھنوی برعایت تعداد ابیات غزل ہموزن اور اوسی قافیہ مین تصنیف فرمایا کہ ایک کلام مین غزلین حضرت ناسخ ہین اور دوسرے کلام مین ہم جنب و مقابل اوسکے غزلیات مصنف صاحب ہین انکی تصنیفات سے کتابین بہت ہین چنانچہ دیباچہ اس دیوان سے اونکی تمام و کمال کیفیت مبرہن ہے انا انجملہ رسالہ شبنم نامہ آفتابی افسانہ غم۔ کشف الدقایق۔ رشک گلشن۔ واکثر غزلیات ہم غزل اساتذہ اردو گو کی فرمائی ہین اور دیوان مرتب کیے ہین مانند دیوان محبت مظہر بجواب غزلیات شاہ ظفر دیوان بہار شفق بجواب غزلیات میر تقی۔ دیوان مرغوب طبیعت بجواب غزلیات میان جرأت وغیرہ اس مصنف کامل الفکر کو اس سخنگوئی مین طرز خاص کی دستگاہ و ید طولے حاصل ہے اور سوائے اسکے مجموعہ محامد اوصاف کہنا چاہیے اتحال دیوان سابق الذکر حسب فرمایش مصنف موصوف بصحت مطابق اصل بندا تو جہ بحر فتوت و مروت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ مطبع نامی مین بمقام لکھنؤ ماہ جون ۱۸۷۲ء مطابق ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۵ ہجری بحسن خط زیور طبع سے آراستہ ہوا ایزد سخن آفرین اسکو حسن قبول عالم فرماوے

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۲۱	رقعہ شوقیہ جواب عاشق کو طرف معشوق سے	۲	۱۱۰
۲۲	مثنوی نصیحت کو دکان کی	۱	۱۰۰
۲۳	چیستان	۴۶	۱۰۰
۲۴	مثنوی تعریف پند و نصیحت	۱	۱۰۰
۲۵	قصائد	۴	۱۰۰
۲۶	بارہ ماسہ	۴	۱۰۰
	علاوہ اسکے بارہ ماسہ داخل مثنوی افسانہ غم کے ہی اوسکی ابیات ان اشعار مین آ گئے ہین		

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۲۷	مناجات	۲	۱۰۰
	علاوہ اسکی ایک دیباچہ مثنوی افسانہ غم مندرج ہی اوسکی ابیات اوس مثنوی مین شمار ہو چکے		
۲۸	تواریخ دیوان ہای	۴۰	۱۰۰
	میزان کل اشعار کی		
۲۹	علاوہ اسکی ۵- ورق نثر اردو کی لکھے ہین کہ اونمین حالات مندرجہ ذیل درج کیے ہین ریل گاڑی تار برقی مترک مدرسہ کالج نہر گنگ جمن ڈاکخانہ شفاخانہ		

اور یہ بھی واضح ہو کہ بنجملہ ان آٹھ دیوان ہای کے پانچ دیوان اور غزلیات اوستادان سابق کی برعایت قافیہ ہر ایک شعر و نیز تعداد ابیات غزلون کی کی گئی ہر صفحہ کی اول غزل یا اوستاد و سر جلی غزل اپنی اپنی تحریر کی ہین

نمبر شمار	نام دیوان	نام اوستاد	تعداد غزلیات	تعداد ابیات
۱	شایستہ پاسخ	ناسخ جناب لکھنوی	۱۴۷	۱۰۰
۲	محبت منظر	جناب شاہ ظفر دہلی	۳۶۵	۱۰۰
۳	بہار شفقی	جناب میر تقی صاحب دہلوی مالک اشعار	۴۶۵	۱۰۰
۴	مرغوب طبیعت	میان جرأت لکھنوی	۱۲۷	۱۰۰
۵	مخزن شوق	میان ذوق دہلوی	۱۱۹	۱۰۰
		میزان کل	۱۲۲۳	

تاریخ مصنف کی

اشعار کیا ہی دیوان کے رنگین عجب ہوئے — مثل اسکے خوش بہار گل باغ کب ہوئے

تاریخ سال ہجری خامہ نے یہ لکھی — پورے جواب ناسخ ہرچند سب ہوئے

سنہ ۱۲۸۶ ہجری

اور اطلاعاً یہ بھی تحریر کرتا ہون کہ جسقدر مین ہرچند رای متخلص ہرچند فی ابتدا سی تا بیک یعنی آخر سنہ ۱۲۷۶ھ کے دیوان اور مثنویات وغیرہ تصنیف کئے وہ بطور فہرست ذیل مین تحریر ہوئے

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۱	مثنوی گلزار نیجار	۱	حالہ ۵۶۱
۲	شبستان نامای	۱	ماعد
۳	افسانہ غم	۱	۱۱۰۰
۴	نامہ عشق	۱	۱۱۰۰
۵	کشف الدقایق	۱	۱۱۰۰
	میزان	۱	مرقومی

دیوانات

۶	رشک گلشن	۱	۱۱۰۰
۷	شایستہ پاسخ	۱	۱۱۰۰
۸	محبت منظر	۱	۱۱۰۰
۹	گلدستہ انجمن	۱	۱۱۰۰
۱۰	بہار شفقی	۱	۱۱۰۰

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۱۱	مرغوب طبیعت	۱	۱۱۰۰
۱۲	دریاے سخن	۱	۱۱۰۰
۱۳	مخزن شوق	۱	۱۱۰۰
	میزان		۱۱۰۰
۱۴	مطلع جات	۲۶۷	۱۱۰۰
۱۵	رباعیات	۵۳	۱۱۰۰
۱۶	مسدسات	۱۱	۱۱۰۰
۱۷	مخمسات	۲۰	۱۱۰۰
۱۸	شلشات	۱۰	۱۱۰۰
۱۹	مستزاد	۶	۱۱۰۰
۲۰	رقعہ خوقیہ طرف عاشق ہی معشوق کو	۲۰	۱۱۰۰

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرور دہلی
کب ہوا ساکن کمان کی خانۂ رنگین مین تیر	ای دل پروانہ شمع رو پہ تو شیدا نہو
رو کے کیا نقش و نگار عالم فانی مجھے	شمع روشن بزم مین ہی صورت فانی مجھے
تھا مین عاشق جب غرور حسن دنیا مین تھا	جبسے دیکھی اے مصور صورت تصویر یار
سنگ مین آئینہ تھا ہی جبسے حیرانی مجھے	ہو گئی ہے صورت تصویر حیرانی مجھے
قتل ہوتا ہون نہ مجھسے بد دماغی کیجیے	دیکھکر اوسکو دل غمگین کیونکر شاد ہو
تاب ہی تلوار کی موئے سر مین پیشانی مجھے	ہی ہلال عید رمضان چین پیشانی مجھے
کیا سبکدوشی نے ناسخ کر دیا رتبہ بلند	اشک کی دانے ہین ہر چند مژہ کی نگشت مین
بوی گل ہون ہے صبا تخت سلیمانی مجھے	چشم تر نے دی ہی تسبیح سلیمانی مجھے

تمت بالخیر

واضح ہو کہ مسمی الوپ سنگھ میرا لڑکا ہے سرمایہ سخن فہمی کا رکھتا ہی جب اوسنے یہ دیوان دیکھا پسند کیا اسکی تعریف مین جو عبارت اور تاریخ اتمام کہی وہ ذیل مین لکھی گئی

از طرف الوپ سنگھ

اس دیوان کا نام شایستہ پایا ہی کہ جوابی غزلیات ناسخ ہی ہر شعر مین رنگینی نمایان صورت گل ہی اور معنی مین پنہان نغمہ بلبل ہے ہر مصرع تیغ ابرو ہی ہر سطر دام گیسو ہی نمکینی مضمون سر بسر ہے نمکپاش جراحت جان و جگر ہی سرگرمی کلام آتش خیز ہے حسرت سے جسم شعلہ آب نیز ہی ہر دائرہ حرف کا جام مل ہے صہبای معانی سے لبریز بالکل ہے معائنہ اس دیوان کا باعث راحت دل و جان ہے عمدگی کلام کی لابیان ہی مطالعہ اسکا دل کی تلخی غم کھوتا ہی کام و زبان کو حلاوت سخنی کی دیتا ہے

تاریخ تصنیف الوپ سنگھ

یہ دیوان ہے وہ ہو چمن منفعل	کہ پڑہ غنچہ دل سنتے گل جای کھل
سن عیسوی مین ہے تاریخ ختم	جوابات موزون ہین مرغوب دل

تاریخ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
ساغر مے کی رہی اب کسکو حاجت ساقیا		محو حسرت ہو زبان جون آئینہ بند ہوگئی
اوس پری کا کانسۂ زانو نظر آیا مجھے		جب ترا آئینۂ زانو نظر آیا مجھے
یہ تصور ہی کیا جسدم گریبان تار تار		مرغ دل کے پھانسنے کو سمجھا اک دام بلا
ہاتھ مین محبوب کا گیسو نظر آیا مجھے		اوسکی رخسارون پہ جب گیسو نظر آیا مجھے
سب طرف سے دیدۂ باطن کو جب یکسو کیا		دور دل سے ہوگیا جسدم کہ وسواس دوئی
جسکی خواہش تھی وہی ہر سو نظر آیا مجھے		اک ترا جلوہ ہی پھر ہر سو نظر آیا مجھے
عکس ہونٹھون پر جو دونون ابرؤن کا پڑ گیا		اوس رخ رشک قمر کو کسطرح تشبیہ دون
وہ صنم طفلی مین چار ابرو نظر آیا مجھے		چہرۂ خورشید بے ابرو نظر آیا مجھے
شاید آنکلے وہ خوش قد شک کر ناسخ رواں		اشک جاری دیکھہ ہرچند آیا وہ شمشاد قد
سرو باغ اکثر کنار جو نظر آیا مجھے		سرو خوش قامت کنار جو نظر آیا مجھے
۱۱۹۷		
باد کے مانند ساقی لے اوڑا پانی مجھے	۹	غسل میت ہی پری کے تیغ کا پانی مجھے
کشتۂ مے ہوگئی تخت سلیمانی مجھے		تختۂ تربت ہوا تخت سلیمانی مجھے
اسقدر ای غم نہ میری ناتوانون کو تو کھا		سوز سینہ سے کرون لخت جگر بریان کباب
کرنی ہی اک دن سگ جانان کی مہمانی مجھے		ہی غم اوس شعلہ رو کی کرنی مہمانی مجھے
کرتی ہی ضایع عبادت کو میکاری مری		عالم نشہ مین ساقی سیر عجب حسن ہے
سجدہ مین حاصل نہین جز داغ پیشانی مجھے		کشتۂ مے پر عرق ہی جبین پیشانی مجھے
اسقدر تو نے اوڑایا ہی مجھے باتون مین آج		کیون نہون زیر نگین عشق پریرو کے دیار
ای پری زیبا ہی دعوائے سلیمانی مجھے		داغ دل سے ہوگئی مہر سلیمانی مجھے
ننگیا بینش کا تار ان دونون تار نگاہ		داغ پنہانی مجھے ہی ماہ تابان سورے
بسکہ آتا ہی نظر وہ روی لوزانی مجھے		کیون نظر آوے نہ تیرہ شمع نورانی مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زعم مین اپنی لپٹ کر یار سے سویا مین رات
دن ہوا تو تکیۂ پہلو نظر آیا مجھے

کس ادا سے آپ نے خالی کیا جام شراب
ساغر اپنی عمر کا مملو نظر آیا مجھے

شمع ہی فانوس مین یا جو مین عکس شاخ گل
آستین سے یا ترا بازو نظر آیا مجھے

رشک قد یار سے جو سرو گلشن مین جلا
بیضۂ قمری وہین کو کو نظر آیا مجھے

گو اوسی گل سے گلستان جہان معمور ہے
پر نہ اکدن بھی برنگ بو نظر آیا مجھے

نشہ کی ڈورے وہ چشم یار کی یاد آگئے
دام مین جسدم کوئی آہو نظر آیا مجھے

جسکو سمجھا تھا سویدا ہی وہ خال عنبرین
جای دل پہلو مین وہ مہ رو نظر آیا مجھے

میری خود بینی بجاے مجمع عشاق ہے
یار کا آئینہ زانو نظر آیا مجھے

فکر مین سوچے ہے مضمون وسی اتش ناک کی
آتشی آئینہ زانو نظر آیا مجھے

بعد مرگ ایسا ترے موے کمر کا ہے خیال
جام کو تربھی جو دیکھا تو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سرو ہنی

طائر دل کسکے دام زلف مین جاکر پھنسا
دل سے خالی آج کیون پہلو نظر آیا مجھے

اپنی چشم تر کو آئینہ مین ہنسنے دیکھا جب
کوزہ آب بحر سے مملو نظر آیا مجھے

بلبلو سمجھا رگ گل سے بھی نازک ترا وے
گلبدن کا اپنی جب بازو نظر آیا مجھے

قمرے دل کو ہی اوس سرو رواں کا درد عشق
نالہ و فریاد سے کو کو نظر آیا مجھے

جس چمن کو ہنی دیکھا تیرا ہی نیرنگ ہے
ہر گل نسرین برنگ بو نظر آیا مجھے

جبکہ دیکھا دور پیچ ناف آہو چشم کا
چشم دلبین نافۂ آہو نظر آیا مجھے

جسکو سمجھا تھا سویدا ہی وہ خال عنبرین
پھول کر غنچہ کیطرح دل مرا گل گل ہوا

باغ مین جب بلبلو گلرو نظر آیا مجھے

عالم حیرت ہی سر زانو سے اب اوٹھتا نہین

دست حسرت ہی مین زانو پیٹتا ہون ان دنون

یار کا جس روز سے زانو نظر آیا مجھے

گو گرہ باریک تھی لیکن نظر ٹھہری وان

ناف کی باعث کمر کا مو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
صندل کی بسکہ ہے عبث فائدہ ہی کیا		بندھوا دوسرے پہ اپنا ڈوپٹہ وہ صندلی
اک درد سر ہین اور جو ہو درد سر مجھے		تا ہو وے عمر بھر نہ کبھی درد سر مجھے
تھی اوسکی ہاتھ مین جو چھڑی اوز قند قین		دیکھین کجین چون آئینہ حیرت مین آیا دل
کیا شاخ خشک مین نظر آئے ثمر مجھے		کیون نخل سرو مین نظر آئے ثمر مجھے
روشن دلون سے رکھتے ہین نفرت سیاہ کا		مانند بوی گل مین سبک لاغری سے ہون
کردہ جیسے وصل کی شب ہی سحر مجھے		لے چل چمن مین یار کے باد سحر مجھے
تری سنہری رنگ کا مجکو جو ہے جنون		ملجاے سیمبر کہین ہے آرزوے دل
اطفال کرتے ہین ہدف خشت زر مجھے		مطلوب ہی نہ گنج سے دنیا کی زر مجھے
ناسخ بزنگ نکہت گل ہے سفر مرا		ہرچند چھوٹے زلف جو چہرہ کی ہر دو سو
مرکب ہوا ہی دوش نسیم سحر مجھے		آئے نظر میان دو شب اک سحر مجھے
گم ہوا مین جیسے تیرا رو نظر آیا مجھے	۲۰	برق سان تابندہ تیرا رو نظر آیا مجھے
آئینہ جب مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے		مہر و مہ کے نور مین سے تو نظر آیا مجھے
ہو گیا ہی تیری فرقت مین جہان ایسا سیاہ		شام وہ خوشتر تھی صبح عید سی جس شام کو
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا مجھے		بام پر تیرا ہلال ابرو نظر آیا مجھے
حلقۂ گیسو سی آنکھہ اوسکی نظر آتی نہین		آنکھہ کی گردش تری یاد آگئی جب دشت مین
چین مین گویا کہ یہ ابرو نظر آیا مجھے		چوکڑی بھرتا کوئی آہو نظر آیا مجھے
مین نے جانا یہ بھی ہی میری طرح فرقت نصیب		غم مین کس گلرو کے رویارات بھر شبنم سی ہے
آنکھہ مین جسکی کوئی آنسو نظر آیا مجھے		دیدۂ نرگس مین کیون آنسو نظر آیا مجھے
جو رو پھر اچوٹی مین موباف ڈالا یار نے		چہرۂ گلرنگ پر بینی کا جلوہ دیکھہ کر
سنبلستان گل شبو نظر آیا مجھے		صحن گلشن مین گل شبو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
واعظا غم نہین دوزخ کی گرفتاری کا		اپنے سینہ کی یہ بیتابی دل کافی ہے
بیقراری نے دیا عالم سیماب مجھے		کیمیا کی کیے کیا چاہیے سیماب مجھے
پیاس مین یاد جو شبیر کی آئی ناسخ		گردش چشم کی ہرچند ہوئی ہی دولاب
گھوٹ کیونکر نہ لہو کی ہون دم آب مجھے		قطرۂ اشک ہی کوزۂ پُرآب مجھے
زار انتظار خط نے کیا اسقدر مجھے	۱۳	ہی شوق دید سبزۂ خط اسقدر مجھے
پہچانتا نہین ہے مرا نامہ بر مجھے		دیکھون اوسے جو کردی کوی نامہ بر مجھے
شاخون کیطرح سایہ کو رکھتا ہون دوش پر		شیرین ثمر جو بوسۂ سیب ذقن کا ہی
گر دیکھتا ہی دھوپ مین کوئی شجر مجھے		ہی باغ حسن مین قد جانان شجر مجھے
ہون وہ غمین کہ لب نہ ہنسی کی ہون آشنا		منظور چشم سرمہ سلیمان کا نہین
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے		ہی اوس پری کی خاک پہ مد نظر مجھے
دلمین بتون کی سوز محبت نی گھر کیا		جو سوز شعلہ روسی پڑی داغ دلمین ہین
گویا ہی دخل سنگ مین شکل شرر مجھے		پیدا ہوے ہین خرمن جان کو شرر مجھے
مین سر پٹک پٹک کی مرون یعنی اسکہہ		سجدی سے شکر کے کبھی اوٹھتا نہ سر مرا
دکھلا دیا قضا نے ترا سنگ در مجھے		ملتا جو کاخ یار کا وہ سنگ در مجھے
کعبہ مین جاکے بیٹھہ رہونگا مین دیکھنا		آجای جان قالب بیجان مین پھر نکیون
تو دیر سے نکالیگا اے بت اگر مجھے		پہلو مین اپنے یار جگہہ دے اگر مجھے
ممکن نہین سوای خدا علم غیب ہو		تار نظر کو کرتا کمر ہند یار کا +
کیونکر صنم تری نظر اے کمر مجھے		پر کیا کرون نظر نہین آتی کمر مجھے
مرجاؤن بیشتر مین الٰہی وصال سے		خوش ہوکی اوس سے جاؤن لپٹ مجھون روز عید
فرقت مین زیست کے ہو تمنا اگر مجھے		اک شب بھی وصل مہ رو میسر ہو گر مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
۱۴۲		
گر تری بات مگر کرتی ہے بیتاب مجھے	۱۲	کر دیا فرقت مہ رو نے جو بیتاب مجھے
خواب آلودہ نگہ کرتی ہے بیخواب مجھے		رات بھر شکل ستارون کی نہین خواب مجھے
مست ہون ماری خوشی کے بین شرابی کی رہا		آتش غم سے وہ بیتاب مجھے دیکھے اگر
ہاتھ سے اپنے جو تو دے قدح آب مجھے		کیون سمندر نہ کہے ماہی بے آب مجھے
کوئی ایسا نہین دنیا مین ہوا ہجر نصیب		دیکھی دن رات کی فرقت وہ مری کاش اگر
روز پروانہ ملاے شب سرخاب مجھے		سمجھے مجبور سوا آپ سے سرخاب مجھے
چشم جانان ہی تصور مین کنول کے بدلے		ہی عجب پھول کھلے مہر و مہ کے اوسمین
عوض آنکھون کے خدا نے دیی تالاب مجھے		یون تو خشک آئے نظر حرج کا نالاب مجھے
بعد مردن بھی رہائی نہین ممکن اس سے		صورت سبل روان اشک نے دہن کو کیا
ہو گیا چاہ ذقن حلقہ گرداب مجھے		بنگیا چاک گریبان کا بھی گرداب مجھے
سجدے مین کرنے لگا جان کی ابرو تیرے		جب در کعبہ مین ہم زاہد اپہونچے جاکر
کسی مسجد کی نظر آئی جو محراب مجھے		ابروے یار کی یاد آگئی محراب مجھے
ساتھہ خیمہ جی نہین چاہیے مانند حباب		ہو نہین اس باغ مین اک شاخ شکستہ کیطرح
چھوڑ جانا ہی نہین اپنا سبب اسباب مجھے		پھول پھل تمون سے حاصل نہین سایہ مجھے
کوچہ جانان کے یہ سودی مین مین آوارہ ہون		کچھہ نہین خوف عدو گر نہ کرے وہ قہر مرا
خانہ ماہو احلقۂ احباب مجھے +		دیتے تعظیم ہین سب مجمع احباب مجھے
شمع سان محفل عالم مین ہو نہین شب بیدار		غم مین اوس طالع بیدار کی بیخوابی ہے
تار رونیکا ملا جاے رگ خواب مجھے		خواب مین بھی نہین آتا ہی کبھی خواب مجھے
جوش گریہ سے ہے زندان مین گلی تک پانی		یان تلک تو نے رولایا ہمین او بحر حسن
دوسرا طوق ہوا حلقہ گرداب مجھے		حلقہ چشم ہوے حلقہ گرداب مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرہنی
شعاع عارض دلدار کا یہ عالم ہے	چھپے نہ وہ رخ روشن عیان ہو برقع میں
کہ آفتاب ہے گویا نقاب کے بدلے	سحاب گرچہ ہو موہنہ پر نقاب کے بدلے
فراق یار مین بجلی نہین چمکتی ہے	ہو کشت خشک نہ کیون اوسکا آب ہی سرسبز
غبار لشکر غم ہے سحاب کے بدلے	جو چشم تر کو فلک لے سحاب کی بدلے
حصول علم سے کیا ہی جو ہی سو قسمت ہی	بڑھے ہی یہ دل پر درد اوسکو رو رو کر
مین سرنوشت پڑھون اب کتاب کے بدلے	ہے قصۂ غم ہجران کتاب کی بدلے
کیا نکلتے ہی طفلی سے عشق نے یہ ضعیف	ہی ضعف ایسا نکلتی نہین ہی موہنہ سی آہ
کہ مجکو شیب دکھایا شباب کے بدلے	ہے عشق طفل مین میری شباب کی بدلے
شب وصال یہ کوتاہ تھی کہ بس سر شام	نہ کیون سپہر کی ہو پر ضیا شب دیجور
طلوع مہر ہوا ماہتاب کے بدلے	جو لے وہ داغ جگر ماہتاب کی بدلے
فراق یار مین مانند شبنم و نرگس	نہ آیا پاس وہ ہمدم جگا مین ساری رات
سر شک ہین مری آنکھون مین خواب کے بدلے	اب آیا دم مری آنکھون مین خواب کی بدلے
کب اوسکی دیکھنے کی مثل آفتاب ہی تاب	چھپے نہ صبح عارض ہی زلف شبرنگ سی
شعاع حسن ہی موہنہ پر نقاب کے بدلے	وہ موے زلف ہین موہنہ پر نقاب کی بدلے
جو آرزو ہے دلا ہاتھ آئے صید مراد	ہے گرمی تپ ہجران تو نبض تیز چلین
تو چاہیے ہی سکون اضطراب کے بدلے	طپان ہی دل مرا اب اضطراب کی بدلے
ضرور پرورش جان ہی کیا تن آسانی	کری کیا مہ رو کی ضیافت کہ خوان گردون مین
لبط شراب ہو مرغ کباب کے بدلے	ہین نقل تارون کی رکھے کباب کی بدلے
شراب ساقی کوثر سے مست ہون ناسخ	اذیت ایسی نہ ہر چند ہو جہنم مین
ثواب مجکو ملے گا عذاب کے بدلے	عتاب یار ہے کافی عذاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نہین ہی بزم مین ساقی کو اب مزہ ہی
نمک شراب مین ڈالین کباب کی بدلے

کمال شوق ملاقات اوسنے لکھا ہے
چلون مین آپ ہی قاصد جواب کی بدلے

وہ رحم دل ہون کہ کہتا ہون تیغ موج سے یون
تو میرے سر کو قلم کر حباب کے بدلے

شب فراق مین لیٹون اگر مین بستر پر
بجای زندگی ہجر موت ہے منظور

یقین ہی موت ہی آجائی خواب کی بدلے
ہر اک حسین یہی اے شہسوار کہتا ہے

لگائیے مری ابرو رکاب کے بدلے
جو ہو ہلال عجب کیا رکاب کی بدلے

نقاب اوٹھائی جو اوس گل نے اپنے چہرہ سے
ہزارون رنگ گل آفتاب کی بدلے

جو تیری دشت مین مجنون کبھی مین روؤنگا
ترے گا خیمۂ لیلی حباب کی بدلے

مین ایکدم ابھی پیتا ہون محتسب خمری
جو شرط چاہی تو شیشی شراب کی بدلے

ترے ہی وصف مین ای رشک ماہ ہی یہ غزل
ستاری ہون فقط انتخاب کی بدلے

جو دون تری لب میگون کو برگ گل سے مثال
کھنچی شراب گلون سے گلاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

پھنسا ہی لخت جگر سوز حسن نمکین سے
غذا وہ دلکو نہو کیون کباب کی بدلے

اوسے جواب کیا آئے مری سوالون کا
اسی سے خط نہین لکھتا جواب کی بدلے

وہ نازکی ہے کہ تنکا ہوا بھی چبھو نہ سکے
ہین یہ حسن کی پستان حباب کے بدلے

بجای زندگی ہجر موت ہے منظور
اب آئی دم کہین آنکھون مین خواب کی بدلے

وہ ماہ رو جو سوار اسپ چرخ خوبی ہے
جو ہو ہلال عجب کیا رکاب کی بدلے

شرارے اسکی ستاری فلک پہ روشن ہین
نہ داغ دلکو مین دون آفتاب کی بدلے

صدف دہان دردندان ہین یہ خوبی کے
کیون سمجھون اوسکی نہ انکھین حباب کی بدلے

کیا ساقی محتسب آئے گا میکدہ مین آج
بھرا ہے شیشون مین پانی شراب کی بدلے

لکھون ثنا جو تری اوس رخ کتابی کی
تو نقطے خال کے ہون انتخاب کی بدلے

نہ ہمسر اوس رخ گلگون سے ہو گل خورشید
نہ اوسمین آب بھی نکلے گلاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
قید غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب		عشق گلرو مین ہو انحار سے بھی تن لاغر
پاؤن مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری		ہی رگ گل کی مری پا کو سلاسل بھاری
رنج ہی گیسوی جانان ہجوم دل سے		گل گلشن سی بھی نازک ہین تری گوش اگر
شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری		کسطرح ہو نہ تجھے شور عنادل بھاری
بار غم بحر محبت کی شناور کو نہین		آب دریا سی گران بار بھی کرتے ہین عبور
دھار مین ہلکی ہے کشتی لب ساحل بھاری		ناو ہو ریگ مین آکر لب ساحل بھاری
ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سی نقاب		جسم جبتک تھا ہلال آسا سبکدوشی تھی
کیا ہی بیچین ہے یہ رات اے مہ کامل بھاری		باز تجکو ہوا ہو کر سہ کامل بھاری
نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہین گل		کبا سنے کان دی گل بات چمن مین اونکے
ہو گئی نالون سی آواز عنادل بھاری		نازکی سے ہی اوسی صوت عنادل بھاری
غفلت اس درجہ اوٹھاتی ہین سیہ کاری سے		ناتوان ہون جو غم ہجر مین سنگین دل کے
کہ مری چشم سی ہے دانۂ فلفل بھاری		کب اوٹھے کوہ سان ہے دانۂ فلفل بھاری
گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران +		پوچھہ ہرچند رہ یار کی منزل اوس سے
لاکھہ پر تو بھی ہی یہ شاعر کامل بھاری		ہو جو اوس راہ کا رہبر کوئی کامل بھاری
۲۳ پیتے نہ آب بقا ہم شراب کے بدلے	۲۳	مین جو پیون ہون لب میگون شراب کے بدلے
شراب پیتے ہین ہم بلکہ آب کے بدلے		اور اشک دیدۂ تر پیون آب کے بدلے
سیاہ صبح جدائی ہے کیا عجب اسکا		نہ آیا شب کو وہ رشک سحر تھا وعدۂ وصل
جو نکلے شبپرہ اب آفتاب کے بدلے +		تو آئی ہے شب تار آفتاب کے بدلے
کری تو صبر خرابات دہر مین اے دل		نہ کیون ہو مردم دیدہ کو دیکھہ بدمستی
تو جام بادہ ہی چشم پر آب کے بدلے +		ہی اشک خونین سی مے نوش آب کے بدلے

نسخہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
دم توڑتا ہی فرقت جانان مین اپنا کام		پای جنون کی دلمین مرے عزم ہے یہی
کچھ کوہ کن نہین مین جو کہسار توڑیے		پتھر کو روند کر سر کہسار توڑیے +
ناسخ بقول افصح ہندوستان کبھی		ہرچند گلرو یار سا پرہیزگار ہے
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے +		کہتا ہے جام نرگس میخوار توڑیے
۱۴۲		
جسم کو جی ہے گران سینے کو ہی دل بھاری	۱۵	ضعف تپ ہجر سی ہے جان کو ہوا دل بھاری
ہی وہ درپیش مجھے عشق کی منزل بھاری		کشور یار کی کٹتی ہوئی منزل بھاری
اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن		کیون نہ تل بھاری نزاکت سی زنخدان کو ہو
ہاتھ بھی خواب مین ہی سینہ کو اک سل بھاری		ہی سر چاہ رکھی گویا یہ اک سل بھاری
ہوگیا سایہ دیوار مین دیوانہ بنا		میری قابو مین نہ آئے وہ پری ہی عیار
اوس پریرو کے گلے سبھی ہین عامل بھاری		اوسی شیشے مین اوتاری کوئی عامل بھاری
یہ درای دل نالان سے صدا آتی ہے		اس چمن مین نہ گران بار سبکسار رہین
ناقۂ روح کو ہی جسم کا محمل بھاری		جای غنچہ کا صبا چھوڑ کے محمل بھاری
سر کے جز پنجہ خورشید قیامت نہ کبھی		اوس پریرو کی مجھے سایہ سی صحبت ہو جای
کیا مری رات ہی بے حور شمائل بھاری		لپٹا آسیب ہی بے حور شمائل بھاری
ای دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو		دل ابھی بھاری کیا بار غم ہجران نے
کہ اواخر ہے سبک اور اوائل بھاری		کیا ہوا خر مین کہ ہی جسکا اوائل بھاری
سحر پیدا جو ترے چاہ زنخدان سی ہوئی		مثل ہاروت یہ دل چاہ ذقن سی نکلے
رکھدیا سنگ بروی چہ بابل بھاری		خال سے سل ہی بروی چہ بابل بھاری
سخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے		سنگدل کا مری کیا حال نزاکت ہوگیا ن
عارض نازک جانان پہ ہوا تل بھاری		بار صد کوہ سی بھی اوسکو ہی اک تل بھاری

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
چہرہ پہ خط وا ہے برنگ سیر سیاہ	سنگین دلون کی غم مین مجھے سخت جانی ہی
بس اب تو اپنی ناز کی تلوار توڑیے	آئے نہ زخم قاتلا تلوار توڑیے +
برسون دہان زخم سے سہتی رہے مدام	ہو بار دوش تا نہ تجھے جامۂ بدن
اک عمر رونے کا بھی نہ اب تار توڑیے	دست جنون سے اپنی ہر اک تار توڑیے
آیا مہ صیام علی الرغم محتسب +	سودا ہے سر مین سنگ دلون کا ہون پایمال
روزہ شراب سی سر بازار توڑیے	سر سے سر نگون سر بازار توڑیے
ہم وحشیون کی پاؤن کو کانٹون سے کیا ہی انس	کانٹا لگا جو پاؤن مین بلبل نی یون کہا
ہاتھون سی بھی گلون کی عوض خار توڑیے	ہے گل کا یادگار نہ یہ خار توڑیے
ہی کسکو فہم زمزمہ ہای صریر کا	کر نغمہ گوئی باغ مین ای عندلیب دل
بس عندلیب کلک کی منقار توڑیے	مرغان کی سنگ رشک سی منقار توڑیے
یارون کی ہمسے دل شکنی ہو سکی کہان	ای بحر حسن ہو کے تو اب مجھسے ہمکنار
یان پاس ہے نہ خاطر اغیار توڑیے	جون فوج غم سے خاطر اغیار توڑیے
خرمہرہ لیسے بھی گوہر مضمون کی کم ہی قدر	کیا وصف لعل لب کی در دندان کا لکھے
وہ وقت ہی کہ کلک گہربار توڑیے	ای دل تو اپنا خامہ دربار توڑیے
ہم جو رشک یار سے دم مارتے نہین	مرجاے کوئی دم مین جو مانگی سو دو کھلا
یعنی روا ہے کب دل بیمار توڑیے	کب جیئگا تو کیون دل بیمار توڑیے
یان در دسر خمار سی ہے واں دکان بند	میخانہ بند ساقی نہین دل ہی مرطلب
ٹکرا کے سر کو اب در خمار توڑیے	کہتا ہے شوق دل در خمار توڑیے
ٹکراؤن واں جو سر تو وہ کہتا ہی کیا مجھے	کب تک رہی تو خانۂ دیدہ مین سیل اشک
صاحب نہ مجھ غریب کی دیوار توڑیے	مژگان کی انتو چلنے کو دیوار توڑیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نام رہ جاتا ہی دنیا مین تواضع کی سبب
اپنی قامت کو خمیدہ مثل خاتم کیجیے
ہر طرف مصروف ہین زاہد نماز صبح مین
گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے
زہد و استغنا و حلم و صبر مین چارون وزیر
انتظام ملک ابراہیم ادہم کیجیے
جذبۂ معشوق سے افتادگی ہے بال و پر
کیون نہ حسرت کی نگاہین سوی شبنم کیجیے
دوستی وہ ہی نہو جسمین غرض کا شایبہ
روز روشن مین چراغ مردہ کا غم کیجیے
خاک در کی بند کرنے کا تو ہی شوق آپ کو
سینہ چاکون کی لیے بھی فکر مرہم کیجیے
ہوتی ہے کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار
ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے
حال ناسخ کے پریشانی کی کیا نسبت اوسکی
آپ اپنی زلف کو کہتا ہے برہم کیجیے

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

تیری مجنون کو سیاہی سے ملی ہے روشنی
نام روشن روشنائی سے جون حاتم کیجیے
سلسلہ زنجر کے حلقون کے برہم ہون کیون
کاکل مشکین کو بل دی دی کے پر خم کیجیے
شاہ پیشین مر گئے ہین نام تک باقی نہین
غم نہ دل پر مرگ ابراہیم ادہم کیجیے
عارض گلرنگ اوس بت کو مین چومون کس طرح
یا خدا اب اشک میرا آب شبنم کیجیے
تھی قضا صیاد نے چو طائر دل کیا دبج
ہمصفیر و صبر بن کیا اوسکا اب غم کیجیے
کب شہیدان ازل کو حاجت خراج ہے
زخم گل کیواسطے کیا فکر مرہم کیجیے
خرچ نے تقدیر نی میری دیا ہے حکم یہ
روز ہجران کو بڑھا شب وصل کی کم کیجیے
اس پریشان دلکو ہر چند اور پریشانی نہو
ناز سے چہرہ پہ زلفون کو نہ برہم کیجیے

۱۴

ای شیخ و کبر سبحہ و زنار توڑیے
گردن کا طفل اشک نہ زنار توڑیے
پر دل کسی بشر کا نہ زنہار توڑیے
رونے کا اپنے تار نہ زنہار توڑیے
پیر مغان کے جی مین ہے کعبہ بنایے
مے پینے میکدہ مین گئے ساقی تھا نہ دان
بت نشہ شراب مین دو چار توڑیے
خم مے کے دلمین آیا کہ دو چار توڑیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
پُر ہوے اشکون سی دریا کیطرح دیدۂ تر		بعد مردن بھی ترا دھیان رہی جی مین بھرا
نہوا چشمے کی مانند مرا دل خالی		جیتے جی ہو غم فرقت سی کہان دل خالی
اے پری سب نظر آتی مین تری سودائی		یار کا دھیان مری آنکھون مین رہتا ہی مدام
کہ نہین داغ سویدا سے کوئی دل خالی		جلوۂ حسن سی دیکھو نہین ہی دل خالی
شمع سان گھر تری جلوہ سی تھا پرنور		سوز سی شمع صفت دل مرا رہتا ہی بھرا
تیرے اوٹھنی سے نظر آگئی محفل خالی		شمع رو سی نظر آتی ہی جو محفل خالی
نہ ہماری دہن زخم سے چھوٹی تلوار		ترک دیدہ جو نظر آیا پے تیغ نگہہ
لے گیا میان ہی مقتل سے وہ قاتل خالی		جانا بن قتل کرے جا ی نہ قاتل خالی
یاد آیا مجھے کیا مصرعۂ گرم ای ناسخ		جام مے ساقی کے میخانہ سی پیتے ہر چند
نفس سرد بھرون تو بھی نہو دل خالی		بادۂ عشق سی ہوتا جو خم دل خالی
روز مرگ آرزو ہے تا بکے غم کیجیے	۱۲	غمکدہ ہے دہر پھر کس کس کا یان غم کیجیے
تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے		مر گئی لاکھون جو اک دو ہو تو ماتم کیجیے
حسن گندم گون پہ ہی یہ خانہ بربادی بجا		کیون بت بے دین تیغ نازسی کرتا ہی قتل
ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے		کون مذہب مین روا ہی خون آدم کیجیے
یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سی		ہوش آجاے ابھی دیوانہ کو تیری پری
امتحان کو پہلے عیسی شمع پر دم کیجیے		کوئی سورہ مصحف رخسار سی دم کیجیے
جو نخیلون سی ملا وہ قابل ایثار ہے		فیض در بخشی ہوا اشکون سے چشم زار کو
داغ حسرت کو چراغ گور حاتم کیجیے		مر گیا تو کیا نہ ای دل رنج حاتم کیجیے
میکدہ مین دیکھیے چلکر طلسمات جہان		جام پُر می ہاتھ سی تو اپنی ساقی دی مجھے
موج ہے کو آج خط ساغر جم کیجیے		میکدہ کو آج رشک محفل جم کیجیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
خانۂ غارتی ہین جو کہ درم بھرتے ہین		لعل کو کوہ بدخشان رکھی سینہ مین چھپا
عقل سے مجکو نظر آئے وہ انسان خالی		حرص دولت سی ہو پھر کیون دل انسان خالی
ہوئے تیری سر شوریدہ پہ آفت نازل		کب ہمین فیض ہوا فصل بہار گل سے
آج لڑکون کی نظر آتے ہین دامان خالی		لے چلی جون صبا ہم باغ سی دامان خالی
مری آغوش سے تو صبح شب وصل چلا		ماتھی پر ماہ کی آیا جو عرق کیا ہی عجب
رہ گیا ہالہ مرا اے مہ تابان خالی		تارون سے کب ہو فلک ای مہ تابان خالی
یہ غبار انکو ہی ناسخ نہ ملا ایک گھڑی		یارون کو رہنے دے ملکہ نہ زمین پر ہر چند
صورت شیشۂ ساعت دل یاران خالی		جو رگردش سے ہوئی صحبت یاران خالی
یک بیک عشق سے کیونکر ہو مرا دل خالی	۱۱	یاد ابرو سی کس طرح مرا دل خالی
کہ بدن جان سی ہوتا ہی بمشکل خالی		سیان شمشیر سے رہتا ہی بہ مشکل خالی
لوگ کہتے ہین کہ ہالہ ہی عیان چاند نہین		کیون نہ جنت بھی مجھے مثل سقر آئے نظر
یان جو آغوش ہی بے حور شمائل خالی		کر گئی گھر کو مرے حور شمائل خالی
ہوا ہجر مین لبریز مرا ساغر عمر		زلف کو چھونہ دلا زیر چڑھی دشتی ہی
کر گیا مین قدح زہر ہلاہل خالی		دہن یار سے کب زہر ہلاہل خالی
نفع پروردۂ آغوش سے پایا کسنے		ہمکناری پہ بھی تشنہ ہون مین اوبحر حسن
موتیون سی نہو کیون دامن ساحل خالی		ہی عجب آب سی کیون ہی لب ساحل خالی
بے حیائی سے ہے دنیا مین حصول مطلب		مردم چشم کو گریہ سی گھر بخشی ہے
نظر آیا نہ کبھی کاسۂ سائل خالی		کب در چشم سے جائی کوئی سائل خالی
جب تری چاہ زنخدان کو بھرا سحر و نسنے		ہی تری چاہ زنخدان مین کہان آب بہرا
چاہ کہتے ہوئے مثل چہ بابل خالی		سمجھا ہین اسکو کہ ہی یہ چہ بابل خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
جان سے پہلے چلا مال مرا پیری مین		لذت بوسۂ لب کی ہی حسرت دل مین
کر چلے درج دہن کو در دندان خالی		لب گویی سے نہین بہتی مری دندان خالی
صاف ہون خاک کدورت سی یہ دلکا ہے خراب		آہو چشمون کی ہی وحشت کہ بیابان مین ہون
کسطرح ریگ روان سی ہو بیابان خالی		وحشیون سے نہین رہتا ہی بیابان خالی
ایک چھوٹا تو ملے دوسری کو قید حیات		اپنی یوسف کو کیا خانۂ دلمین محبوس
کبھی ہوتا نہین یہ خانۂ زندان خالی		کیون عزیزو نہ رہے مصر کا زندان خالی
دیکھ سکتا نہین کانٹی کی زبان تک شبنم		آتشین خویون کو اس باغ سی کچھ فیض نہو
کیون نہو چشمۂ خورشید درخشان خالی		ہی یہ خوشبو سی گل مہر درخشان خالی
مین ہون کیا چیز ولا خاک نشین ہو ضعیف		دیکھے گر حسن پریرو کا بنے دیوانہ
کر دیا موت نے اورنگ سلیمان خالی		کیون نہ کر جائے پرستان کو سلیمان خالی
روحین جنت کو گئین جسم سوی کوچۂ یار		چلے اکبار جو تیغ نگہہ ہون قتل ہزار
دفن ہونی سے ہوا گنج شہیدان خالی		کشتون سی ہو نہ کبھی گنج شہیدان خالی
لعل لب خط کی نکلتے ہی ہوا ہی بے آب		سبز خط نکلے نکیون گردۂ غبغب کے
خضر آیا تو ہوا چشمۂ حیوان خالی		خضر سی رہتا ہی کب چشمۂ حیوان خالی
قابل گوہر مقصود نہین رنگین طبع		رنگ قدرت ہی نہ جون رنگ حنا اوڑ جائے
عین دریا مین رہا پنجۂ مرجان خالی		رنگ سی ہو نہ کبھی پنجۂ مرجان خالی
کسقدر تشنۂ دیدار ہوے ہین سیراب		ای لب تشنہ تو سیراب ہو اوس سے کیونکر
نظر آتا ہی نرا چاہ زنخدان خالی		آب سی بار کا ہے چاہ زنخدان خالی
کون دونون مین خدا جانی خدا کو ہی پسند		دیکھے میخانہ مین گر حسن مرے ساقی کا
کفر ہے چاہیی لازم نہین ایمان خالی		کری جون جام دل زاہد ایمان خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد رکھتا ہے یہی		گل کو اے رشک چمن مشتاق بلبل جان کرو
مثل فوارہ جہان مین سر اوٹھایا چاہیے		چہرۂ گلرنگ سے پردہ اوٹھایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ		قدر جاہت کی نہین اور ہی نہ الفت کا نباہ
ان بتون کو کس توقع پر خدا یاد چاہیے		چاہ دل سے کیون بتون کو پھر خدا یاد چاہیے
یار کی ٹیڑھی نگہ بھی لطف سے خالی نہین		شعلہ رو کا جوش کیا دل اوبھری لنکی کو دلا
ہو اگر تلوار اصل اوسکو دبایا چاہیے		لکھ کی کوئی نقش آتش مین دبایا چاہیے
طالب زینت نہین رنگینیٔ بے ساختہ		کب تبسم اوس گل رعنا سا اوسمین ہے صبا
پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے		غنچہ ہاے باغ کو کیا موٹھ لگایا چاہیے
محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہی مجھے		اب تھما ہرچند رد تی روتی طفل اشک ہے
شمع ساں ہستی مین یارو نکو رولایا چاہیے		اور نہ اے درد جگر اوسکو رولایا چاہیے
کر گیا ہی مری آغوش کو جانان خالی	۱۹	نہوا دل سے ولیکن غم جانان خالی
اس مہینے کو بجا کہتے ہین انسان خالی		کر گئی جان مری گو قالب انسان خالی
بارہا ہو گئی لالہ سے بیابان خالی		محمل لیلی سے ہے گرچہ بیابان خالی
نہ کبھی داغ سے پایا دل نالان خالی		پر نہین بانگ جرس سے دل نالان خالی
باغ مین سنکی مرے رمزیہ پردازی کو		ہمصفیر و نہو پھر اوس مین کوئی نغمہ سرا
آشیان کر گئی مرغان خوش الحان خالی		قفس تن کری جب مرغ خوش الحان خالی
ہو گیا عمر مین لبریز مرا ساغر عمر		لطف ساقی ہو بیان کیا کہ شب مجلس مین
نشۂ مے نہوا تھا ابھی چندان خالی		جام مے بھر دیا تھا دفعۃً نہ چندان خالی
یہ لگی چاٹ مری زخمون کی سیری نہوئی		کو نمک پاش ہے زخم دل عشاقان پر
ہو گئی کہتے ہی قاتل کے نمکدان خالی		ہو نہ انجم بھر گردون کا نمکدان خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
دست وحشت مین کہان ہوش و حواس و عقل دین		جب موے لو تا ساتھ تیری کون وان پر جائیگا
ای جوان اس قافلے کا ساتھ چھوڑا چاہیے		زیست ہی مین ساتھ گھر والون کا چھوڑا چاہیے
ہم کہین کو جاتے ہین کہتی ہی دنیا کی ہوس		چھوڑ نا جیتا نہ مجکو گر مرون غم سی چھٹون
تو سن عمر روان کی باگ موڑا چاہیے		قتل سے میری نہ خنجر موکھہ کو موڑا چاہیے
کر گیا وحشت وہ تیری بیقراری دیکھہ کر		ای دل بیمار مضطر ہو نہ درد ہجر سے
عشق مین ناسخ لبشر کو ضبط تھوڑا چاہیے		پائے ہرچند یہ شفا پر صبر تھوڑا چاہیے
۱۲۷		
پنجۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے	۱۲	حسن کا اپنے پری جلوہ دکھایا چاہیے
رشک سی مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے		سوز غم سے دل سلیمان کا جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پائے نگارین سی لگا کر گلگر خو		ہی شب مہتاب مین نشہ چڑھا پھر ہو اوتار
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے		ماہ رو کو بام کے اوپر چڑھایا چاہیے
باغ مین اوس گل کو لیجا کر بٹھایا ہی ضرور		کوے جانان مین مرا جانا نہ ظاہر ہو صبا
کھلیون مین عندلیبو نکو اوڑایا چاہیے		نقش پا روی زمین سے بھی اوڑایا چاہیے
اشک کوئی چشم میگون سی گرا کر نشہ مین		مر گیا ہون مین جو اوس اشک تر کی عشق مین
بادہ مجھہ میکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے		چادر مہتاب مرقد پر چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان ہی مصحف اور مین بیمار ہون		ہی شب مہتاب اور مہتاب وش بھی پاس ہے
وار کر اسپر سے پانی اب پلایا چاہیے		مے جو مثل آفتاب ہو وہ پلایا چاہیے
دلکو خواہش ہی کہ طفلان حسین گھیرے رہین		دیکھکر عاشق جسے دل رفتہ ہو سو جان سے
آپ کو ان روزون دیوانا بنایا چاہیے		حسن کا دلبر بناو ایسا بنایا چاہیے
میری نالے سنکے چڑھ آیا وہ ظالم بام پر		کام لے حیلہ کری ہے تیر مژگان سے تمام
آسمان کو اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے		چلہ اون ابرو کمان پر کیون چڑھایا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
دھوئی جو پائے حنائی آب جوئی باغ مین	دلمین اسے گلچین ستمگر کیون نہین کرتا ہی رحم
پاؤن مین شمشاد کی سوئی کا توڑا چاہیے	فصل گل مین شاخ گل سے گل نہ توڑا چاہیے
خط مین وہ مضمون ٹھہری سی جسے ٹوٹی کہہ	رشتۂ الفت تو اوس سی جوڑتا ہی کیلیے
نامہ بر کہتا ہے الغام ایک توڑا چاہیے	ای جنون پوشاک تن کا تار توڑا چاہیے
یار کو خط لکھنے بیٹھا مین تو دفتر ہو گیا	گلبدن کو بار ہے تن پر لباس شبنمی
شوق کہتا ہی کہ اور اک بند جوڑا چاہیے	چادر مہ سی بنایا اوسکو جوڑا چاہیے
ڈرتی ڈرتے گر پڑے ہین ایک دو آنسو مرے	پردہ پوشی کے لیے ہے دامن صحرا مجھے
نوح کے طوفان کا طوفان جوڑا چاہیے	مثل مجنون کیا تن عریان کا جوڑا چاہیے
دور منیاے قیامت بھی نہونی دیجئے	نامور حاتم سخاوت سی زمانہ مین ہوا
چرخ مینائی جو ٹوٹی اسکو جوڑا چاہیے	مثل قارون مال و دولت کو نہ چھوڑا چاہیے
کیون نہو وہ نوجوان برسات مین رنگین لباس	تا کہ کھل جائے بہار حسن رنگ سبز کی
پیر گردون تک شفق کا لال جوڑا چاہیے	جون گل لالہ بدن مین لال جوڑا چاہیے
ایک خط لیجائیگا تو جلد وہ پھر ائیگا	طوطی شیرین سخن سے کم نہین خامہ مرا
قاصد اسر خاب کا اب مجکو جوڑا چاہیے	کیا مجھے اب پالنا بلبل کا جوڑا چاہیے
کیا ہون مین وحشی کہ رہتا ہی سگ جانان کو ہمدان	شیر مردی تیری جب آئی نظر ای اہو چشم
شیر بھی کوئی جو آجائے بھبنوڑا چاہیے	شیر گردون بھی اگر آئے بھبنوڑا چاہیے
پڑھ چکے زاہد نمازین منہ برستا ہی نہین	تا ہوا لیجانہ میری خاک کوئی یار سے
دامن تر اتو اے ساقی نچوڑا چاہیے	چشم تریان دامن مژگان نچوڑا چاہیے
نازکی دیکھو کہ درزش کر کے کہتا ہی وہ گل	وصل کی شب بھی نہ بول اوٹھے کہین وقت سحر
شاخ گل کی اب کلائی کو مروڑا چاہیے	مرغ صبح خیز کی گردن مروڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
حسرتِ نظارۂ زلفِ پریشان دلمین ہے		اوس عذارِ سیمگون پر حلقہ زن ہو کیون نہ زلف
بہر تسکین گور مین کچھ مارِ پیچان چاہیے		گنج کے اوپر قیام مارِ پیچان چاہیے
عمر گذری رو تی رو تی ہنسنا بھی لون اب جی مین ہے		غم سے ہی دلگیر شاید اس سبب مجھپہ دل شاد ہو
میری سونھ پر کوئی قاتل رخسم خندان چاہیے		جان غمگین کو خیال روے خندان چاہیے
وردِ مژگانِ زبان سی مین لب جانان کے وصف		اشک خونین چشم تر کی صورتِ دانہ ہوئی
اشک خون کی جسم کو تسبیح مرجان چاہیے		پنجۂ مژگان کو بھی تسبیح مرجان چاہیے
سنگ ریزہ اچھلون چُن چُن کی بہر کودکان		بحر خوبی کا ہی سودا عریان طفلِ اشک ہین
عاریت ای کوہ مجھ وحشی کو دلمان چاہیے		چادرِ آب روان سی اونکو دامان چاہیے
روح سعدی ہو گئی ہوگی خوشی سی باغ باغ		اوسکو تو ازبر زبانی یاد ہے دیوان درد
آج پڑھنی کے لیے اوسکو گلستان چاہیے		کب مری طفل اشک کو پڑھنی گلستان چاہیے
طالب دنیا مونث ہین بھلا کیا اسسے کام		ہو روا ہرچند حاجت عرض کر مردانہ حال
مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ مردان چاہیے		کام مردون کا ہو مدد شاہ مردان چاہیے
جوشِ وحشت کو دلا چالاک گھوڑا چاہیے	۱۷	شہسوارِ عشق کو سودا کا گھوڑا چاہیے
فصلِ گل مین موجِ بوی گل کا توڑا چاہیے		سبزۂ صحرا روندکر پاوں سی توڑا چاہیے
زخمِ خندان جام خندان کی بدل ہون بحر کو		رکھتا مین بادام چشمون کا جو سودا مرے ہون
شیشۂ مے کے عوض پہلو مین پھوڑا چاہیے		سر کو اپنی پھر نکیون پتھر سی پھوڑا چاہیے
فرقتِ ساقی مین آیا ہی خیال ای میکشو		حاجتِ جراح کب ہی دنبل دلکو مرے
شیشۂ مے آبلہ ہی اسکو پھوڑا چاہیے		نشترِ آہ جگر سے اوسکو پھوڑا چاہیے
کر چکا ہون صرف سب گنج مضامین بلند		سیمبر لو خود ہی زیبائی سے کان گنج حسن
عرش کے دروازہی کا اب قفل توڑا چاہیے		اور کیا تیری لیے سونے کا توڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کوچہ دلدار کے حسرت مین رونی کے لیے
پانون کو اب آبلہ کی چشم گریان چاہیے
حشر برپا کر رہی ہے ناقہ لیلی کی چال
محمل لیلی کو کیا کوئی حدی خوان چاہیے
چاک رکھتا ہون جو وحشت مین گریبان شاخ
اک پیرو غیرت خورشید تابان چاہیے
غل مری زنجیر کا سنکر جو وہ کہنے لگا
خانہ زنجیر کو بھی اب نگہبان چاہیے
میری غم مین رو کے عالم کو کریگا اب وہ قتل
اشک کی بھی ناوک مژگان کو پیکان چاہیے
ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھے کہتے تھے لوگ
گوشہ زندان ہی جائے دبستان چاہیے
استلام سنگ اسود سی ہمین کیا زاہدا
بوسہ خال تہ ابروے جانان چاہیے
دمبدم گھٹتی ہے میری کشتے عمر روان
مجکو آب خنجر قاتل کا طوفان چاہیے
آگیا میری مین اوسکی بوسہ لب کا خیال
ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت سے دندان چاہیے
پنجہ خورشید کو کافی ہے اک جیب سحر
روز یان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

ساقیا اس بزم مین رو دی کوئی کوئی ہنسے
جام مے خندان ہی چشم شیشہ گریان چاہیے
چاہیے ساتھہ اوسکے ہوتا پہ دل نالان مرا
محمل لیلی کو کیا کوئی حدی خوان چاہیے
شب کو کرتا ہی فلک جو خانہ مہوش تلاش
پھر نہ کیون کف مین چراغ ماہ تابان چاہیے
تا نہ اوسکے گھر مین جانی دے کسی اغیار کو
چشم نگران اوسکی ڈیوڑھی پر نگہبان چاہیے
جنبش مژگان نہین ہی ناوک اندازی سے کم
اشک کی بھی ناوک مژگان کو پیکان چاہیے
اے معلم بے زبان ہین کیا کرین تحصیل علم
طفل اشکون کو نہ تعلیم دبستان چاہیے
کسلیے سوئے فلک ای مومنون دیکھون ہلال
عید کو دن دیکھنا ابروی جانان چاہیے
خشک کشت خرخ ہی سرسبز واوسکی آب سی
دیدہ گریان کو مرے جوش طوفان چاہیے
تا کہ رشتہ عمر کی دانتون سے وہ کھولے گرہ
قاتلا تیغے مین تیری کیون نہ دندان چاہیے
ای جنون ہی ضعف سی گردن پہ مجکو اسکا بار
گو ہی دامن چاک اب پھاڑا گریبان چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ریگِ رواں ہی ہے ہماری جسد کی خاک
اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے
اس باغ مین ثبات ہی گل کو نہ خار کو
اسفل رہے جہان مین نہ عالی نسب رہے
مردے جیا گئی لبِ جان بخش یار سے
بوسے کے اشتیاق مین ہم جان بلب رہے
اے تاجدار ملک کہان مغتنم ہے یہ
فا بوین گر لحد کی زمین دو وجب رہے
گر گر کے شیشے اشک کی ٹوٹینگے کسقدر
ای گریہ میرے دل کا سلامت جلب رہے
انسان دلمین کہتی ہین حسرت سی مرتے دم
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا مین سب رہے
ہر موج بوریا رگِ خواب گران ہوئی
راحت مین عمر بھی مری پائی طلب رہے
کی ہے خیال زلف مین سب زندگی بسر
گویا کہ ہم جہان مین بس ایک شب رہے
ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہی اور رسم
آزردہ وضع دہر سے ہم بی سبب رہے

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

چاہ ذقن کا بوسہ جو دی شیرین لب کے خضر
آب حیات کی ہمین پھر کیا طلب رہے
پھرتا ہی چرخ چرخ مین دنرات بیقرار
آسودہ دل نہ کوئی بھی عالی نسب رہے
سسی کو خاک ہو کی ملی آبروئی ہے
رتبہ ملا کہ یار کی بالاے لب رہے
وصل ہے برای نام رہے ہمسے وہ جدا
سوتا ہی پاس دور روی دو وجب رہے
شیشے جو آبلون کی بناتا ہے سوز دل
کیونکر وقار شیشہ گران حلب رہے
آیا جلا گیا نہ سنی اوسنے ایک بات
شکوی تھے سیکڑون بھری دلمین سو سب رہے
ڈھونڈا جو ہمنے یار کو پایا نہ کچھ پتا
سرگردان راندن مرا پائے طلب رہے
آنکھون کے تل کو دیکھ کی روغن ہوا ہی خون
روشن چراغ داغ جگر روز شب رہے
ہر چند ہی نہ چشم کو اب آستین سی رانس
یہ رشک کب نظر سے گرانی سبب رہے

۱۳۵

کچھ عدم کا بھی خیال ای دل نادان چاہیے	۱۷	کب چراغ مہ سی روشن گھر مرا یان چاہیے
گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعان چاہیے		ای عزیز و جلوہ گردہ ماہ کنعان چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھی اوس گلگون قبا کی باغ مین جسدم بہار
پھاڑ کر کپڑے ہزارون غنچے عریان ہوگئے

چلتی چلتے کر گیا اعجاز زور اے خوشخرام
جسقدر تھی نقش پا کبک خراماں ہوگئے

گلشن رخسار جانان سے ہوئی رخصت بہار
صورت برگ خزان عاشق پریشان ہوگئے

ارمغان داغ سودائی چلے سوئے چمن
دو دن اس وحشت سرا مین ہم بھی مہمان ہوگئے

جتنے ہین داغ جنون ہین سکہ شاہان حسین
کشور دل مین روان کس کس کے فرمان ہوگئے

جسجگہ تھے قصر منظر ہنگئین کورین تمام
شہر جو آباد تھے شہر خموشان ہوگئے

شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو ہم نفرت ہوے
گیسوئے پیچیدہ مجکو مار پیچان ہوگئے

راتدن رہتی ہے ناسخ ہمکو از خود رفتگی
آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہوگئے

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

زندگی مین بے پہن پوشاک مر کر قبر مین
گل کے مردون کی کفن سب جسم عریان ہوگئے

پڑ گیا سرو خراماں کا جو سایہ وقت سیر
سرو بستان جو تھی سب سرو خراماں ہوگئی

سنبلستان ہوگئی جو آئینے تھی روبرو
بال جب زلفون کی چہرہ پر پریشان ہوگئے

بلبلو شیدا ہوئی کیون کب رہی قائم بہار
اس چمن مین چار دن گل آکے مہمان ہوگئے

سبزہ خط آیا جو اوسکے عارض گلرنگ پر
جو گل نافرمان تھے سب زیر فرمان ہوگئے

جاگ اوٹھے سب خفتگان گور غوغا مچ گیا
ہم روان جسدم سوئے شہر خموشان ہوگئے

لکھتی لکھتے زلف پیچان جبکہ یاد آئی مجھے
اک قلم حرفون کی جلقے مار پیچان ہوگئے

اوس پری کی جا کی زیر کاخ ہرچند ضعف سے
مثل سایہ پشت پر دیوار جانان ہوگئے

شان آگے خاکسار کی سرکشی کی کب رہی ۱۱ خورشید رخ سے زینت مہتاب کب رہی
پیدا ہو بو تراب تو کیا بو لہب رہی ۱۲ رتبہ یہ بو تراب کی کیا بو لہب رہی
مانند دانہ خال بہم خاک مین ملے کبتک تری جدائی کا اے جان نہ تعلق
نکلا جو اوسکا سبزہ خط کھیت اب رہی رنج و ملال حسرت و غم دل پہ اب رہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
تیرے آگے ابر مین منہ چھپاتی آفتاب		گریہ مین ہر چند نکلی ہی جگر سے آہ سرد
اسے پری کیا رنگ لائی ہی ہوا برسات کی		رکھتے ہین موجود ہم ابرو ہوا برسات کی
ایسی ہم آماج گاہ تیر مژگان ہو گئے	۱۷	وقت گریہ یاد دل مین تیر مژگان ہو گئے
رونگٹے کی جا بدن پر ساری پیکان ہو گئے		اشک کی قطرے سر مژگان پیکان ہو گئے
سب ہوا سی بال زلفون کے پریشان ہو گئی		تیری کاکل دیکھ کر سنبل پریشان ہو گئے
شل سنبل تار تار اکنر گریبان ہو گئے		رخ سے گل حسرت مین آسر در گریبان ہو گئے
باغ مین گلبن مین گلدستے مزارون کے تمام		کس نگاہ شرگین کی تیغ کے یہ زخم ہین
خاک مین کیا کیا ہی گلزار بنیان ہو گئے		شرم سی جو پردہ سینہ مین بنیان ہو گئے
دلمین جب آیا تصور اوسکا تب کہنے لگا		مجنون اور فرہاد سان کبکو صحرا مین پھری
شل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے		حیف جب سودا ہوا محبوس زندان ہو گئے
گلشن عالم مین ہون وہ عندلیب نغمہ سنج		طوطے خامہ کو تھی تعلیم اوستاد ازل
زاغ جسکے زمزمی سنکر خوش الحان ہو گئے		مرغ مضمون فیض سی اوسکی خوش الحان ہو گئے
اوس پری نے دی نشانی ہمکو جو انگشتری		وہ پری رو پاس میری تخت پر ہی ہمنشین
ایسے آئے یاد مین گویا سلیمان ہو گئے		ہم بھی تو اپنے زمانے کی سلیمان ہو گئے
بہ اسیری مین پھسایا ناتوانی نے مجھے		قید مین یوسف گیا روشن دہان حسن سے
رفتہ رفتہ حلقۂ زنجیر زندان ہو گئے		شمع آسا روزن دیوار زندان ہو گئے
رشک کوی یار سے دنیا مین میتی باغ تھی		پاکبازون کو نہ ظاہر بین کی صحبت ہو پسند
گلشن شداد سان نظرون سے پنہان ہو گئے		دیکھ لو تار نظر چشمون سے پنہان ہو گئے
وصل کی شب پھٹ گیا جسدم گریبان سحر		واہ ری دست جنون خورشید رو کی شوخی مین
پیرہن مین یان گریبان سی گریبان ہو گئے		صبح آسا چاک یان لاکھون گریبان ہو گئے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
کیا پہونچ ہے تری دہلیز تک اے ماہ جبین	ماہ بڑھ بڑھ کی ترقی سے نہ گھٹتا ہرگز
چاند کے روز جو کھٹتی ہی جبین تھوڑی سی	ترے در پر جو رگڑتا وہ جبین تھوڑی سی
سنگ اسود کی طرح سب رخ زاہد ہو سیاہ	ہی شب وصل چھپاتا ہے تو منہ کیون تھوڑی سی
کیا ہی سجدون سی ہوئی تیرہ جبین تھوڑی	بر قعہ کو کھول دکھاوی تو جبین تھوڑی سی
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطرداری	بے سبب ہو کی خفا بہر خدا جور نہ کر
مری خاطر بھی تو ہوا وبت چین تھوڑی سی	دلمین رکھہ مہر و وفا ای بت چین تھوڑی سی
غرہ ماہ مبارک ہی یہ دینداروں کو	نقد دل پہلے ہی سب لیگیا ہرچند مرا
لے شراب آج تو ای دشمن دین تھوڑی سی	جنس ایمان کی نہ لے رہزن دین تھوڑی سی
۱۳۱	۷
ابر مژگان ہی جدائی مین گھٹا برسات کی	چشم گریان اشک ریز ہی جون گھٹا برسات کی
اپنی ٹھنڈی سانس گویا ہی ہوا برسات کی	سرد آہ دل کی ہوئی ٹھنڈی ہوا برسات کی
دردمند عشق ہون کب ہی ہوا برسات کی	شعلہ آسا دل جلاتی ہے ہوا برسات کی
درد کو کردیتی ہے دونا ہوا برسات کی	ابر خوبی بن نہین بھاتی ہوا برسات کی
قبل بارش روتی روتی کور ہو جاؤن کہین	جو اوگی سبزہ تو سمجھون سبزہ خط صنم
ہجر مین صورت نہ دیکھون ای خدا برسات کی	دی اگر تاثیر گریہ کو خدا برسات کی
کہتے ہین رو رو کی مفلس مجکو رونا دیکھہ کر	جب شب تاریک مین یاد آگئی زلف سیاہ
خانہ ویرانی کو کیا کم ہے بلا برسات کی	ہوگئی کالی گھٹا کالی بلا برسات کی
رعد قلقل موج مے بجلی کف می ہی سحاب	جبکہ میخانہ مین مے پیکر ہوئی بدمست ہم
میکشونکو کب ہی حاجت ساقیا برسات کی	یاد اوس عالم مین آئی ساقیا برسات کی
باغ و می ابر و غنا مہتاب بر و صل دوست	گاہ سردی گاہ گرمی گہہ ترشح ابر کی
ایک دل ہے اور حسرت ہی قضا برسات کی	سیر موسم کی کھاتی ہی قضا برسات کی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کب تک غبار چشم سے آلودہ مین رہون
کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے
کھا جاے بل کمر جو نزاکت سے دُر نہین
رسّی کیطرح ہو کے قوی پیچ و تاب سے
کرتی ہین سیر صفحۂ رخ زلف مین پھنسے
دست خطا مین چل پڑی راہ صواب سے
دریاے حسن گرچہ پر آب و نہین ولا
پھر کیون یہ سینے پر ہین عیان دو حباب سے
اس حال سے شفاعت ناسخ ہو حشر مین
امید ہے جناب رسالت مآب سے

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

ہی شعلہ رو کا شور عجب کیا کہ وقت قتل
نکلین شرارے آگ کی خنجر کی آب سے
تار نظر ہین چشم کے دیکھا نہ پیچ و تاب
رکھتا ہی ناز کی یہ تری پیچ تاب سے
عشق بتان مین محو ہی یاد خدا کو بھول
گمراہ کیون ہوا ہے تو راہ ثواب سی
آسودہ کوئی ہے نہین بحر خراب مین
پیدا ہے طرز خانہ بدوشی حباب سے
ہر چند اہل امت چاہتے ہین مغفرت
شرمندۂ گناہ ہین رسالت مآب سی

ہی شب وصل جو ای ماہ جبین تھوڑی سی
ہی مری جسم مین بھی جان حزین تھوڑی سی
سمجھے ہم ابر سیہ سی نکل آیا تارا
کھل گئی بالو نے جو تیری جبین تھوڑی سی
دشت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک
چاہیے مجکو جگہ زیر زمین تھوڑی سی
کیا لب لب ہی ترے تنگ دہن مین شکر
دیجیو ہمکو بھی اے طفل حسین تھوڑی سی
ترے ہی نام کی ای جان ہی بس گنجایش
وسعت دل بھی ہے مانند نگین تھوڑی سی

مہر ہمپر بھی ہوای ماہ جبین تھوڑی سی
وصل سی تیری ہو خوش جان حزین تھوڑی سی
ماہ نو عید کا ہو شام تمنا کو مرے
دیکھون مہ رو کی اگر چین جبین تھوڑی سی
وسعت حوصلہ وہ جوش جنون کہان ہی
ہی جسے گشت کو صحرا کی زمین تھوڑی سی
پیر ہو جائیگا معزور جوانی پہ نہو
حسن کی عمر ہی اے طفل حسین تھوڑی سی
کر تو ای سوز جگر داغ سے منقوش اوسے
لخت دل کو بھی مری زیب نگین تھوڑی سی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
بی حقیقت کو بلا سی کب ہی دنیا مین گزند		دیدۂ پرآب سی ہین اشک آتشگون رواں
عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے		کیا عجب گر داہن صحرا جلے سیلاب سے
ہی مسرت راحت دنیا سی غفلت کی سبب		ہجر مین اوس آشنا کے ہو گئی بیگانہ چشم
کون خوش ہوتا ہی بیداری مین عیش خواب سے		آشنا ہوتے نہین دنرات گاہی خواب سی
آسمان کی پاس سامان عیب پوشی کا نہین		شوب بن وہ تو حقیقت مین ہے ناپاک دلین
کب کسیکا ستر ہوگا چادر مہتاب سے		اوڑھے گر وہ تن ہو سیلا چادر مہتاب سی
خاک کوئی یار ہے ناسخ مری تن پر لباس		گلبدن سی دل لگا ہر چند کب آتا ہی خواب
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب سی		بعد مردن بھی کفن ہو چادر کمخواب سی
۱۳۰		
چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سی	۱۱	عارض کو اوسکے فوق گل آفتاب سی
خوشبو مین ہے زیادہ پسینا گلاب سی		نفرت ہوئی دماغ کو بوئے گلاب سی
اوس روے آتشین نی دیا ہے یہ داغ دل		مہ رو نقاب سی رخ روشن جو ڈھانپتا
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے		تابانہ نور روے زمین آفتاب سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین		خط دی کے اور کہتا زبانی سوال ہے
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے		محروم خط کی رہنا نہ قاصد جواب سی
دم مین تمام دامن صحرا محیط ہو		غرش نہ بے سبب ہی فلک پر یہ ابر کی
سر کی جو آستین ابھی چشم پرآب سے		مانگی ہے الامان میری چشم پرآب سی
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین		دیتی ہو گالیان ہمین تم بے حساب کیون
غرت ہوئی کہ مر چکے ہین ہم حساب سی		باتین کیا کرو تو سمجھ کر حساب سے
خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین		چین جبین مصرعۂ دیوان حسن ہے
کیونکر نہ نکلے خط شعاع آفتاب سے		کلک قضا نے لکھا خط آفتاب سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرو ھنی
ناسخ یہ وہ غزل ہے جنون نے کہ سنتے ہی		ہرچند روئین قبر مین گرد رد دل سی ہم
سودا کفن کو پھاڑ کے نکلے مزار سے		دریا روان ہوا اشک کا خاک مزار سے
وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سی	۱۲۹ ۱۳	بیقراری برق نے سیکھی دل بیتاب سی
کیمیا ہمنے بنائی ہے مگر سیماب سے		اضطرابی کو نہ کیونکر فوق ہو سیماب سی
دن کو رات اوسنے کیا ہی گیسوئی پرتاب سے		دل ہمارا روشن ہوا داغ دل پرتاب سی
رات کو دن کر دیا ہی روی عالمتاب سے		کام کیا مجکو ضیاے مہر عالمتاب سی
استرا اوسکی ذقن پر جب پھرا نابت ہوا		ای دل تشنہ نہو جا یاہ ذقن کا آشنا
دور ہو جاتے ہین تنکے حلقۂ گرداب سے		ڈوب کر کوئی نکلتا ہی کبھی گرداب سی
آگی افتادون کی پاتی ہین کوئی سرکش فروغ		مثل روغن ہو گئی شبنم تھی نرم باغ مین
سرد ہو جائی نکیون بازار آتش آب سے		کر دیا روشن چراغ گل کو اپنے آب سی
پڑتی ہی عکس رخ جانان کی ہی تشبیہ تام		راتدن دلمین جو حسن ماہ رو کا دھیان ہے
چوکھٹے کو ہالے سے آئینہ کو مہتاب سے		گھر مرا روشن ہوا ہی شعل مہتاب سی
غیر سے لگوائی مہندی اوسنے ہاتون پر جو رات		مردم دیدہ نبا رنگریز دیکھو رنگ ڈھنگ
پنجۂ مژگان کو بھی ہمنے رنگا خونناب سی		چشم کا پردہ رنگا مرخ اشک کی خونناب سی
مدتین گذرین کہ رہتا ہون خیال یار مین		خال دیکھا جب رخ رنگین پہ آیا یہ خیال
دیکھو پروانے سی صحبت رات کو سرخاب سے		زاغ پیدا ہو گیا کیا بیضۂ سرخاب سی
مونھ کو تیری دیکھ کر ہمکو ہوا جوش جنون		تاک کر دیکھین چمن مین کسیلئے انگور کو
کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے		سیب کی لذت ملی بوس لب عناب سی
کھائے ہین ایسے نری محراب ابرو کی فریب		سر جھکانا چاہیے آداب سی اس کاخ مین
بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے		سیکھ لی تو پشت خم کرنا قد محراب سی

ابرو فت

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر جنید سرہنی
موہاے نامدار مین اک موے نامدار	وہ گل چمن مین یار سی اوسکی نہ چل سکی
کیونکر کمر نہ اوبجھے رہے زلف یار سے	لپٹی جو نگہت گل دامان یار سے
کھلوائی فصد یار نے مین قتل ہوگیا	چلتا ہے تیر و تندوہ سیلاب اشک چشم
کم تھی لہو کی دہار نہ خنجر کی دھار سے	بہ جائین کیون پہاڑ نہ پانی کی دھار سے
مٹی مری عزیز ہوئی باری خاک کو	وہ بحر خوبی ہمسے رہی ہے کنارہ کش
کیا گور نے بغل مین لیا مجکو پیار سے	گاہے نہ ہمکنار ہوا ہے پیار سے
اوس گل کے دیکھتے ہی مرا رنگ اوڑ گیا	کیونکر شکستہ رنگ نہو اوسکا جون خزان
آئی خزان نہ میرے چمن مین بہار سے	خورشید ایک گل ہے مری نو بہار سے
وہ کان تک تو یہ ہی دل یار تک رسا	دیکھے صدف تو آتش غم سی ہو جلکے خاک
آنسو زیادہ ہین گہر آبدار سے	پر آب اوسکے دندان در آب دار سے
ہی ساتھ ایسی آتش غم بعد مرگ بھی	پس مرگ سوز غم سے ہوئی خاک آتشین
دامن صبا بچاتی ہے میرے غبار سے	دامن مین آگ لگ اوٹھی میری غبار سے
نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا	ٹانکا لگانا چاہیے کاکل کے تار کا
نکلے نہ بعد مرگ بھی ہم کوے یار سے	ہون دلفگار خنجر ابروے یار سے
جلتی ہین سوز غم سے مرے استخوان جو آج	ہے بعد مرگ دھیان جو شعلہ عذار کا
پروانہ کیا جلا کوئی شمع مزار سے	پیدا شرر نکیون ہو غبار مزار سے
ای چشم تر لقور ابروے یار باندھ	ہی چشم زار سے مری باغ جنون کو آب
طوس قزح نمود ہوا ابر بہار سے	داغ جگر نہ کم ہین گل نو بہار سے
دست تہی ہین سو ختنی زیر آسمان	وہ شعلہ رو کی سوز مین دل داغدار ہے
کیونکر نہ نکلے آتش حسرت چنار سے	دیکھی تو آگ لگ اوٹھی شجر چنار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نخل بریدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے
شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے
چشمے روان ہوئے مژہ اشکبار سے
رہتے ہین کاہ کم نہین یان کوہسار سے
آتی ہے بوی گل بدن داغدار سے
آج ای نسیم آئی ہی کیا کوی یار سے
برپا ہوا ہے حشر جو رفتار یار سے +
روشن ہی آفتاب قیامت عذار سے
محو خیال عارض جانا ہون اسقدر
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے +
مونھ کھولتا ہون مین کہ پلا دی کوئی شراب
ہر دم جائیان نہین لیتا خمار سے
عریانی مین ہے چادر آب اپنی چشم تر
میکھے ہین طرز رونے کی ہم آبشار سے
ہر ایک کی صدای قدم روندتی ہی دل
بہتر ہے ہمکو یاس ترے انتظار سے
یون روسیاہ عشق سی ہوتے ہین سرخرو
بارود جیسے بنتی ہے شعلہ شرار سے
مچھلی کیطرح داغ ہے جزو بدن نہین
تلوون کو بھی ہے ربط بیابان ہین خاسی

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

نخل تمنا کو نہین کچھ برگ بار سے
ہے خشک کب شگفتہ ہو فصل بہار سے
دریا روان ہوا چشم اشکبار سے
سیل سرشک گذرے سکے ہسار سے
روشن ہوئے چراغ دل داغدار سے
سینہ مین ہی جو شعلہ زنی سوز یار سے
سنبل ہے پیچ غم مین پھنسا زلف یار سے
لالہ نے داغ کھایا ہے آتش عذار سے
گر چشم نم سی قبر مین جاری ہو سیل اشک
بچائے کیون سحاب نہ میری غبار سے
میگون لبون کو چوم کے مخمور ہو گیا
کیا کام ساقیا مجھے مے کے خمار سے
دامان کو چھوڑ خاک پہ گرتا ہی طفل اشک
سیکھا زمین پہ لوٹنا کیا آبشار سے
ہو چاک کیون نہ دامن گلچین وصل یار
پیدا ہوئے ہین خار گل انتظار سے
ہمکو نہین ہے خوف شب تار ہجر سے
روشن چراغ آہ کی رکھون شرار سے
ابر بہار سے نہو سرسبز خشک مغز
زنہار گل شگفتہ نہون شاخ خار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
تھا شب فرقت مین کیا تاریک ویرانہ مرا		ماہ رو کے سوز سی وہ تن ہی یرتانی مرا
سایہ کے مانند اوتری چاندنی دیوار سے		زرد رو ہی دھوپ میری سایہ دیوار سے
ساتھ ہولیتی ہین گھر تک کارواہی کاروان		لیتے ہی سودا ہوئی ہے گرم بازاری مری
یوسف ثانی گذر جاتا ہے جب بازار سے		مول جنس حسن جب لی عشق کے بازار سے
کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین		دل لگا ہو یار سے جب آنکھ لگتی ہی کہان
دولت بیدار ملتی ہے دل بیدار سے		خواب انکھین ہے چوراتی دیدۂ بیدار سے
میری پہلو مین بجاے مرغ دل ہے فاختہ		آتش غم سی ہے جلتا دیکھکر نخل چنار
کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے		مرجان ہم پنجہ نہو وی پنجۂ دلدار سے
کشت سبز آسمان روز ازل سے خشک ہے		بعد مردن قبر مین کیونکر نہ جلجائی کفن
جی مین ہی سیراب کردون چشم دریا بار سے		سینہ سوزان ہی رہیگا آہ آتش بار سے
آئیگا گاشن مین وہ خورشید عیسی دم اگر		جسم ترسے کیسلیے آتا ہی تو ای طفل اشک
زردی اور جائیگی چشم نرگس بیمار سے		کوئی رو کر کب جدا ہو مردم بیمار سے
میکشو سیدھے وہ مسجد کو نہ جائین کیا کرین		کام ای زاہد نہین رکھتی ہین ہم مسجد سی مجھ
جو کہ ناواقف ہین راہ خانۂ خمار سے		بادہ نوشی ہے ہمین اب خانۂ خمار سے
ارتکاب جرم لازم ہے لعذی تو نہین		جوش مستی مین ہمین کچھ ہوش ہستی کا نہین
بادہ خوار اچھے ہین اس ملاے رشوت خوار سے		جیسے صحبت ساقیا ہی ہمکو بادہ خوار سے
لخت دل کیونکر کرون ناسخ سرژگان دور		طالب بوسہ ہوا ابرو کمان کے تیر کا
واقعی تنکا ہی بہتر ترے سوفار سے		مونھہ بلائے زخم دل ہر چند لب سوفار سے
کیون ہو گیا دوچار مین اوس شہسوار سے	۴۴	طے ہو نہ راہ اوسکی کسی شہسوار سے
جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے		رہبر بھی وان رسا نہو خود اختیار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
رکھتا ہی فلک سر پہ بنا کر شفق اوسکو		مہندی جو رچی صاف کف پا پہ بھی اوسکی
اوڑھتا ہے اگر رنگ حنا تیری قدم سے		سرخی کی نظر آئی جھلک پشت قدم سے
سمجھے ہین وطن کوچۂ جانان کو جو وحشی		وہ دشمن جانی مرا دل شاد ہو بارو
آزاد وہ ہین اور حسینون کی ستم سے		مر جائین جو ہم کاش ستمگر کے ستم سے
کیا دام مین زلفون کے کوئی لاسکے اوسکو		گردن میری کیونکر نہ جھکے سامنے اوسکے
رم کرتے ہین صیاد غزالان حرم سے		تلوار کا خم ہے تری محراب حرم سے
ناسخ کو ہوئین باتین بتون کی تو نہین غم		ہرچند جھجکی پا مین نہ خار غم دنیا
محروم خدایا تو نہ رکھ اپنے کرم سے		ہی باغ مرا خندان تری ابر کرم سے
(۱۲۷)		
داغ لیجاتا ہون تیری لالۂ رخسار سے	۱۵	سوزدلکو ہوگیا جو آتشین رخسار سے
پھول لے آتی ہین گلچین جسطرح گلزار سے		داغ لالون کی پڑی دلپر مری گلزار سے
رہتے ہین محروم اوس خورشید کی دیدار سے		دامن نظارہ پر ہی دولت دیدار سے
مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ بیدار سے		جبسے دیکھا لعل لب ہی دیدۂ بیدار سے
کیا دل افگار کو ہو وصل چشم یار سے		لو لگائی ہمنے جبسے شمع روئے یار سے
چاہیے بستر مجھ بیمار کا بیمار سے		ہین تب غم سے برنگ شمع ہم بیمار سے
جیتے میدان وصف ابروی خمدار سے		ڈر کی دل دھڑکے ہی جنبش ابروی خمدار سے
ہو مئی جنگ سخن مین غالب اس تلوار سے		دیکھیے کیونکر بچے گی جان اس تلوار سے
گو در خورشید ہی بند وہ لاغر ہون مین		کیا پری رو کا مری اوسپر کہین سایہ پڑا
جاوتگا مانند ذرہ روزن دیوار سے		بھاگتی ہے دھوپ ڈر کر سایۂ دیوار سے
ہی پہولا صاف جسکو جانتے ہین یہ حباب		فاتحا آب دم شمشیر سے تر کیجے
جل گیا آئینہ عکس آتشین رخسار سے		خشک ہی حلقوم سوز آتشین رخسار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سروجنی
کیا ہوگی نگہبانی جان فوج وحشم سے	عاشق کو تری چشم عجب شان وحشم سے
ڈرنے کا نہین پیک اجل طبل وعلم سے	زخمی کرے تیغ نگہ مژگان کی علم سے
پاتا ہون مضامین مین ہر نقش قدم سے	بس سرخروی ہی رنگ حنا تیرے قدم سے
اوس طفل نے کیا سیکھی ہی رفتار قلم سے	لکھون ثنا گل مہندی کھاین شاخ قلم سے
مضمون جو زلفون کی لکھے مین نے قلم سے	تلخ عیشی کا اپنی جو لکھون حال قلم سے
لبریز لبسان دہن مار ہے سم سے	ہو تلخ زبان اوسکی نکیون تلخی سم سے
ہر تار نفس رشتۂ دیگر ہے پئے شمع	دو ٹکرے ہو دل جنبش ابروسی ہراک کا
پہونچا نہ کبھی رنج کسی کو مری دم سے	جان برنہو کوئی تری اس تیغ دودم سے
شانہ نظر آتا نہین گیسوے پری مین	سینہی مصفا ترا جون سطح دریا
اس ناگ نے یہ بات نکالا ہی شکم سے	گرداب کو نسبت نہو کیون ناف شکم سے
زاہد مین پڑھون اسپہ جو نام اپنی صنم کا	اوس عارض تابان کا پڑی عکس جو زاہد
خورشید بھی ہون گے تری تسبیح کی شمسی	ہون خط شعاعی نکیون تسبیح کی شمسی
امکان نہین تا بہ ابد دخل خزان ہو	سرخ اشکون کی ہین شاخ مژہ پر گل رنگین
داغون کی چمن کم نہین گلزار ارم سے	زینت مین ہین فائق گل گلزار ارم سے
گل پھولے ہین میری قلم فکر سے جیسے	دیوان مرا غیرت گلشن نہو کیونکر
یون گل نہ شگفتہ ہون کسی گل کی قلم سے	خندان گل مضمون ہین مری شاخ قلم سے
مسکان خرابات ہین مطلق تواضع	گیسو تری صیاد مجھے دام بلا ہین
ثابت مژۂ نرگس میگونی ہے خم سے	دل پیچ مین اوسکے ہے جو ہر بال کی خم سے
وہ حسن ترا نام خدا ہی ترے آگے	رو رو کی مصیبت سی کٹی ہی شب فرقت
نکلین کے شرر بنکے عرق سنگ صنم سے	کس روز ملائیگا خدا ہمکو صنم سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرحدی
آگے ترے بہار کے یون رنگ گل اوڑا		گر خون دل کا جوش کری قبر سے مری
ہین دامن نسیم مین تو دے گلال کے		خاک مزار سے لگین تو دی گلال کے
کیا بار زلف ہی کمر یار پر وبال +		گر طوطی چشم ہمسے نہین بولتا تو کیا
ایذا او ٹھائی گنسے نہ موذی کو بال کے		باتین کرین گے ہم کسی طوطی کو پال کے
بے سایہ صندسی چرخ نے اوسکو کیا ذلیل		چشمون کی اشک گلگون نے وان کل کھلائی ہے
ٹھہرا ہون ایک دم مین تلی جس نہال کے		رویا تھا باغ مین تلی جس جس نہال کے
ڈر تھا اثر کا اوسکو سو وہ بھی نکل گیا		کیا دلربا کو یاد فن دل ربائی ہے
نادم ہوا ہون موند ہی مین نالا نکال کے		چھاتی سے لگ کے لیگیا دلکو نکال کے
ملتی ہی خاک سی کوئی دم مین ہماری خاک		مر جائین ایک روز غم لیل ہجر مین
یہ بھی وصال ہے جو گئی دن وصال کے		دیکھین گے زندگی مین نہ ہم دن وصال کے
آرام کیا کہ جس سے ہو تکلیف اور کو		جانا یہ سب نے عاشق زار ہے کسیکا یہ
پھینکو کبھی نہ پاؤن سی کانٹا نکال کے		جب رویا زار زار مین آنسو نکال کے
مجنون گیا جو مرقد لیلی مین پھنس گیا		اونمین پھنساتی مرغ دل عاشقون کو ہین
جاتی نہین مزار کے حلقہ ہین جال کے		کاکل کے حلقے بھی ہی ہین حلقے جال کے
ناسخ اوٹھین گے حشر مین وہ لوگ سرخرو		ہر چند ہی قول اہل شریعت کا اسطرح
دنیا مین جو محب ہین پیمبر کی آل کے		ہم لوگ معتقد ہین پیمبر کی آل کے
دو چار حزین ہو بچے اگر اور بھی ہمسے	۱۶	یہان ہستی ہین اگر نہ بلا کوئی بھی ہمسے
ہستی کیطرف موند نکرے کوئی عدم سے		جو آئے ہین چھوڑ کر ہین ملک عدم سے
فرصت ہنین دم لینی کی اک لمحہ کے غم سے		وہ ضعف نقاہت ہوا ہی کیا کون غم سے
معدوم کھلنے کیطرح جیسی ہوئی ہم سے		اب موند سی نکل سکتی نہین آہ بھی ہمسے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
کیونا سنج کیطرف سی اوس پری کو قاصد		ہی نہ اک مرغ چمن ہرچند ہو جو ہم سخن
کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے		طوطی خامہ کو فن ہین یا دسو تقریر کے
مشتاق سب ہین بدر سی افزون ہلال کے	۱۷	پیشانی مہ رو سے گھٹے رتبے ہلال کی
دنیا مین قدردان نہین صاحب کمال کے		اعزاز کسطرح نہون صاحب کمال کی
عالم نہ اپنی آہ مین ہو گرد باد کا +		کیا سیل اشک چشم کی اونکو بہائے گی
تودے ہمارے دلمین ہین کوہ ملال کے		چون کوہ ہین ڈھیر دل مین غبار ملال کے
بار سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے		ہوتا اسیر زلف مین ہرگز نہ مرغ دل
مضمون ڈھونڈتا ہون اگر تیری خال کے		باعث ہوئی وبال کی یہ دانی خال کی
مرنا قبول پر مجھے دنیا نہین قبول		اہل زمین کو روزی ہو تائید چرخ سی
غمزے اوٹھین گی مجھسے نہ اس پیر زال کے		محتاج مرد ہو گئے اس پیر زال کے
ہمت نہین اگر فلک دون کو کیا ہی غم		کچھ یار نے زبانی بھی تجھ سے کہا ہی حال
یان لب ہی آشنا نہین حرف سوال کے		قاصد جواب لکھے نہ میرے سوال کے
آنسو ٹپک پڑا جو کوئی بزم یار مین		دیکھا گلون نے جسے چمن مین وہ نونہال
دریا بھی غرق ہونگے عرق انفعال کے		شبنم سے غرق ہین عرق انفعال کے
گلشن مین مجکو دھیان جو صحرا کا آگیا		دلبر کے چشم ناز سے لگتے ہی دل مرا
نرگس کے پھول بنگئے دیدے غزال کے		مانند شیر ہو گئے صیدی غزال کے
چھپتا ہون جاکے کنج لحد مین شب فراق		شبہای تار مین جو نہین پاس شعلہ رو
تاری مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے		داغ جگر سے دیکھین ہین انکھین نکال کے
فرقت مین ہمکو مرنے بھی دیتا نہین فلک		کب دن پھرین گے شب کو جو آئی وہ تک مہر
تا یون وصال پائین نہ طالب وصال کے		پیدا شب فراق سی ہون دن وصال کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی
کسکو کہتے ہین خدا جانی تجلی اے کلیم		آبحیوان لیئے اسکندر گیا ظلمات کو
صبا عقدے گرتے ہین مجھپر آہ بے تاثیر کے		اہل حشمت ہین تلاشی صاحب تاثیر کی
سر بسجدہ کیون نہون انسان صورت دیکھکر		مین وہ گریان ہون کوئی نقاش گر کھینچے
ہین ملایک پوجنے والے تری تصویر کے		بند آنکھون سے نہون آنسو ہری تصویر کے
مے کشی کی نکلے حسرت کیا جوانی مین بھلا		کوہ کن کی جان شیرین تلخ کامی مین گئی
آنسو پی جاتے تھے ہم طفلی مین بدلی شیر کے		رہ گئی شیرین کی بھی لب تشنہ جوی شیر کی
ہو چکی جب وصل کی شب میری یہ حالت ہوئی		صرف مشت استخوان ہین خون نہین تن مین مرے
صبح بھی دوڑے گریبان صبوری چیر کے		دیکھ لے قاتل نوخنجر سے جگر کو چیر کے
مین وہ طائر ہون لگائے تیر پر جو تیر گر		اک تری تیر مژہ سی سیکڑون مجروح ہون
جائے پیکان آئین پر جانے سی آگی تیر کے		ہو سکی تیر شہاب ہمسر نہ تیری تیسیر کی
ای جنون سب جیتے جی کے ہین ہوے کون ہے		دیکھکر جوش جنون کو ہو گئے حیرت زدہ
مجھ مین جبتک دم رہا نالی رہی زنجیر کی		چشم وار کہتے ہین یون حلقی مری زنجیر کے
نقل کی ہے دفتر تقدیر کے دیوان مین		لوح پیشانی لکھی ہی خامۂ تقدیر نے
کاتب تقدیر قائل ہین مری تحریر کے		کب مٹا سکتا ہی کوئی حرف اس تحریر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوڑے گا کبھی میرا لہو		چشم بینندہ ہو وقت دید خیرہ خوف سی
حلقۂ زنجیر مین جوہر تری شمشیر کے		برق سی کمتر نہین جلوی تری شمشیر کے
رٹ لگی رہتی ہے تیری نام کی وحشت مین بھی		دیکھتا ہون جوش سودا مین تو پاے نگہ کو
دانۂ تسبیح مین دانے نہین زنجیر کے		روزن دیوار بھی حلقہ ہے زنجیر کی
اسقدر روتے ہین معشوق اوس کی عشق مین		آتشین اوراق ہو جائین لکھون گر سوز دل
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے		شعلہ سان جلجائین لب کیونکر نہ کاغذ گیر کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر جنید سر دھنی
ننگے سر رہنی دے ناصح ہین غضب داغ ستون		اب مری جوش جنون کی سر بلندی دیکھیے
شعلے بن جائینگے ساری پیچ ابھی دستار کی		پانون مین زنجیر آسا پیچ ہین دستار کے
پھول چھڑیون مین لگا لیتے ہین میری گل فروش		لاغر ایسا ہون نہ دیکھی جسم کو مرغ نظر
داغ آتے ہین نظر یون میری جسم زار کے		استخوان عنقا صفت معدوم جسم زار کے
کیا ہی مرجھائی ہین اوس خورشید رو کی سامنے		بلبل دل سونگھکر خوشبو نہ کیونکر مست ہو
داغ ہائے ہجر گویا پھول ہین گلزار کے		یہ گل خرم جگر گویا ہین گل گلزار کے
ہون وہ باغیرت کہ قاتل آب پیکان گر پیون		دل کشیدہ تیر سا رکھتا ہے ابرو کمان
تر کرون اپنی لہو سے ہونٹھ مین سو بار کے		ہمزبان ہون مجھسے کیونکر پھر تو لب سو بار کے
دشت غربت سے اگر گلزار کو جانا ہوا		باغ مین اپنا نہین ہر چند گروہ شگل گل
ناسخ اوس گل سے مجھے کرنے ہین شکوے خار کے		چبھتے زخم جگر کو ہین یہ نشتر خار کے
۱۲۴ دیکھا شعلہ ہمارے نالۂ شبگیر کے	۱۶	عرش پر پہونچے ہین جا کر نالۂ شبگیر کے
پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے		سینہ زخمی ہین ستارون کی ہوئی اس تیر کے
پانو پر سر آرہا ہے ناتوانی سے جنون		جوش سودا سی چلے سوئے بیابان ہمکنم
پڑ گئے حلقے میری آنکھون مین زنجیر کے		سر بسر نقش قدم حلقے بنی زنجیر کے
خوف تیری تیغ ابرو کا ہی خونریزون کو بھی		کاٹ ہی ایسا لگی سر مین تو پہونچی پانون تک
حلقۂ چشمون ہوئے جوہر ہر اک شمشیر کے		کیا صفائی قتل مین صاف ہاتھ مین شمشیر کے
چشم کم سے خاکساری کی یہ مضمون انکو دیکھ		سیمبر کے سوز سی کشتہ ہوا سیماب دل
یہ نہین اشعار میری نسخے ہین اکسیر کے		خاک سی مرمیت پہ تو دے لگ گئی اکسیر کے
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان		کسطرح مسجد مین جائین حق پرستی کی کہی
نوجوانون ہو گئے ہو کیا مرید اس پیر کے		معتقد ہین زاہد اہم اوس بت بی پیر کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
دو قدم جسدم چلا خون ہو گئی دو چار کی		یہ تو اک دم مین کرین خون قاتلا دو چار کی
کیا تری رفتار سیکھی ہے چلن تلوار کی		کب ہی یہ ابرو کے جنبش وار ہین تلوار کی
کیا خزان پاس آسکی تیرے گل رخسار کے		چھاتیون پر رہتی ہم کیونکر نہ گل رخسار کے
پھول کمھلاتے نہین ہرگز گلے کی ہار کے		کاش گلرو کی جو ہوتے گل گلے کی ہار کے
اپنی روشنی کی جو جالی ہمنے دیکھی بعد گر		اے پری ہو سر کے اوپر میری شادیوکا
یاد اوسدم آگئی روزن تری دیوار کی		بیٹھین جب ہم نیچے تیرے سایۂ دیوار کے
اسقدر ہون ناتوان ہرگز پہونچ سکتا نہین		عشق مین تیری ہوئی ہے آرزو اسنگدل
دوڑتا ہون مین جو نیچے سایۂ دیوار کے		ہون لحد مین زیر سر پتھر تری دیوار کے
شام سی اوس ماہ تابان کا ہی ہمکو انتظار		رات بھر روتی رہین آنے نہ دین ہم خواب کے
کیون نہون آنسو ستاری دیدۂ بیدار کے		پاسبان طفل اشک ہین دیدۂ بیدار کے
مے پرستی مین جو آیا بت پرستی کا خیال		حسن طفل برہمن کی چشم ہین مشتاق دید
نشہ کی دوری دہین رشتی ہوئے زنار کے		کیا عجب تار نظر رشتے نہین ہر تار کے
مار ڈالا جان سی جس سے لڑائی تونی آنکھ		جان تن مین ہی نہین باقی مری سدرہق
ساقیا دوری تری آنکھون مین ہین تلوار کے		چشم وار کھتی ہین کیون جوہر تری تلوار کے
آبدار اشعار سی تیغ زبان ہے آبدار		آبداری کیا بیان ہو پانی سونھ مین آئے بھر
گوہر مضمون دلا جوہر ہین اس تلوار کے		مانگتی پانی نہین کشتی تری تلوار کی
ہی تو بدمستی ولیکن حرص ہی ہے میکشو		میکشو اب چھوڑ کر میخانہ مسجد کو چلین
مثل سایہ گرد ہین ہم خانہ خمار کے		توبہ سی تارک ہوئے ہین خانہ خمار کے
میکدہ سی کسطرح مسجد کو جائین زاہدا		کیا عجب اوس عارض تابان کی گرتا ہے سے
پیچ اولجھے ہین ہمارے پانو مین دستار کے		شعلہ جوالہ ہو وین پیچ بھی دستار کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
آشنا تھا نہ کبھی پای نگہ کانٹون سے		ہوکے سرگردان پھری ڈھونڈتی صحرا مین تھی دل
رات دن دید مجھے گلشن بنجار کی تھی		آبلہ پای کو وحشت جو سر خار کی تھی +
جن دنون گلشن رخسار ترا تھا بنجار		جبتلک دیکھے نہ تھی عارض گلگون کی بہار
کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی		بلبل دلکو محبت گل گلزار کی تھی +
تھا تری نرگس میگون سے زمانہ بدمست		آتشین اشک سے مے نوش ہوئے مردم چشم
سدہ کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی		آبرو پانی ہوئی وان خم خمار کی تھی
چہرہ آتشکدہ ابرو تھے سو محراب حرم		خوبی شکل مین کیا اوس بت کافر کی کمون
گردن آگے ترے خم کافر و دیندار کی تھی		غارت صبر دل عابد دیندار کی تھی
صلح نامہ جو لکھا تیرے خط مشکین نے		آشنا یار نے اب اور کیے بیگانے
نرہی جنگ جو کچھ میرے اور اغیار کی تھی		جب رفیقون مین تھی ہم قدر نہ اغیار کی تھی
ہوگیا سبزۂ خط اوسکو دوا کی بوسے		جب اوس عیسائی کی ہاتھ مین انجیری نبض
اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی		جون زبان گویا وہ جال دل بیمار کی تھی
تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو		نیش عقرب کا تھا صدمہ میری دلپر ہرچند
لاکھ زنجیر تری گیسوی خمدار کی تھی		جان ستان کیا ہی ادا ابروی خمدار کی تھی
نیچے ہین شعر وصف ابروے خمدار کی	۱۸	میان مین کر نیچے یہ ابروے خمدار کی
حرف بھی لکھتے ہی جوہر ہوگئی تلوار کی		چین سی جوہر ہین آسین قاتل تلوار کی
کیون جلا سکے نہین شعلے تری رخسار کی		قرب مین ہین سرسبز جو آتشین رخسار کی
سو ہین کیا بال سمندر گیسوی خمدار کی		کسطرح پھر سیدھی ہون گیسوی خمدار کی
تکلی برقعہ سے شرارے آتشین رخسار کی		کہا جکی وہ دانے خال آتشین رخسار کی
جالی مین روزن تھی کیا منقار موسیقار کی		پر جلین ہین وان پہ جاتی مرغ موسیقار کی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہی
غیر سے کرتے ہو ابرو کے اشاری ہر دم		ہمتو بوسہ کو ترستے ہین مزہ وہ لوٹے
کبھی تلوار تو مجھپہ بھی لگائی ہوتی		تو نے مسّی تو بھلا مو نہین لگائی ہوتی
اسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون		یون تو رکھتے ہو خفا ہو کے لڑائی ہر دم
کاش ناصح سے بھی آنکھ اوسنے لڑائی ہوتی		عین الفت سے کبھی آنکھ لڑائی ہوتی
ہون مین وہ دوست کہ سب اپنے ہی دشمن ٹھہرا		نعرۂ آہ اگر دم او ٹھاتا اک دم
غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی		شور مچتا کہ سما مین نہ سمائی ہوتی
خط کے آغاز مین تو مجھسے ہوا صاف تو کیا		سایہ گر نور رخ غیرت خور کا پڑتا +
لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی		داغ آئینۂ مہ کی بھی صفائی ہوتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری		آتش غم جو بھڑکتی ہے بجھانے کے لیے
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی		چشم تر اشک کی اک بوند گرائی ہوتی
دھوئے کیون اشک کی طوفان سے لوح محفوظ		حسن تو صاف ہی آئینہ رو ہر چند سیہ ہے
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی		دلمین جو کچھ تھی کدورت وہ مٹائی ہوتی
یہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی	۱۱	یاد قمری کو بدل قامت دلدار کی تھی
مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی		سرو بستان کی شباہت اوسی جان دار کی تھی
ہر خریدار کو تھا مرتبہ موسائی		اپنے یوسف کا خریدار بنایا دل نے
آتش طور سے گرمی تری بازار کی تھی		خواہش سیر کہان مصر کے بازار کی تھی
جو ترا خانۂ دیوار نظر آتا تھا		شوق تھا جب بت مینوار کے نظارہ کا
صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تھی		ہر طرف تاک لگی دیدۂ بیدار کی تھی
تھا مجھے بال ہما بر کاہ دیوار		قصر دل برج فلک کی طرح پر نور ہوا
چھانو جسدن مری سر پر تری دیوار کی تھی		مہ لقا یاد جو سایہ تری دیوار کی تھی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سروحنی
پاک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریہ کی نگاہ		حق نے کیا بخشی صفائی آبروئے آب کو
آب جسپر سے گذر جاتا ہی وہ شی پاک ہے		ہر کمدر پارچہ پانی سے ہوتا پاک ہے
آج یہ مجھپر کھلے ہین معنی و السابحات		چشم کی پشمون مین دیکھو تیرتے ہین طفل اشک
ہر ستارہ میری بجہ اشک مین تیراک ہی		مردم آبی کہان اونکی طرح تیراک ہی
سانپ جیسے کینچلی ڈالے وہ یون عریان ہو		سوزیون کوکب بساط دہر سے خلعت ملی
جو حسین ہے جسم پر اوسکی عبث پوشاک ہی		کینچلی کی صرف جسم مار پر پوشاک ہے
جلتے ہین سودائی میری گرمی بازار سے		سر بسر ہون پیکر شعلہ مین سوز عشق سے
شعلۂ آتش ہون مین عالم خس و خاشاک ہی		سبزہ افلاک برق آہ کا خاشاک ہی
روح ہی ہر جسم مین مشتاق اخبار اجل		کون جوی حسن بہر غسل آئے دیکھئے
اسلیے یہ آمد و رفت نفس کی ڈاک ہی		بحر نے موجون سی کو سون تک بڑھائی ڈاک ہی
قتل کرنیکو تو آخر گھر سے باہر آئیگا		قتل کرنے مین نہین جون تیغ قاتل کو دریغ
ہے ولا امید کی جا یار اگر سفاک ہے		تیغ قاتل اوسکی ہی وہ آپ بھی سفاک ہی
ڈر کی ماری صبح کا دیو سفید آتا نہین		اسقدر نازک ہی وہ مہ رو جسے زیر قدم
کسقدر صورت شب فرقت کی دہشتناک ہی		چادر مہتاب یکسر فرش آتشناک ہی
یہ نہوتا تو زمین شعر بھی ہوتی نہ خلق		اہل امت ہین مطیع ہر چند اوسکی دین کے
اسلیے ناسخ جو مداح شہ لولاک ہی		جسکا قرآن مین لقب لکھا شہ لولاک ہی
مجکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی ۱۲۱	۸	کاش مرجاتی جو مینے سے رہائی ہوتی
کاش عیسیٰ کی عوض موت ہی آئی ہوتی		شکل عیسیٰ کی بناموت تو آئی ہوتی
گر نہو شمع تو معدوم ہین سب پروانے		فاتحہ کو جو میری قبر پہ آتا وہ مسیح
تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی		مین تو کیا زندہ ابھی ساری خدائی ہوتی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
جسقدر نشا زیادہ اونی ہی سرگشتگی		پست اوج چرخ کو صحرانوردی نی کیا
ایک صورت پر ازل سے گردش افلاک ہی		پانو کا چھالا ہمارا ہمسر افلاک ہے
ساکن دل تو ہوا آنکھون کو ترساتا ہی کیون		گوہر اشکون سی میری خاک پای آب و تاب
جسقدر دل صاف ہی ویسی نگہہ بھی پاک ہی		دُر دریا کی نہ ویسی آبروئے پاک ہے
جلد پاتے ہین رہائی قیدیے زندان عشق		ہو کمان ابرو کی کیا تیر نظر کو آبرو
بارہین میری بڑی خونی ہی جو سفاک ہی		کیا ہی خون ریزی مین تیر آہ دل سفاک ہے
داغ دل کے اب وہ شعلے ہین کہ جسکی سامنے		خاک گل کو آبداری چہرۂ گلرو سے ہو
پنجۂ خورشید اک مشت خس و خاشاک ہی		سرو کو قامت سی اوسکی رتبۂ خاشاک ہے
حسن یار آلودگی سے پاک ہی تو کیا خطر		خوبرویان ازل کو کب کدورت ہو نصیب
ہے گواہ اشک روان اپنی نگہ بھی پاک ہی		شوب کی حاجت نہین ہے جامۂ گل پاک ہے
وسعت مشرب ہی تو رندو گنہ سے کیا ضرر		میرا مہ رو رکھتا ہی سر مین صفائی کا خیال
دامن دریا ہزار آلودگی سی پاک ہے		پانون کب رکھی کہ فرش چاندنی ناپاک ہی
اسفل و اعلیٰ جو ہین ہلجائینگی سب خاک مین		مطبخ دنیا سی موذی نعمتین کیا کھا سکے
آسمان اس رتبۂ عالی پہ زیر خاک ہے		گنج پر گو مار ہے کھاتا ولیکن خاک ہے
پست تر کرنیکو گردون سبکو کرتا ہے بلند		خاکساری چاہیے مرنے سے پہلی زیست مین
اشک کا آنکھون مین انا دل سی بہر خاک ہی		کیون غرور زندگی ہی مرکے ہونا خاک ہی
حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہی بالا دست عشق		کاوش دست جنون سی ہی گریبان تار تار
ہی زلیخا کو جنون اور جیب یوسف چاک ہے		اور دامان قبا کی ہر کلی مین چاک ہے
دیتی ہین تشبیہ ان دونون مین سب بیہوش ہین		حسن صافی کو مین اوسکی کس سے نسبت دون بھلا
مہ ہے تو ناپاک چشم مست جانان پاک ہی		چینی و بلور مرمر عاج سی بھی پاک ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
وصل کا وعدہ کرین گے صبح صاحب تو وفا		عالم فرقت ہو اجسدن سی مہ رو کا نصیب
ہر شب فرقت مین بندہ زیست سی مایوس ہے		شب بسر کرتا ہے رو رو کر دل مایوس ہے
وصل کو لکھتا ہی ناسخ درد عاشق کی دوا		ہی تپ ہجران یہ ہر چند ہو دوا سی کب شفا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے		یہ مرض میرا کہان محتاج جالینوس ہے
تو سن عمر روان ایسا ہی گرچالاک ہی	۲۶	بعد مردن بھی طبیعت اسقدر چالاک ہی
گرد سان برباد اک دن مہری مشت خاک ہی		سوی گردن قبر کی اوڑتی ہوا سی خاک ہی
شغل رونیکا نہ چھوٹا مجھ سی بعد از مرگ بھی		زیست تک آسودگی روئی زمین پر کب ملی
ابر سان دوش ہوا پر قطرہ افشان خاک ہی		بعد مردن قبر مین آرام زیر خاک ہی
آئینی کو دوست رکھتے ہین جہان کے خوش سرشت		عیب ہووے دور دریا دل سی ہو سکتا نہین
دل ہوا جب صاف بس عالم سی جھگڑا پاک ہی		جونک پانی مین رہی پر خاصیت ناپاک ہی
یاد ساقی مین ہوئی ہین دانہ زنجیر اشک		جھومتی رفتار کیونکر ہو نہ اوس مےخوار کی
سائبان مژگان تر کا دار پشت تاک ہے		ساقیا صحن چمن مین دیکھ کچھ رقت ناک ہی
یون نکالے حسرت دل صید گاہ عشق مین		چشم کی باہر کھنچا کب سرمہ کا دنبالہ دیکھیہ
چنگل شاہین کو مین سمجھا ہی فتراک ہی		بہر صید مرغ دل صیاد کا فتراک ہے
آگ سی جبتک نہ سیکین ہو کمان کیونکر درست		آتشین خو کو منا ملتی ہے بزم دہر مین
حسن ابرد کی لیے وہ روی آتش ناک ہی		ناک کٹتی ہے فتیلہ کی جو آتش ناک ہی
دست صانع ہی مری حق مین ہوا دست جنون		پردۂ عصمت نکیونکر حسن سے ہوتا چاک
تن برنگ غنچہ میش از ہر بن صد چاک ہی		دامن یوسف زلیخا سے ہوا یان چاک ہی
شست و شو کو آب شبنم چاہیے تا آفتاب		آبرو ہو سبز بختون کو نہ دریا دل سی کیون
کون ہی موجود جو آلودگی سے پاک ہے		آب سی جامہ گل نیلوفری کا پاک ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سبزواری
ای صبا لیجا وہان نالہ مری زنجیر کا		ہون وہ دیوانہ قیامت بھی مری قدمون پر ہے
دل سیر امنت کی طوقون مین جہان محبوس ہے		شور محشر پانونکی زنجیر مین محبوس ہے
قبر پر تعویذ اوسکے نقش پا کا چاہیے		سربلندی وہ ہوئی ہے درد غم سی آہ کو
بعد مرنے کی بھی ہمکو حسرت پابوس ہے		پیر گردون سر بسر جسکا ہوا پابوس ہے
بس مری دلمین جگہہ تیری ہی خالی ای صنم		میکدہ مین ہی وہ ساقی قلقل مینا کا شور
سینہ ہی آتشکدہ نالہ مرا ناقوس ہے		جسکو سنکر محو حسرت نالۂ ناقوس ہے
کیا کرون شکوہ کہ رزن دیکھکر دیوار کا		اوس پر یہ روسی کرین ہم کسطرح رستہ مین بات
جانتا ہون مین لگائی کان یہ جاسوس ہے		خوف ہی دلمین کہ سایہ ساتھہ جون جاسوس ہے
جام مے ہوتا نہین لبریز غیر از جام عمر		کسطرح بھرا وسمین روشن ہی چراغ ماہتاب
آسمان میری نظر مین شیشہ معکوس ہے		ہی تعجب یہ کہ قندیل فلک معکوس ہے
فرش سے تا عرش روشن ہی مرا حال تباہ		صدمۂ صرصر کہان ہووی چراغ آہ کو
شمع ہون مین سوز غم سی آسمان فانوس ہے		پردۂ دل بنگیا اوسکے لیے فانوس ہے
اوسکی بازی گاہ کا ہو یہ تن خاکی غبار		صورت طاؤس دل جو نقش داغون سے ہوا
یا الٰہی مرغ جان جس طفل کا مانوس ہے		کیا عجب گر زلف چھونی کے لیے مانوس ہے
خاک ہوجاتے ہین دو نو خاک مین ملنے کے ساتھہ		چرخ بالا کی ستم سے کوئی بچ سکتا نہین
چار دن کوئی گدا ہی کوئی کیکاؤس ہے		دیکھہ لے زیر زمین یان دفن کیکاؤس ہے
عشق نے جسسے کیا ہی کفر دین مین اتحاد		صوت سن بتخانہ مین آئے وہ طفل برہمن
اپنی مسجد مین مؤذن کی جگہہ ناقوس ہے		نالۂ پر غم ہمارا صورت ناقوس ہے
چھوڑدی سیر اگریبان نا رسا ہو کوئی		خوف کب جوش جنون مین رکھنی ہین رسوائی کا
دست وحشت یہ کسیکا پردۂ ناموس ہے		دامن صحرا سے ہمکو پردۂ ناموس ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
ہی طلب مین دشت دشت آوارہ مثل گرد باد		کیون نہ مرنے پر ہو اسی خاک گردش مین ہے
بعد مردن بھی غبار عاشقان گردش مین ہے		ریست مین ہی رنگ روی عاشقان گردش مین ہے
سعی سے فارغ نہین ہر چند ہون اہل حرص		خوان دنیا سی کہان نعمت ملی بے سعی غیر
ہی دہن لبریز نعمت سی زبان گردش مین ہے		وقت خوردن موجہ کی اندر یون زبان گردش مین ہے
ہون وہ سرگشتہ کہ میرے عکس کی تاثیر سے		ایک دم اس بحر مین آسودہ کب موج و حباب
آئینہ آٹھون پہر گرداب سان گردش مین ہے		کشتی بھی رہتی ہے یان گرداب سان گردش مین ہے
یہ نشان ہی ناسخ سرگشتہ کی ویرانی کا		گرچہ ہر چند قصر گردون کو ہی گردش را مدن
آسیا کیطرح سنگ آستان گردش مین ہی		لیک مہ رو کا نہ سنگ آستان گردش مین ہے
۱۱۶		
جو غزل ہے اوسمین مضمون دل یاوس ہے	۱۸	پھونچی ہاتون تک تری کب بات دل یاوس ہے
جو ورق ہی میری دیوان کا کف افسوس ہے		پایمال غم کا ہونا کف افسوس ہے
روشنی دونو کجون کی شمع سان محبوس ہے		شمع رو کی ہمسری کے جرم پر محبوس ہے
جو کٹوری تیری انگیا کی ہی وہ فانوس ہے		شمع روشن کی لیے زندان ہوا فانوس ہے
گل جو ہی وہ تیری داغ عشق سی یاوس ہے		بعد مردن دل ہمارا رقص سی یاوس ہے
شاخ گلبن مین جو ہی گویا پر طاؤس ہے		لوح پر مرقد کی جا جا رو بدم طاؤس ہے
دستک مطرب تری غم مین کف افسوس ہے		جام مے دی یار ہمکو اک کف افسوس ہے
داغ حسرت سی بطرے صورت طاؤس ہے		دامن دل داغ غم سی جابہ طاؤس ہے
مجکو اپنی گوشۂ دلمین ہی اوس گلشن کی سیر		دلمین رکھتا ہے تصور رقص کبک ناز کا
آسمان نیلگون بھی جسمین اک طاؤس ہے		عالم غنیا گری مین چرخ ہے طاوس ہے
اسقدر مین نے ملی دست حنائی کر کے یاد		دیکھہ پائے کیا کہین بست حنائی یار کے
خون سی فرقت مین رنگین ہر کف افسوس ہے		پنجۂ مرجان ہوا جو اک کف افسوس ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
چاند پر یہ خاک ہی یا اوسکی تن پر ہی بھبوت		آئیگا کیا گلبدن بہر تماشا باغ مین
بدلی مین سورج ہی یا محبوب کمل پوش ہے		طفل غنچہ رقص کی خاطر جو جامہ پوش ہے
عید ہی اک شب چلو ملکر پئین ہم تم شراب		نرگس بستان نکیون مخمور ہو دی ساقیا
آج وہ دن ہی کہ میخانو نمین نوشانوش ہے		شب بھر اوسکو بادہ شبنم سی نوشانوش ہے
ہون وہ میکش راتدن رہتا ہون لبریز شراب		جام مے بھر کر تجھے کیونکر دی اے مخمور حسن
طائر جان تک بدن مین کیطرح بیہوش ہے		کب نگاہ مست سی ساقی کو تن کا ہوش ہے
مثل ناسخ چاہیی بیہوش ہو پیکر شراب		چشم میگون اپنی ساقی کی عجب پر کیف ہے
اس خرابات کہن مین جو کوئی ذی ہوش ہے		تاکتی ہے جسکو ہر چند ہوش بھی بیہوش ہے
جب تلک گردش مین ہے اوسکو اک جہان گردش مین ہے	۱۰	حیف ساری سرزمین اور سب جہان گرد سر ہے
مثل فانوس خیالی آسمان گردش مین ہے		کیا فقط جون آسیا یہ آسمان گردش مین ہے
جو کہ ہین صاحب سخن اک دم نہین اونکو قرار		خامہ و کاغذ پھرین گردش مین کب ارقم ہے
ہی زبان بالفرض اگر معجز بیان گردش مین ہے		موئخہ مین گردش ہی زبان کو اور بیان گردش مین ہے
ہون مین ہر دوری مین محرم اور سب مین کامیاب		بعد مرنی کے بھی کب ملتی ہے یان آسودگی
آسمان کیطرح جام میکشان گردش مین ہے		پاکی ٹھوکر سی سر گردون کشان گردش مین ہے
تو وہ ماہ مصر خوبی ہی کہ تیرے شوق مین		تو وہ لیلی ہے کہ تیری جستجو مین مثل قیس
مدتون سی اختر ون کا کاروان گردش مین ہے		بخدا کی جنگل مین دل کا کاروان گردش مین ہے
بیقرار ایسا ہوا اوس دور رخ کو دیکھکر		چشم کی پتلون کی گردش جب سی آئی ہے نظر
ہالہ شعلہ جوالہ سان گردش مین ہے		ہوش دل اپنا نگاہ یار سان گردش مین ہے
کیا ہی مضمون بندہے دور رخ مشکین یار		کیون یہ شانہ صحبت کاکل سی سرگردان رہے
راتدن یان خامہ عنبر فشان گردش مین ہے		بادسی سو گیسوی عنبر فشان گردش مین ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
جلوۂ معشوق کے باعث ہین عاشق آپ ہے		ہوگیا دم ساز ہر اک استخوان سی در دل
آتش گل بلبلون کا شعلۂ آواز ہے		جو برنگ نے کے دیتا دمبدم آواز ہے
دیکھہ آنکھون سے اوٹھاکر پردۂ ناز نظر		غنچۂ دل اپنا کب یان پر کھلے گا مثل گل
گر صدائے نغمہ ہے معشوق عاشق ساز ہے		اس چمن کی بلبلو ہمکو ہوا نا ساز ہے
اوٹھ گئی جیسے دوئی ناسخ کو کہتا ہون یہی		خوف دلمین رکھہ نہ ہرچند اپنی عمانو کا کچھ
آپ ہی شاہد ہی آپی رند شاہد باز ہے		مغفرت جرمون کی ہوگی باب توبہ باز ہے
گو مرا تا بوت یارونکو دبال دوش ہے	۱۱	بزم خلوت مین یہ اپنا یار جو ہمدوش ہے
گور تو میرے لیے کھولے ہوئی آغوش ہے		حلقۂ ماتم کیصورت حلقہ آغوش ہے
کیا چمکتا ہے ترا نور بدن سے پیرہن		تاب ہی کسکی جو دیکھے شمعرو کی حسن کو
ایک عالم کی گمان مین تو تمامی پوش ہے		شمع روشن بزم مین فانوس سے سرپوش ہے
خوب بزم دہر مین آتش زبانی کر چکے		کیا کہے حال پریشان میرا زلف یار سے
آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے		وای قسمت یان زبان شانہ بھی خاموش ہے
پنجہ خورشید کیا ہی پنجۂ پا کے حضور		دسترس ہمکو نہین ہے پای نازک تک تری
حسن مین خورشید ہی افزون تری پاپوش ہے		حیف ہی پاؤن کو ہر دم چومتی پاپوش ہے
ہون مین وہ بسکین ہوا کوئی نہ پھیر نوحہ کر		شمعرو کی آج کیا گلشن مین ہے جلوہ گری
آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے		جو نظر آیا چراغ گل مجھے خاموش ہے
کھیل کہتا ہی فغان عاشق جان باز کو		آپ ہی ہمسے لڑائی آنکھہ باہم ہو دوچار
محو ایسا کھیل مین وہ طفل بازی کوش ہے		پھر لڑائی کو وہ کیون طیار بدعت کوش ہے
مرگ کی سامان مہیا ہین قضا کی دیر ہے		ہوگیا ہی دلمین کس دست نگارین کا خیال
باڑھوان تلوار پر ہی یان لہو کا جوش ہے		خون تن مین میری جو رنگ حنا کا جوش ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
چھوٹ کر اوڑ جائے اب کیونکر نہ دست یار سے	دل پھنسا ہے بیچ مین زلف بتان حسن کی
طائر رنگ حنا کو چنگل شہباز ہے	کب سر مو ہو رہائی چنگل شہباز ہے
کر دیا تھا جسطرح موسی نے پانی کو لہو	ہو گل خوردن مین خندان شام کو پژمردہ ہو
خون ہوئی ہے مے یہ ہجر یار کا اعجاز ہے	قدرت اوس باغبان کا طرفہ یہ اعجاز ہے
زاہد کیا ڈھونڈتا پھرتا ہے کعبہ کی کلید	اک قدم سر کے نہ ہرگز سر کٹے تو کیا ہوا
آدرینخانہ مثل باب توبہ باز ہے	تیغ ابرو کو جھکائے سر کہ جو سر باز ہے
جب لگا دی آگ غم نے رقص بوشہالی کیا	دیکھکر آئینہ زانو جو حیران دل ہوا
یہ دل پر داغ کیا طاؤس آتش باز ہے	سوی زانو سر نگون ہر عاشق جان باز ہے
سوچ ہے جیسے کبوتر لے گیا ہے خط شوق	انتظار ہے ایک مدت سے نہ آیا کاخ حسن
کوی جانان مین قریب اپنا کبوتر باز ہے	دیکھین کب آئے وردیدہ ہمارا باز ہے
مثل صحرا انتظار سیل غم مین رات دن	نقد دل کو ہار کر اب سر کی بازی دی لگا
چار جانب سے رویرائے دل باز ہے	بازی کیا جیتین گی وہ عیار چو سر باز ہے
مستی مے مطرب بجانے لگتی ہین جو تالیان	اتشین رو ہو جو بزم رقص مین نغمہ سرا
نعرۂ صوفی بھی گویا چنگ کی آواز ہے	اہل محفل کے جلین دل شعلۂ آواز ہے
سرنگین آنکھین ہزارون لگ گئی ہین خاک مین	کس مسی آلودہ گلرو کے دہن کا وصف ہو
جو زبان ہے خار کی صحرا مین بے آواز ہے	جو زبان سوسن کی ہو غنچہ مین ہے سو بی آواز ہے
لکھتے مین اوڑتے ہین اطراف جہانگیر اپنی شعر	حاجت قاصد نہین وہ یار پر پہونچاے خط
طائر معنی کو کاغذ شہپر پرواز ہے	میری مرغ آہ دلکو بے پرون پرواز ہے
اوڑ چلا تھا سانی سے تیرے کیا رنگ چمن	طائر رنگ حنا کی دیکھیے انداز کو +
گل کو بھی ہو رنگ گل اک شہپر پرواز ہے	جسکے شوخی سے ہوا ہی بال و پر پرواز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
فصل گل ہے چار دن ایام توبہ ہین مدام		کسطرح درد جگر سے رقص بیتابی نہو
عمر بھر ای سیکشو باب اجابت بار ہے		داغ غم سے مرغ دل طاؤس آتش بار ہے
جسکو آنکھون نے کبھی دیکھا نہ کانون نے سنا		قاصد اکیا یار کو لکھون غم جان حزین
ہے دہان تنگ اوسکا اور اپنا راز ہے		قابل تحریر کہنے کے نہ دل کا راز ہے
ابر ہے اوس ابر رحمت کی سواری کا غبار		مرغ آتش خوار جلجائے جو ہووے نامہ بر
رعد بھی اوسکی جلو مین ایک برق انداز ہے		آستین حرفون کا ہر نقطہ شرر انداز ہے
کر گیا ہے کون صیاد آج گلگشت چمن		چشم صید افگن ہے اوسکی مرغ دل پس جائیگا
دیدۂ بلبل مین ہر گل چنگل شہباز ہے		پنجۂ مژگان برنگ پنجۂ شہباز ہے
چونک اوٹھی خواب لحد سے سنکے میری یہ غزل		معنی و مضمون مردہ تھے کہ زندہ کر دیے
شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہے		خامہ مین ہرچند میرے عیسوی اعجاز ہے
شعر لکھنے مین جو یاد اوسکا خرام ناز ہے	۱۸	رقص مین اوسکو ادا سی بس خرام ناز ہے
کلک مین جا بجا صریر اب صور کی آواز ہے		دلفریبی کی لیے جادو بھری آواز ہے
نور افشان اسقدر اوسکا خرام ناز ہے		اوس قد و حسن کا طرفہ خرام ناز ہے
چادر مہتاب گویا فرش پا انداز ہے		پاؤن پر طاؤس بستان جسکے سر انداز ہے
بات جو میری مسیحا کی ہے اک اعجاز ہے		دیکھ لے مطرب یہ درد ہجر کا اعجاز ہے
جان آجائے تن بے جان مین وہ آواز ہے		پردۂ دلمین فغان سی ساز بن آواز ہے
جوشش سودا مین بھی پوشیدہ اپنا راز ہے		دل چھپا کاکل مین کب اوس سے چھپایا راز ہے
مثل زلف یاریان زنجیر بے آواز ہے		کہہ نہین سکتی زبان شانہ بے آواز ہے
اوس سہی قد کو خرامان دیکھکر کہتی ہے خلق		آتشین لب کو سیاہ کر دیتی ہے مثل دہان
سرو پلتا ہے یہ دیکھو حسن کا اعجاز ہے		کیا مسی کی خاک مین دیکھو بھرا اعجاز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
اوس مست نے جو کی سوے دریا نگاہ گرم		گلچین جو توڑتا ہے گلون کو بہار مین
پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہے		بلبل کا شور ہے جو سحر ہی سینہ کباب ہی
آباد دل مین ہی غم واندوہ کا جہان		ہی درمیان حلقہ کاکل عذار یار
سینہ فلک ہی داغ فراق آفتاب مین		یا سنبلہ مین جلوہ نما آفتاب ہے
کسکو ہمارے یار کی نظارہ کی ہے تاب		گویا چھپا ہی شام کو رنگ شفق مین مہر
خورشید جسکو کہتے ہین اوسکی نقاب ہی		رخ پر جو رشک ماہ کے رنگین نقاب ہے
ہی عشق اوسکی روی کتابی سے بس مجھے		ہرچند رخ پہ مہ رو کے مقنعہ ہی گو مدار
ناسخ جو شوق صاحب ام الکتاب ہی		جدول کشیدہ حسن کی ام الکتاب ہی
ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے	۱۱	یا رب بندوق کی آواز صورت ساز ہے
طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے		مرغ دل مجروح ہوا کب طاقت پرواز ہے
بیشتر سبزے کو ہوتی ہی نمو بالاے چاہ		بڑھ سکیگا کیا کتاب عشق ای دردجگر
ہی بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہے		ہی بسم اللہ کی الف آہ سے آغاز ہے
ہین روانہ کوی قاتل کو عدم سی قافلے		کیا کمان ابرو کی چشم سرگین کا ہی خیال
بسملون کی ہچکیون مین زنگ کی آواز ہے		بے سبب کب یہ لب سوفار بے آواز ہے
آسمان پر دل فرشتون کی ہلے جاتی ہین آج		خط کبوتر لیگیا لایا نہین اب تک جواب
یہ زمین پر پاؤن رکھنے کا نیا انداز ہے		خوف ہی شاہین جسم یار صیاد انداز ہے
کچھ رقیبون کی عداوت سی نہین دہشت مجھے		مثل لوزہ کیون نہو جای شبک لخت دل
نالہ برق انداز ہے اور آہ تیر انداز ہے		اوس کمان ابرو کا ترک چشم تیر انداز ہے
دم نکلتا ہے مرا ہر عاشق و معشوق پر		کسطرح نسبت دہان گلبدن سے دون اوسی
گل مین شیراز نگ بلبل مین تری آواز ہے		دیکھ بے بلبل کہ ہو غنچہ کا بے آواز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرد هنی
تاثیر گلرخون کی تصور کی دیکھنا	ہنگام گریہ ہی جو رخ رشک گل کا دھیان
لخت جگر جو گل ہے تو آتش گلاب ہے	اشکون ہی چشم تر مری حوض گلاب ہی
بے یار بنتی ہے جو ہوا چاک چاک دل	شبنم کی قطرے کب ہین رخ گل پہ بلبلو
ساقی یہ ہی شراب کہ خنجر کی آب ہے	گلرو کی اشک حسن سی یہ غرق آب ہے
حیرت سی ہے طلسم جہان دیکھکر مجھے	کیا عشق گلبدن مین لگی اوسکی آنکھ ہے
یارب مرا خیال یہ ہی یا کہ خواب ہے	اتبک نہ جیسے دیدۂ نرگس مین خواب ہے
کانٹے جو کر رہے ہین غریبون سی کاوشین	مجنون نکل کے شہر سے جنگل مین جا بسا
اس ظلم سے ہر ایک بیابان خراب ہی	کیا اس دیار عشق کا خانہ خراب ہے
گننے لگے ہین زخم ملے بوسہ کسقدر	جسدم کہ سیمبر کے لیی بوسہ پے بہ پے
قاتل سے ہمسے حشر کے دن یہ حساب ہی	بولا کہ یہ معاملہ کیا بے حساب ہی
ایسا جنون مین روئے کہ دریا بنا ہی دشت	تشنہ لبی کی اولٹی ہی قسمت ملی نہ آب
ترنجیر موج آبلۂ پا حباب ہے	دریا مین دیکھو داغون جام حیات ہے
آخر وہان ہی حسن بیان زندگی تمام	ہی سوز غم سے اوسکی گل آفتاب زرد
پیری مین اپنے یار کا عہد شباب ہی	گلرو کے حسن پر وہ بہار شباب ہی
ہم میکشون کو غم نہین مرنے کا محتسب	مستانہ کیون نہ جھومتا پیر فلک چلی
فردوس مین بھی سنتے ہین نہر شراب ہے	رنگ شفق سے ساقیا پیتا شراب ہے
زلفون کو قطع کرکہ یہ ہین دشمن جہان	ہمراہ جنازہ کے چلو پڑھ قبر پر نماز
سانپون کے قتل کرنے مین ظالم ثواب ہے	کرنے کی بعد قتل یہ فرض و ثواب ہے
یوسف کیطرح کھینچ ہی لاؤن گا دیکھنا	اوس سیمبر سے آنکھ لگا کر کے رت جگا
ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہی	چشمون نی سونیکا کبھی دیکھا نہ خواب ہی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
دست روسے دمبدم لیتے ہین کار تیغ ہم		وقت غصہ ماہر و ہوتا ہے مریخ فلک
اپنا قتل آرزو مین نام اب چنگیز ہے		خور کی آگے جون سہاوان رتبہ چنگیز ہے
وصل کی شب کی برابر صبح کا دیکھا شفق		ایک سر پٹ مین کری طے کیون نہ جولان گاہ عرش
ہمعنان میدان مین گلگون سے مگر شبدیز ہے		برق سے بھی تیز رو یہ آہ کا شبدیز ہے
بادۂ عشرت سے خالی ریست بھر ساقی مرا		دھیان شور انگیز دل مین اون لب شیرین کا ہی
آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہے		آب حسرت سی لب جان کاہ دہن لبریز ہے
رسم اولٹی دیکھنا دیوانہ مین جسپر ہوا		بحر گلشن مین کہین بلبل نہ جائے ڈوب تو
وہ پری اب عازم صحرای وحشت خیز ہے		یہ نسیم موج رنگ گل تو طوفان خیز ہے
کوہکن کو فی الحقیقت اپنے سر سے کام تھا		لعل معنی کو نکالے کوہ دل سے کھود کر
کوہ پر تیشا لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے		نوک خامہ شیشۂ فرہاد سے بھی تیز ہے
کون ہے اوس طفل کی فرقت مین جسکو غم نہین		جوش گریہ سی کیون آنکھون مین آئے لخت دل
سود والونکی صدا اک آہ درد آمیز ہے		آب اشکون کا میری دیکھو کہ خون آمیز ہے
رونے مین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھے		سرو قد کی روے گلگون پر نہ سمجھو سبز خط
چشم تر مین ہی وہ طفل اشک طوفان خیز ہی		خوشنما صحن چمن مین سبزۂ نوخیز ہے
جبسے ہی وہ طفل غائب ہوگیا سودا مجھے		وحشت دل بعد مردن بھی رہی صحرا نورد
یاد اون منت کی طوقون کی جنون انگیز ہے		جون بگولا خاک قبر اپنی غبار انگیز ہے
غیر تجھپر پھوڑتے ہین سر عبث فرہاد سان		کیون نہو ہر چند رتبہ شیرین سخنی کا بلند
تو اگر شیرین ہے تو ناسخ ترا پرویز ہے		شوق سی ہر شخص شیدا اسکی جون پرویز ہے
روشن جو عکس رخ سے یہ جام شراب ہی	۱۵	لے ساقی شب مہ مین لہ جام شراب ہی
کہتے ہین دست ماہ مین اب آفتاب ہی		روز حشر کا جلوہ نما آفتاب ہی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
کام شمشیر نگہ کرتی ہے جس مقتل مین		قاتلا دیکھہ ذرا اپنی نظر سے اوسکو
جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہے		جسم خنجر کی میری زخم پہ قربانی ہے
گور بیخبرون سے دھانپون عوض چادر کے		اب رگ جان سے نکیون سلسلہ جنبانی ہو
تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہے		عشق دلبر مین طبیعت میری دیوانی ہے
کم شب مہ سی شب تار نہین ہے ناسخ		حسن مہر ہے جو شب تار سی تیرہ ہر چند
اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہے		مہ کی اب صبح نمط صورت نورانی ہے
فرقت ساقی مین خم تنور طوفان خیز ہے	۱۹۶	سوزش داغ جگر گو دلمین آتش خیز ہے
کشتۂ غم کیا سفینہ عمر کا لبریز ہے +		اشک کی پانی سے لیکن چشم تر لبریز ہے
تیری نوک ای خار غم دیکھین تو کیسی تیز ہے		شہسوار حسن کا اسپ نگہ بس تیز ہے
تو سن عمر روان کو حاجت مہمیز ہے		دیکھہ لو اور گردش چنبش اوسی مہمیز ہے
وحشت دل بے طرح مسال شور انگیز ہے		نالۂ درد جگر ہر دم یہ شور انگیز ہے
وحشیو نوروز ہی یا روز رستاخیز ہے		ہر گھڑی شبکی ہماری روز رستاخیز ہے
نغمہ و می محفل عشرت مین بے ساقی مجھے		نشہ اوسکا کیون خمار غم نہ لائے ساقیا
اشک خون آلود اور افغان درد آمیز ہے		باد اس خم خانۂ دنیا کی درد آمیز ہے
ہو تجھے جس چیز کی خواہش دلا وہ ہی مفر		ہی تپ فرقت کی بیماری اجازت دی حکیم
جو کہ مستقی ہی پانی ہی اوسے پرہیز ہے		شربت عناب لب کا اسمین کیا پرہیز ہے
کیون تقاضا کر رہا ہے اسقدر دیدار کا		خسرو مہتاب کی جاگیر مین ہی ملک چرخ
کیا ید بیضا کف موسی مین دست آویز ہے		مہر ہی خورشید کی یاس اوسکی دست آویز ہے
کیا عجب عنبر اگر بنجائے سارا موم شمع		فیض عسل لعل لب سے طبلۂ مشک ہی حباب
آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہے		کاکل موجون کا بھی ہر بال عنبر بیز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
مول لیتا ہون کبوتر جو پے نامہ بری		ظلم صیاد سے پرواز کی امید نہین
بیچنے والا پر و بال کتر لیتا ہے		وہ پکڑتے ہی پر و بال کتر لیتا ہے
پھر گیا ہے اودھر اولٹا کوئی آتی ہے		گرم جوشی اوسی ہر دم ہے رقیبون سے اودھر
سانس اولٹی دل بیتاب ادہر لیتا ہی		سانس ٹھنڈی دل بیتاب ادہر لیتا ہی
غنچہ و گل نظر آتے ہین بہم اے ناسخ		عکس رخ سے ہے ہر خید وہین تختۂ گل
ہاتھ مین شیشہ اگر وہ گل تر لیتا ہے		آئینہ ہاتھ مین جب وہ گل تر لیتا ہی
دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہے	۱۱۲ ۱۰	تیرہ بختی مین میرے کون یہان ثانی ہی
موج مے مجکو بجائے خط پیشانی ہے		اک قلم سیاہی سے لکھتا خط پیشانی ہی
لشکر مورچہ ہو خط گرہ گیسو شکن +		بخدا ہی بت بے پیر سے ملت ہمکو
ہر پری چہرہ کو دعوے مسلمانی ہی		عشق کافر مین ہمین ترک مسلمانی ہے
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین		آہوے چشم کی کیا ناز و ادا بھائی ہے
جو ستارا ہی سو اک دیدۂ قربانی ہی		دیکھکر شیر نیستان جسے قربانی ہے
جسم جانان سے میری حال پہ آنسو مین رون		خرمن جان کو اک دم مین جلا دیتا ہی
دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی		آتشین تیغ نگہہ کا تری کیا ثانی ہے
ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا مونھہ پھیرا		کیا ہی نورانی ہے اوس شکل قمر کی صورت
مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہے		دیکھکر مہہ کو آئینہ سان حیرانی ہے
سوز غم سے نہین ہر گز دل بیتاب کو رنج		رہتی ہین غم مین پری رو کی جو گریان نکھیڑ
آگ سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہے		دانہ اشک سے تسبیح سلیمانی ہے +
اسقدر کر گئی پرواز زمانے سے تمیز		کیون نہ یوسف سے کرے شوق غلامی اوسکا
کہ ہر اک تاج فروش افسر سلطانی ہی		مصر حسن کے دلدار کو سلطانی ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
نکلتا ہی جو ہر گل زر یکف گلزار عالم مین		غدار سیم تن پر حلقہ زن جو مار کاکل ہے
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہی		کہ رخسارون کو گنج حسن کا سمجھا خزانا ہی
ندی اے جوش بدستی بہت ترغیب گستاخی		ہوئی جب حالت نزع کہا حسرت سے یون دل نے
خجالت یار سی ہوگی کبھی تو ہوش آنا ہے		کوئی دم مین یہ دم جاتا ہی کب ہم کا آنا ہی
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم		کہو اے جان پھر کسطرح تیرا مجھ سی ملنا ہی
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اوسکو جانا ہی		نہ تیرا یان پہ آنا ہی نہ میرا وان پہ جانا ہی
رکھا ہی ہاتھ شفقت سی کب اوسنی میرے سینہ پر		چراغ داغ دل کو اب رگ جان ہو کیون نہ بتی ہی
اوسی اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے		جو لو مین شمعرو کی مثل شمع دل جلاتا ہی
کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ		نہو کیون مثل قارون غرہ اوسکو مالداری کا
ازل سے اپنی قابو مین معانی کا خزانہ ہی		شہ گلشن کو ہرچند جو زر گل سی خزانا ہی
مئی عشرت سی کوئی جام جو بھر لیتا ہے	۸	اشک غم چشم مین پروانہ بھی بھر لیتا ہی
آسمان اوسکا وہین کاسہ سر لیتا ہی		شمع کا بزم مین گلگیر جو سر لیتا ہے
قتل آنکھون کی سیاہی سی جو کر لیتا ہی		حسن کا سود از رخان سی وہ کر لیتا ہی
کار شمشیر سر سے وہ مگر لیتا ہے		نقد دلکا وہین بیعانہ مگر لیتا ہے
ہای جب قبر مین لاشہ بھی اوتر لیتا ہے		پھاہا زخمون سی مرے جبکہ اوتر لیتا ہی
تب وہ بیمار محبت کی خبر لیتا ہے		جب رفو زخم کی وہ آکے خبر لیتا ہے
غیر کا کچھ نہ چلے گر نہو دشمن اپنا		باغبان نخل مرا باغ مین پالا تو نے
چوب دستی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہی		ہاتھ مین کاٹنے کو کیون تو تبر لیتا ہی
حشر کرتا ہی بپا پچھلے پہر سے شب وصل		شایق دید ہے کیا حسن رخ مہ رو کا
دم چھری نیچے کہان مرغ سحر لیتا ہی		مہر سے آئینہ جو نور سحر لیتا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
ترا مجھی دکھانا اے معلم طفل بد خو کو		نکیون اسپ بہار باغ کو ہو گرم جولانی
ہماری تو سن عمر روان کو تازیانا ہے		دم باد خزان کا اوسکی حق مین تازیانا ہے
پریرو رشک کی جا ہی ملیگا جا کی حوروں سے		بھروسا دم کی آنیکا نہ رکھہ ہر چند اکدم کو
کوئی دم مین ترا ناسخ سوے جنت روانا ہے		چلا جائے دم آخر کہ یہ ہر دم روانا ہے
اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت کا زمانا ہے	۱۲	نہ یکسان اک طریقہ پر یہ نیرنگ زمانا ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم حنا ری کا بنانا ہے		نیا رنگ راتدن نیرنگیون سی ہی بنانا ہے
دکھا دیتا ہے کافور سحر روز آسمان سبکو		وفاق و اتفاق و مہر الفت کب کسی کو ہے
ولیکن غافل اپنی غسل میت سی زمانا ہے		حسد بغض و عداوت سی بھرا سارا زمانا ہے
مین ہون وہ مردہ بی کس کہ میری قبر کی اوپر		مواہون عشق مین رشک قمر کی دیکھیی اتک
بنی ہے برق جھالا ابر رحمت شامیانہ ہے		تنا ترتب یہ میرے چاندنی کا شامیانا ہے
خط عارض یہ رہتی ہے نظر آئینے مین اوسکی		یہ اندیشہ ہے گر جائے چہ غبغب کی دھوکی مین
مقرر آہوان چشم کو سبزہ خط مین چرانا ہے		کہ فیل مست دل کو سبزہ خط مین جرانا ہے
جو مالک گنج زر کا ہو بجا ہے سرکشی اوسکی		نہ پروا گنج قارون سی ہے آسے تنعم کی
کہ نوٹ اریکو دیکھو پاس پانی کا خزانہ ہے		زرد اغون سی میرا سینۂ سوزان خزانا ہے
چھپایا ہے جو موھہ پردی مین تو نے ای پری ہمسے		کری پردہ دری کیونکر نہ دست شوق دل ای جان
کفن مین ہمکو اب ساری جہان سے موھہ چھپانا ہے		غضب ہے بزم خلوت مین جو تمکو موھہ چھپانا ہے
جدا ہوتا نہین زیر زمین بھی جو مری سر سے		شہ مہتاب گردون کو زر دولت ہوئی حاصل
زر داغ جنون شاید کہ قارون کا خزانا ہے		کہ رکھتا ہے زر خالص ستارون سی خزانا ہے
تصور روز رہتا ہے عذار صاف جانان کا		ہوا در بخشی مین ہے پنجۂ مژگان کف جانم
ہمارا خانۂ دل اب تو آئینے کا خانا ہے		در اشکون سی خانہ چشم کا دولت کا خانہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چراغ و شمع کیا لاجام و مینا ہی مے گلگون کی
مری تربت پہ ساقی ابر رحمت شامیانا ہی
ہوا سائل جو آکر جان سے مارا وہین اوسکو
مگر بندوق کا اس اہل دولت کی خزانا ہی
ہوا ہون زرد رنج ہجر سے مین نا توان ایسا
کہ شاخ زعفران مین مرغ جان کا آشیانا ہی
کہین ہے فوق بلبل شاخ گل پر دست جانان کو
کہ اسمین طائر رنگ حنا کا آشیانا ہے
صبا بزم مے مین ساقیا سب ساز عشرت ہی
کہ دور جام رقص اور قلقل مینا ترانا ہی
کوئی دل گر نہو دو دل مکدر تو غنیمت ہے
ہوا کو ایک دن آخر غبار اپنا اوڑانا ہے
حقارت سی نظر کرتے ہو کیا چاک گریبان کو
نہ سمجھو مفلسی ہم عشق بازون کا یہ بانا ہی
چھادی توڑ کر شیشون کو ساقی میری بستر پر
شب فرقت ہی مجکو بیکلی مین تلملانا ہی
فلک کی ناکہ بندی مین نہ گل خیری زمین کی ہی
بہار گلشن ایجاد کو اک روز جانا ہے
جہان تا رنفس ٹوٹا گیا میدان سینی سے
دہان تو سن عمر رواں کا یہ دہانا ہی

غزلیات تصنیف ہر چند سرو ہنی

عجب ہی نقش کاری خامۂ نقاش قدرت کی
ستارون سی کیا زرین فلک کا شامیانہ ہے
برنگ چشم گریان راندن کب اوسکو درخشی
اگرچہ پاس اپنے رکھتا فوارہ خزانا ہے
کہین صیاد پھانسے دام مین اپنی ہی ڈر جی مین
کہ مرغ دل کا شاخ زلف مین جو آشیانا ہی
نکیون باغ دہن سے ہو ترانہ سنج چون بلبل
زبان کی شاخ پر مرغ سخن کا آشیانہ ہے
سنون کب نغمۂ مطرب کہ ہر دم درد دلسی یان
رگ جان خرین مین تے نوازی کا ترانہ ہے
کرے گی کوئی دن مین سب نشان قبر کو برباد
کہ اوسکی خاک ہر دم دشت صرصر کو اوڑانا ہی
جو خونناب جگر دیکھو بھرا ہی چشم گریان مین
نہ سمجھو شک چشم عاشقان کا یہ بہانا ہی
عجب کیا ہی کلیجا سینہ سی موئہ کو چلا آوے
کہ درد دل کی بیچینی سے جی کو تلملاتا ہی
نہو عہد جوانی پر تو ای رشک چمن نازان
بہار گل کو اسکی تو خزان آتی ہے جاتا ہی
فلک پر کہکشان دیکھا تو سمجھا شہسوار دل
دہان ابلق گردون کا یہ زرین دہانا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
آتش داغ جدائی کے جو مضمون ہین تمام		جب قلم نے حال لکھا شمع رو کے سوز کا
شمع ہے مکتوب مرغ نامہ بر پروانہ ہے		شمع سان خامہ جلا کاغذ پر پروانہ ہے
محو ایسی خانۂ رنگین مین مہمان ہو گئی		خس کی ٹٹی مین پلک اور شاخ ہی آبشار
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہے		مردم دیدہ کو چشمون سی نیا خس خانہ ہے
ہر کسی نے کی فریب دوستی مین دشمنی		صورت سرو و چراغان داغ ہائے تن سی ہون
میری شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہے		جان نثاری کی لیے یہ دل مرا پروانہ ہے
آج کل ای مہ جبین و شعل ہے ہمکو یہی		قابل آرائستگی اوس رشک گل کا رخ نہین
چہرہ ہے اور آئینہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے		زلف سنبل کو نہ ہرگز احتیاج شانہ ہے
جاے آئینہ ہے گل آئینۂ زانو جدا		زلف پیچان کا جو ہر دم جسم مین رہتا ہے دھیان
اور عوض شانہ کی ٹکڑی استخوان شانہ ہے		پنجۂ مژگان مرا زلفون کو تیری شانہ ہے
محفل عیش جہان کا ہے ولا کیا اعتماد		ایسا اس عشق ستمگر نے کیا رسوا ہمین
نشۂ مے خواب آواز غنا افسانہ ہے		جا بجا سبکی زبان پر تیرا ہی افسانہ ہے
اپنے کامون مین ہو مشغول تم ای غافلو		پھر تو ہم اپنے زمانے کے سلیمان کیون نہون
اسکی باتون پر نہ جاؤ ناسخ اک دیوانہ ہے		اک پریر و پر جو ہر چند دل مرا دیوانہ ہے
پریرو دیر سے اس سوچ مین سارا زمانا ہے	۱۵	بزنگ آئینہ نظارہ سی حیران زمانا ہے
دہان مار مین ہین دانت یار لفون مین شانا ہے		دہان مار کا کل مین رکھی انگلی کھون مین شانا ہی
بگڑتے جاتے ہین لاکھون ہزارون بنتے جاتے ہین		جو آیا ہی یہان شہر عدم سے لوٹ کر جائے
جہان مین راتدن جاری خدا کا کارخانہ ہے		سدا اس منزل ہستی کا یون ہی کارخانہ ہے
ندو تشبیہ تیغ ابرو سے خمدار جانان کو		کری ہے تیر مژگان سی یہ زخمی نوجوانون کو
کہ ماہ نو تو اک اوترا ہوا اونا پرانا ہے		کمان ابروان پر تیرے گو چلہ پرانا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
بال سلجھاتا ہی وہ دست حنائی سی جو آج		کر دیا تار رگ جان اوسنے ایجان تار تار
پنجۂ مرجان دلا اون گیسوون کا شانہ ہی		پنجۂ مژگان کا تیرے کیا ستمگر شانہ ہے
مجکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش		ایک شب دیکھا تھا میرا بزم مین سوز جگر
یار میرا شمع ہے نامہ مرا پروانہ ہے		جیسے عشرت کھاکے جلتا شمع پر پروانہ ہے
جان دیکر جاؤن گا اندر ہین جنت کیطرح		برق لایا نامہ ہے شانہ فلکن آئینہ ہی
جان کا خواہان جو دربان درجانانہ ہے		ولیمن میرے جو خیال خندۂ جانانہ ہی
رنج اوٹھاکر بھاگتا ہی پھر بھلا دیتا ہی شوق		شمعرو کی سوز مین ہم جیتے جی جلتے رہین
شمع ہی تو لے ستمگر دل مرا پروانہ ہے		جان گدازی مین مری ہمسر کہان پروانہ ہے
بید مجنون میری تربت پر ہوا بویا جو تخم		دامن صحرا سے اوسکو چاہیے زنجیر پا
استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہے		قاتل زندان نہ میرا یہ دل دیوانہ ہے
کیا فقط مجکو غم دنیا سی آزادی ملی +		آئینہ کو یہ سمجھیو عالم حیرت مین ہے
چھوٹ گیا تکلیف دینے سے بھی جو دیوانہ ہے		تکتا ہے یہ یار کا موئہ حسن پر دیوانہ ہے
سر خوشی ممکن نہین جبتک نہ چھلکے جام عمر		ہم نشین رکھتے ہین اپنا یار رنگین دل مدام
یہ خرابات جہان ہی دور مین میخانہ ہے		بت پرستی کی لیے کب حاجت میخانہ ہے
گوری کالے ہوتے ہین یکرنگ ملکر خاک مین		رشک کھاکر اشک گوہر ہی ہے پر چشم صدف
سبز ہی ہوتا ہی جیسے خاک مین جو دانہ ہے		لعل لب کی کان کا دیکھا کہین دندانہ ہے
نام سرسبزی ہی جسکا بوستان دہر مین		اس چمن مین آشنائی کب گل و بلبل سے ہو
اے نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے		جو نظر آتا ہے ہمکو سبزۂ بیگانہ ہے
راتدن جو ہے تصور گیسوی شبرنگ کا		کھولتا ہے دیکھین کیونکر عقدۂ موئے کمر
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے		موشگافی مین بہت چالاک گرچہ شانہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
سونا سوگند کیون نہ کہون تجکو اے پری		دست نظر بھی تاب کیا اوسپر ٹھہر سکے
رنگت سنہری اوسپہ یہ خوشبو بدن مین ہے		پرتاب مثل برق صفائی بدن مین ہے
دونون کا کر چکا ہون مین آنے سے امتحان		لوح جبین کا لکھا ہو ہرچند پوچھے کیا
سیدھ مین مہر ہی نہ وفا برہمن مین ہے		ہرگز نہ علم غیب کسی برہمن مین ہے
۱۰۸		
کونسا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے	۲۵	شمع رو کی لو مین داغ دل چراغ خانہ ہے
بزم مین باہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہے		اضطراب درد پہلو صورت پروانہ ہے
دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہے		آسمان میری نظر مین صورت خم خانہ ہے
داغ سودا جو نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے		مے تو ہے رنگ شفق خورشید اک پیمانہ ہے
اون لبون کی یاد مین داغ دل دیوانہ ہے		ایک شعلہ رو پہ اپنا دل ہوا دیوانہ ہے
آتش یاقوت سی روشن چراغ خانہ ہے		اخگر ہین داغ جگر اور سینہ آتش خانہ ہے
ابر ہے سیر چمن ہی ساقیٔ مستانہ ہے		مردم دیدہ شراب اشک سی مستانہ ہے
ہر طرف کو خندہ برق و گل و پیمانہ ہے		ساقیا ہمکو ہماری چشم کا پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے		تن مین پیدا سوز جو شمع رخ جانانہ ہے
روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہے		بزم سینہ مین طپان دل صورت پروانہ ہے
باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے		دیکھ گریہ مردم دیدہ جسے مستانہ ہے
دل مرا مینای مے ہی چشم تر پیمانہ ہے		چشم میگون اوسکی گویا مے بھرا پیمانہ ہے
نور رخسار صنم سے اور مژہ کی عکس سے		ہاتھ مہندی کا کمر پر دیکھ کر آیا خیال
شانہ تھا سو آئینہ ہے آئینہ سو شانہ ہے		پنجۂ خورشید کیا موئے کمر کو شانہ ہے
کرتی ہین محرم رحمت ہی عبادت کا شمار		کیا وظیفہ مین ہی زاہد کو خیال رقص یار
سبز کیا باران سے ہر تسبیح کا جو دانہ ہے		ہاتھ مین تسبیح کا رقصان ہو گیا ہر دانہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرو ھنی
تکلم ہی فقط ہے اوس صنم کا	جو ہوتا کچھ کبھون ظاہر نہوتا
خدا کیطرح گویا بی دہان ہے	ہوا کب جسم مین پیدا دہان ہے
کرون نالے ہوئی آخر شب وصل	ہے گویا مسجد تن مین موذن
طلوع صبح ہے وقت اذان ہے	فغان در دل بانگ اذان ہے
سراپا ہون غم فرقت سے مین زرد	دہان زخم کو ہو کیون نہ خندہ
مرا قد مثل شاخ زعفران ہے	بلا مرہم مین شاید زعفران ہے
نقاب اولٹی گل عارض سے اوسنے	برنگ گل نہ دلمین پھول گلرو
گل خورشید کی بھی اب خزان ہے	بہار نوجوانی کو خزان ہے
تصور ہے جو اک خورشید رو کا	جوان و طفل سب مین اسکے شاکی
کرہ دل کا مثال آسمان ہے	ستمگر کیا یہ پیر آسمان ہے
نہ کیون اوس شمع رو کے گرد ہو طاق	کہین مہ رو کی دیکھی گردش چشم
کہ فانوس خیالی آسمان ہے	ہو خود رفتہ پھرے جو آسمان ہے
ہمارا کوے جانان کاش پہونچا	لکھا لا غرتنی کا حال خط مین
کہ نامہ ہے مرا جو استخوان ہے	برنگ سطر ہر اک استخوان ہے
ستارے جھڑتے ہین جو کفش پا کے	ہلال ہے نعل کفش پای مہ رو
زمین فیض قدم سے آسمان ہے	زمین پر جلوہ گر کیا آسمان ہے
دہان سگ مین ہے مانند مشعل	رکھون ہون سوز دلمین شمع رو کا
یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہے	برنگ شمع روشن استخوان ہے
خیال زلف مین نالان ہے جو دل	چڑھاتی کیلیے ہے پھول بلبل
لبسان اژدہا آتش فشان ہے	مری تربت پہ شمع گل فشان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
بیخانے مین سو مرتبہ مین مرکے جیا ہون		عیسٰی کیطرح اس دل مردہ کو جلائین
ہے فلفل میناسے مجھے قم قم سے زیادہ		نالے مین اثر رکھتے ہین ہم قم سی زیادہ
بھر جاے اگر بادہ موہان مونھ نہ کرون بس		شش پنج نکر دینے مین اک جام کی ساقی
مے خواری مین ہے ظرف مراخم سے زیادہ		اک دم ہی مین مے پیتا ہون دو خم سی زیادہ
ہر نہر جمین ہجر مین اژدر سے ہے افزون		ہی چور سیہ اژدر دیکھے ہی سے جان جاے
ہر گل ہے مری جان کو کژدم سے زیادہ		ہے نیش زنی ابرو کی کژدم سی زیادہ
سو رقص سے افزون ہی پری تری رفتار		ٹھوکر مین تری پاؤن کی ہے رقص کا عالم
پاؤن کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ		خلخال کی ہے صوت ترنم سے زیادہ
تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد		آہن کیطرح سخت ہے دل یار کا گرچہ
موئے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ		پر نرم شکم رکھتا ہے قاقم سے زیادہ
معشوق سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ		ہرچند نکیون حسن پہ شیدائی ہو بلبل
نادان کوئی دنیا مین نہین تمسے زیادہ		خوبی گل گلشن مین نہین تمسے زیادہ

غزلیات ۴۳	ردیف ی نمبر ۱۴	ابیات ۶۱۶

خیال یار دل مین شادمان ہے	۱۵	خفا ہے وہ نہ مجھسے شادمان ہے
نہین ہے غم جو نظرون سے نہان ہے		ہوا دل خاک جل سوز نہان ہے
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے		گواہ آتش گون لبون پر رنگ پان ہے
تماشا ہے نہ آتش دخان ہے		مسی کے رنگ سی اوٹھتا دخان ہے
تصور سیم تن کا دل مین ہے گنج		لون بوسہ اوسکی رخسارون کا کیونکر
خیال مار کاکل پاسبان ہے		خطر ہے خال کا وان پاسبان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل اے صنم		اوس بت بے پیر کی اک بات بھی سچی نہو
اپنے بندون سے کبھی غفلت نہین اللہ کو		منتین کر جھوٹی دیتا ہے دغا اللہ کو
مثل سطر آجاتی ہے زیر قدم زلف دراز		فکر سے خامہ کی ہو شعر زمین کو اوج چرخ
کیئے کلک ای طفل تیری قامت کوتاہ کو		کیا بلندی حق نے بخشی اس قد کوتاہ کو
ہون مین ایسا رحم کی قابل کہ گنبد کیطرح		کر دیا ہے سوز نے اوسکی جلا کر دل کو خاک
آہ کرتا ہے فلک بھی سنکے میری آہ کو+		سینہ مین ہمنے چھپایا تھا جو شعلہ آہ کو
آدمی کو مبتلائے حرص کر دیتی ہے عقل		دیکھ لے ای چشم ہر گل کی بہار رنگ بو
جانتے ہین مملکت اطفال بازی گاہ کو		گلشن دنیا بنایا ہے تماشا گاہ کو
عشق جب وارد ہوا کی عقل نے اوس سے گریز		اوس سے عاجز شیر دل ایسے ہوئے ہین جان تنگ
ایک جا دیکھا ہی کسنے شیر اور روباہ کو+		یاد ہزارون مکر ہین اس چرخ کی روباہ کو
ہے دعا ناسخ بھلا دی یاد سے تجکو صنم		آدمی حور و پری دیو و ملک جو جو کہ ہین
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو		سر جھکا سجدہ کرون ہرچند در اللہ کو

غزل یک	ردیف ہ نمبر ۱۳	ابیات ۹
ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ	۹	ہی چشم غم مہ رو مین قلزم سے زیادہ
ہین داغ مری سینہ مین انجم سے زیادہ		اور اشک بھری اوسمین ہین انجم سے زیادہ
سو رمز کی کرتا ہے اشاری مین وہ باتین		ہے بار سخن ایسے ہین لب یار کے نازک
ہی لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ		پھر کسطرح ہو ربط تکلم سے زیادہ
جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین		کیا حال ہوا وسکا کہ کرے ظلم وہ جسپر
کرتے ہین وہ ظلم اور تظلم سے زیادہ		ہی رحم بھی اوسکا تو تظلم سے زیادہ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شاخ گل پر ہی برنگ گل وہ طفل نوسوار
نکہت گل کہتے ہین ہم گرد بازیگاہ کو
مے بھی ہی حورین بھی ہین غلمان بھی ہین فرد و سر ہین
ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطرخواہ کو
نقش پا سی محتسب پائے نہ رندون کا سراغ
سر سی طے کرنا ہی لازم میکدہ کی راہ کو
خیمی بھوانے مین ہین مصروف جوہر اغنیا
جانتے ہین تنک شاید چرخ کی خرگاہ کو
ہین زمانے مین جو بدکار اوسنے ہی محکم گرہ
جانتا ہون شیر اوس صحرا مین ہر روباہ کو
ہے خرابات جہان مین عالم فیض مے فروش
مستی مے ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو
ہے برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے راہ
راہ رو کرتے ہین طے پست و بلند راہ کو
ڈھونڈھنے سی بھی نہین ملتی خدا کی گھر کی راہ
چاہتا ہون اندنون ایسی بت گمراہ کو
حلقۂ آغوش سے اوس طفل نے جب کی گرہ
تیر مین سمجھا بس اوسکی قامت کوتاہ کو
گر غرض ناچیز سے نکلی اوسے رکھی عزیز
پیار سے آغوش مین لیتا ہی شعلہ کاہ کو

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

کھیلتے اوسمین پھرین شوخی سے ہین طفلان اشک
کمتب دیدہ بنایا ہے جو بازیگاہ کو
دو ستون رکھ دینا میری قبر مین تصویر یار
چشم نگران تاکہ دیکھے صورت دلخواہ کو
لب سبکرو یون کو ہو صحرا لغزدی سی کسل
طے کری پیک صبا پست و بلند راہ کو
کب کسی اونے سی لیتے ہین مدد عالی وقار
بے ستون استادگی ہے چرخ کی خرگاہ کو
چشم فتان صنم کو یاد ہین صد ہا فریب
اس غزال چشم سے رتبہ نہین روباہ کو
دیکھیے حق نے کیا کیا عالی رتبہ عشق کا
پایہ اوسکی سر جھکاتا ہے گدا و شاہ کو
اس عصاے آہ کو لیلونگا اپنے ہاتھ مین
طے کرونگا منزل جانان کی دم مین راہ کو
دل سے بھولی یاد رب دشمن ہوئی اسلام کے
یار جو ہمنے بنایا اوس بت گمراہ کو
مثل پروانہ جلاتا ہے دل عاشق سدا
شمع سی ہے سرفرازی اوس قدر کوتاہ کو
کیا عجب جو کھینچ لایا کہربا اپنی طرف
کردیا بے قدر میری لاغری نے کاہ کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جو ضعیفون کو ستائیگا سزا پائے گا
آپ دکھہ پاتے ہین جو روندتے ہین خارونکو
پاک کر آپ کو ناسخ عرق خجلت سے
انفعال ابنا شفاعت ہی گنہگارون کو

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو
گر اوٹھا سکتا بزنگ کہسار مین کاہ کو
پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین ہمت بلند
جانتا تھا نردبان عرش یوسف چاہ کو
کیا کسی ناچیز کو ناچیز سمجھین ہم بھلا
آنکھہ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو
جو دلی ہین وہ بھی کرتے ہین حسود انسے سلوک
اس ذائت پر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو
کچھہ تو ان روزون رسائی یا اثر پیدا ہوا
واہ وہ کرنے لگا ہے سنکے میری آہ کو
کیا حدی چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کے آفتاب چاہ کو
ٹھوکرین کھائی کوچۂ طور پر اب کیون کلیم
دیکھہ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو
پستی ہمت سی بچتا ہے کوئی مال بخیل
زور سے اہل جہان لیتے ہین آب چاہ کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرو ہندی

کیا پت عشق سے گلرو کی ہوئے ہین بیمار
لاغری جسم پہ ظاہر ہوئی ہے خارونکو
تیغ عشوہ کی رکھی ہاتھہ مین قاتل ہرچند
قتل کرتا ہے وہ الفت کی گنہگارون کو

کہان شان مہ روپنا تا ہی عرق سے راہ کو
اوسکی پاسے فیض سرسبزی ملا ہی کاہ کو
قبر مین کوئی نہ پہچانے گدا ہی یا کہ شاہ
کون لیجاتا ہے یان سے ساتھہ مال و جاہ کو
کیا عجب گر سوز دل سے ہو رگ جان سوختہ
ایک دم بھر مین جلا دیتا ہے شعلہ کاہ کو
اک نظر دیکھین تجلی کیا رخ پر نور کی
نور بینائی کہان ہے چشم مہر و ماہ کو +
ساتھہ اوسکے کوئی دم مین جان بھی جائے نکل
ہے نکلنا جو دل محزون سے ہر دم آہ کو
گردش گردون سی کب قائم رہی اک طور پر
ہو ترقی و تنزل ماہتاب جاہ کو
رکھتی ہے نور نظر کب دیکھہ لو چشم ہلال
دیکھے گی کیا حسن کی تیزی تجلی گاہ کو
اس لب تشنہ کو اوس سے گر نہ سیرابی ہو
چھوڑتا ہی پر نہین چاہ ذقن کی چاہ کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سروشی
کب سبکدوش رہی قیدے زندان وطن		چھوٹنا قید جنون سی نہوا گریہ چشم
بوی گل بھاندتی ہی باغ کی دیوارون کو		سیل اشکون سی بہا زندان کی دیوارون کو
وحشی نرگس جادو ہون جو ماین آہو		رخ گلرو پہ اگر آیا ہے خط کیا ہی عجب
کرلین مژگان مری تلوون کی بھی خان رکھو		گل گلشن سے جدا رہنا ہنو خارون کو
ہون وہ سرگشتہ کہ تاثیر مری قدمون کی		صرصر آہ سی ہے چرخ کو چکر ہر دم
آسیا دم مین بنا دیتی ہی کہسارون کو		کیون نہ برباد کرے دم مین وہ کہسارون کو
کافر عشق ہون حاجت نہین زنار کی ہے		کون ایسا ہی جو اوس بت پہ نہ لائے ایمان
یار تسبیح مبارک رہی دینداروں کو		جبہہ سائی خم ابرو مین ہی دینداروں کو
ہم بغل یار سے وہ سوت سی ہین ہم آغوش		رات بھر چرخ پہ ہی چشم کھلی تارون کی
کیا خبر میری شب وصل کی بیدارون کو		خواب آتا ہے کہان دیدہ بیدارون کو
جوش خون میری رگ جان مین بہت ہی قاتل		ہو دل افگار جو اوس تیر کمان ابرو کا
تشنگی آج ہی شاید تری سوفارون کو		زخم پر ہے مری خندیدگی سوفارون کو
ای صنم عہد مین تیرے یہ ہوا کفر عزیز		طوق گردن کا مجھے ہو گیا ہی حلقہ زلف
کہ رگ جان کا ملا مرتبہ زنارون کو +		توڑ کر پھینک ندون کسطرح زنارون کو
کیا پیر گردش افلاک سی جو ہین خونخوار		اہل جرأت بھی غرض رکھتے ہین کم ظرفون سے
کام کیونکر نہ پڑی سان سی تلوارون کو		پیام سی کام سدا رہتا ہے تلوارون کو
دھیان آیا جو مجھے زمزمہ پردازی کا		نغمہ سنجی جو کرے صحن چمن مین گلرو
رہ گئی مرغ چمن کھول کے منقارون کو		بلبلین توڑ ین نکیون شرم سی منقارون کو
ہجر مین گرم ہے اوس داغ سی پہلو میرا		چرخ پر ہو نچی یہ گر میری ہوای دم سرد
جس سی لگا نہین دوزخ کے بھی انگارون کو		مثل یخ سرد کرے تارون کے انگارون کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سروشی
بیان کیا ہو سکی عمر روان کی مجھسے چالاکی		ہماری آہ کی شہب کو ہی وہ تیز رفتاری
کہ اس توسن سے لگا ہی نہ ترکی و تازی کو		کہ اسپ برق بھی پہونچی نہ اوسکی ترکتازی کو
اکیلا دل مرا فوج تمنا کی مقابل ہے		لگے ہین دل پہ صدہا زخم کاری تیغ ابرو کے
آگی کیجیو تو فتحیاب اس مرد غازی کو		شہادت کسطرح حاصل نہو اس مرد غازی کو
ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا ہی زلف یار کو شانہ		شب ہجران کی طولانی بیان کیا مختصر ہووے
ذرا دیکھو تو اوسکی دست کوتہ کی درازی کو		کہ کچھ رتبہ نہین ہی روز محشر کی درازی کو
کہان تھا اے بتو ہمکو دماغ ناز برداری		بنا ہی طاق ابروئے صنم محراب کعبہ کی
خدا کرتا ہی شرمندہ ہماری بے نیازی کو		کرین ہم سر جھکا سجدہ خدا کی بے نیازی کو
ثمر رنجیدہ جو ہی اے خام طبعو باغ عالم مین		جو ہو آزاد کوئی باغ ہستی مین تعلق سے
نہ کیونکر خاکساری سی وہ بدلے سرفرازی کو		نکیون اے قمر لو چون سر دپہونچی سرفرازی کو
وضو ہی ہاتھ دھونا جان سے سجدہ ہی سر گنتا		نماز اب مردم دیدہ پڑھی محراب ابرو مین
طریق عشق مین ہے فتنہ گہ مسجد نمازی کو		وضو ہی آب اشک تر سے اس مرد نمازی کو
اوتر جاؤن ابھی دریاے غم سی وہ اگر چاہے		تیری تیغ نگہ مین ہی وہ جوہر زخم کاری کا
مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ جہازی کو		کیا پر آب حسرت جسنی شمشیر جہازی کو
بحسرت دیکھتا ہی ماہ کنعان بحلوای ناسخ		مری اس مطرب نالہ کو صوت خوش گلوئی ہے
دیا دل مین نے جسنے ایک محبوب مجازی کو		کیا بے قدر ہرچند نغمہ سنجان مجازی کو
مرگ عیسی ہے تری چشم کی بیمارون کو	۱۴	زندگی بھاتی نہین ہجر کے بیمارون کو
گور آزادی ہے زلفون کی گرفتارون کو		دی اجل آکے مجھے غم کے گرفتارون کو
ناز و رفتار سے پاتی ہے صدر روح روان		خفتہ بختی پہ مری خندہ زن ہی روز وصال
گرد رہ خاک شفا ہی ترے بیمارون کو		خواب کب آئے شب ہجر کے بیمارون کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرور لکھنوی
ہم ای جراح برسون روئین دود دل سنسی دے		ادا کرتا رہے تا شکر ہر دم تیغ قاتل کا
تہ سی سب۔ خدا ظالم دہان زخم خندان کو		الٰہی دے زبان میری دہان زخم خندان کو
ہزارون صدمہ جانکاہ ہین پر مین نہین مرتا		درازی روز محشر کی ہی اوسکی سلمنے کوتہ
کہون اب آب حیوان ظلمت شبہای ہجران کو		نہ صبح وصل کی ہوگی شب تاریک ہجران کو
ثر باری دکھایا بعد مدت میری رونے نے		رہائی اور کسی صورت نہین آتی نظر ہمکو
گرایا سر پہ سیل اشک نے دیوار زندان کو		تو ہی ای چشم تر مسمار کر دیوار زندان کو
مقابل اوس پری کی ہوتے ہی پرواز ہنسی کی		مری رشک پری کو دیکھتا گر ہند مین آکر
کہ میری جوش نے پیچھے رکھا تخت سلیمان کو		پرستان مین نہ پھر رہنا پسند ہوتا سلیمان کو
خدا خالق نے کی پیدا جو تیری پانون کے خاطر		جنون عشق گلرو مین مجھے صحرا نوردی ہے
بنایا میری تلوون کے لیے خار مغیلان کو		رگ گل کی طرح سمجھون نہ کیون خار مغیلان کو
دکھا کر وہ سہی قامت حنائی ہاتھ کہتا ہے		حنا کی رنگ سی رنگین کیا ہی اشک خونین نے
کیا شمشاد سی پیدا اغانی شاخ مرجان کو		تو رنگ شاخ مژگان سی ہے خجلت شاخ مرجان کو
نہ کیونکر چشم مست ناز خوش ہو میری رونے سی		وہ عالم کو ڈوبا دی ایک سیل اشک سی ہر چند
کہا ناسنخ دوست رکھتا سی سراک میخوار باران کو		نہ ہم چشمی ہو چشم تر سی میرے ابر باران کو
رسا اوج حقیقت پر کروں آہ عشق بازی کو	۱۱	کوئی اب سیکھ لے ہمسی طریق عشق بازی کو
بجائے نردبان سمجھا ہون مین عشق مجازی کو		حقیقت پر تفوق ہے مری عشق مجازی کو
بہت جانی لگا ہی اب جو بازی گاہ طفلان مین		ای نادان چھوڑ اس بی تمیزی کو کہا مانو
دلا تو جانتا ہی کھیل شاید عشق بازی کو		نہ طفل اشک رکھہ گریہ سی شغل خاک بازی کو
ہوئی اقلیم خوبان مین یہ قدر حسن خود بینی		صفائی دیکھتے آئینہ زانو کی گر تیرے
سکندر ڈھونڈھتا ہی اب دکان آئینہ سازی کو		حلب والی نہ کرتی ترک کیون آئینہ سازی کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
صاف اون آنکھون کو سمجھا تھا مین ہو لیکن		کشتہ تیغ نگہ و بدیہ فتان نے کیا
پنجۂ شیر ہوا پنجۂ مژگان مجکو		چاہیے بہر کفن دامن مژگان مجکو
باغ مین آگ لگی آئی نظر تیرے بغیر		کیا عجب گر ہو رگ جان سے فتیلہ اوسمین
سرو دکھلائی دیے سرو چراغان مجکو		داغ دل آتش غم سے ہین چراغان مجکو
واعظا ہی یہی ناسخ کی دعا بعد نماز		سنا ہر چند کہ برسات مین چمکین جگنو
جای فردوس ملی کوچۂ جانان مجکو		روئے کب آیا نظر جگنوی جانان مجکو
درازی یاد دلواتی ہے اوس زلف پریشان کو	۱۴	ہین سمجھون شام سے روز غم زلف پریشان کو
عزیزا سواسطے رکھتا ہون شب ہای ہجران کو		طوالت اوسنے مثل اپنے جو دی شبہای ہجران کو
گیا مین عالم وحشت مین جب سیر بیابان کو		پڑی لرزہ ینای غم کے سن کوہ بیابان کو
لٹا راشیر قالین کیطرح شیر نیستان کو		جون روبہ ہول سے ہو بھاگتا شیر نیستان کو
ندیکھا ساتھ گلشن مین جو اوس سرو خرامان کو		اگر گلشن مین دیکھو اوس بن سرو چراغان کو
کیا سرو چراغان آہ نے سرو گلستان کو		جھکاتا سوز سی ہو سر بہ پا سرو گلستان کو
یقین ہے شوق کامل سے اگر یک ٹک نگہ کر لے		عجب قسمت ہی چشم روزن دیوار ایوان کی
روان ہو جان میری بعد مردن کوی جانان کو		محل مین کرتے نظارہ ہین ہر دم حسن جانان کو
جو دعوای خدائی ہے نکال اغیار کو گھر سے		بدی کرنے سی بدنامی رہی دنیا مین تا تک
خدا فی ای صنم باہر کیا جنت سی شیطان کو		کہ لعنت آج تک ہر اک بشر کرتا ہے شیطان کو
جنون نے جب کہ دی روز ازل ترغیب عریانی		کرون جو دردسی نالہ فلک بھی ہو ل سے کانپے
گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو		زمین کی مثل ہے زلزلہ کوہ و بیابان کو
سنا تھا سانپ آتی ہین نظر برسات مین اکثر		یہ وہ کالی بلا ہی دیکھتے ہی جان نکل جاوے
مین رویا ابر سان برسون نہ دیکھا زلف پیچان کو		غلط ہی مار کا کہنا تری اس لفز پیچان کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرور ہمی
ایک تمغا ہی جو امرد ی کا ناسخ ترک حرص		سر جبابون کا ستم سی کاٹتا ہر چند ہی وہ
عمر بھر مین ہی دم آب اکتفا تلوار کو		موج سی رکھتا ہی دریا ہاتھ مین تلوار کو
نہ جنون مین بھی رکھا بخت نے عریان مجکو	۱۲	یان تلک دست جنون نے کیا عریان مجکو
طوق نے جیب دیا دست نے دامان مجکو		پوست تن کا ہی فقط رہ گیا دامان مجکو
دیدہ سیر سی نرگس سے زیادہ پر ہول		صوت مرغان ہی ہو یا دسخن سنجی یار
ہجر مین دشت بلا ہی چمنستان مجکو		شور ماتم سے نہ کم ہے چمنستان مجکو
گبر نفرت کرے آگاہ اگر حال سے ہو		مصحف رخ کی تلاوت ہی جو دل کو ہر دم
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجکو		اہل ہندو کہین کیونکر نہ مسلمان مجکو
لائق خورشید قیامت سی ڈر گی لیکن		ذرۂ ریگ ہر ایک مہر قیامت ہو جاے
آئیگا یاد ترا چہرۂ تابان مجکو		دشت مین ہو جو خیال رخ تابان مجکو
بعد مرنے کی جہان روح پھریگی بھٹکی		قید زندان سی ہے بدتر مجھے رہنا گھر کا
اے جنون تو نے دکھایا وہ بیابان مجکو		او جنون ابتو دکھا سیر بیابان مجکو
ہای اس کاکل پیچان کی محبت کی عوض		حلقۂ پیچ مین جو اوسکی پھنسا طائر دل
کاش کوئی افعی پیچان مجکو		ہر خم مو کا ہوا کاکل پیچان مجکو
اوسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی		صورت یار ہو آئینہ دل مین دیکھی
کر دیا یار کی تصویر نے حیران مجکو		مثل آئینہ کیا حسن نے حیران مجکو
گور مین آنکھین نکیرین کی روشن جو ہوئین		گر نظر آئی مجھے کاشکے وہ غیرت مہر
آگئی یاد نجوم شب ہجران مجکو		روز روشن ہو نہ کیونکر شب ہجران مجکو
دولت وصل کی خواہش مین ہوا عاشق		خنجر ناز و ادا سے کیا قاتل نے شہید
ہاتھ آیا نہ بجز گنج شہیدان مجکو		چاہیے قبر کو بھی گنج شہیدان مجکو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
سامنے خالق کے اے ناسخ کرام کا ہین		تلخ خویون کی ترشروئی سے ڈر ہر چند لیا
روز لیجاتے ہین لکھ لکھ کر تیرے اشعار کو		بد مزہ بتلائین گر شیرینیٔ اشعار کو +
چاہیے لقمہ دل عشاق زلف یار کو +	۱۰	دیکھا جب برقع کے اندر رہنے زلف یار کو
ہے بجا گر ہو خزانی سے محبت مار کو +		جاگزین بانبی کے اندر سمجھے کالی مار کو
عطر ملنا یون ہے اے شاطہ زلف یار کو		سونگھا ہے کیا اوسنے عنبر بوی زلف یار کو
مشکنافہ جیسے لیجائے کوئی تاتار کو +		پھرتا ہے سودا زدہ جو آہوے تاتار کو
خط نے کیا سیدھا بنایا کاکل خمدار کو		کون چھو سکتا ہے مار کاکل خمدار کو
کر دیا بیکار مور ناتوان نے مار کو		کیلا پر شاطہ نے ہے ایسی زہری مار کو
کر دیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو +		سر کے بالون مین نہ مانگ ہے لہروے یار کو
جسطرح ہوتی ہے تیزی سنگ سے تلوار کو		ہے چمکنا ابر مین یہ برق کی تلوار کو +
ہے بروں کو عیش اور اچھونکو ہے دنیا مین رنج		سرکشون کا ہمکو سودا مین بھی استیصال ہے
توڑتا ہے گل کو گل چین چھوڑتا ہے خار کو		کرتا ہون پامال صحرا مین سر ہر خار کو
مین ہون نرگس تو ہے گل باغ جہان مین اے صنم		اے مگر خورشید سوز غم سے جلکر خاک ہو
ٹکٹکی باندھے نہ کیون دیکھون تیری رخسار کو		دیکھ لے گر اک نظر اوس آتشین رخسار کو
قتل دشمن کے لیے بھی چاہیے نرمی ضرور		زخم کاری دیکھ میری چشم پر خون ہو گئی
ٹوٹ جاتے بیشتر دیکھا کرے تلوار کو		چشم بینا بن گئی جوہر تری تلوار کو
پاؤن ہین راہ طلب مین سر سے بھی مجکو عزیز		باندھے ہے سر پیچ زیبا اور ہے کب بندھکے
آبلون پر کیون نہ باندھون پھاڑکر دستار کو		سیکھا ہے گلدستہ غنچہ بندش دستار کو
خود بخود افتادگان خاک کا ہوتا ہے اوج		رونہ طفل اشک ہو خانہ خرابی چشم کی
نردبان درکار ہے کیا سایۂ دیوار کو		سیل اشکون ہے نظر مژگان کی ہے دیوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرو ھی
ہی بجا مشکل جو گھر مین بیٹھا ہے یار کو	نقد دل دی کر لیا ہی مول عشق یار کو
جو کہ یوسف ہی نہ جائے کسطرح بازار کو	کیون نہ سرگرمی ہو سودا کی مری بازار کو
رحم آجائے اگر موران کوئے یار کو	لاغری میری کا اتنک ہی یقین کب یار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میری جسم زار کو	ڈھونڈ کر پاتا نہین گو ہاتھ جسم زار کو
کون ہے گلگشت کا عازم کہ استقبال کو	ای جنون تیری بدولت سیر زندان کر چکی
گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلی بازار کو	اور سودا کچھ خریدون لے چل اب بازار کو
آبلی جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین	بے نصیبون کو سر و سامان نہو اس باغ مین
تا نہ میرے سخت تلوون سی ہو ایذا خار کو	مل سکی پوشش کہان عریان تنی ہی خار کو
چربی و نرمی بچا لیتی ہی خونخوارون کو بھی	دونون ابرو کا ستمگر کی لقمہ دلمین ہے
زنگ کھا جائے نہ چمکنا ئین اگر تلوار کو	کسطرح کافی ہوا اک میان دو تلوار کو
قتل کرتا ہے مجھے تیرا یہ انداز نماز	کیون نہ پھر سجدہ کرے سر باز اپنا سر جھکا
سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروئے خمدار کو	ہی خسم محراب تیغ ابروئے خمدار کو
ہی اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ	حسن روی یار کو دیکھین گے اوس سے جھانک کر
غم نہین تو بند کر دے روزن دیوار کو	دور بین ہمنے بنایا خانہ دیوار کو
کیا دلا شکوہ تبون کا قصۂ موسی ہی یاد	شوق نظارہ ہی چشم آئینہ اتنک ہی وا
رنج دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو	آئے کیونکر خواب تیری طالب دیدار کو
سورہ یسین کی بدلے حشر کی صورت پڑہون	خضر سی کمتر نہین ہین خاکساران جہان
مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو	نقش جادہ نے بنایا ہی دیار یار کو
ہین جو خونریزون کی پیرو شاد رہتی ہین مدام	فرق جب آتا ہی دلمین کب ملائے سی ملے
رات دن ہنستی ہی دیکھا ہی لب سوفار کو	کسنی پیوستہ بہم دیکھا لب سوفار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ خزان مین نوچتی ہین داغ سودا کے گھونسلے
تیر کھین شاخ گل سے بلبلین منقار کو
رتبہ اعلی مین ظالم ترک کردیتی ہین ظلم
پانون سے کاوش نہین خار سر دیوار کو
ہے یہ ناساز طبیعت ہجر مین سازنشاط
نبض بے جان جانتا ہون ساز کے ہر تار کو
مجھسے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
جائے خط لے جا صبا اک ابر دریا بار کو
برہمن ہوکر مسلمان کرتے ہین دنیا کو صید
دام نیوا تے ہین گویا توڑکر زنار کو
بند ہو جاتی ہین سیارون کی آنکھین خوف سے
کھینچتا ہون جب مین دلسی آہ آتش بار کو
جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام
بار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

آگیا اب باغ مین ای باغبان دور خزان
بند نغمہ سے کرین مرغان نکیون منقار کو
گلبدن کے گھر کے جانے کا ہی یاد دلکو شوق
پھاند کر جائینگے ہم خار سر دیوار کو
مطربا ہے ساز مین تیری بصوت ہاتی
کیا رگ جان سے مری تونے بنایا تار کو
سطر نامہ کی ہوئی اک حرف مثل موج بحر
لکھتے وقت آیا جو گریہ چشم دریا بار کو
مرغ دل طفل برہمن نے پھنسایا پیچ مین
دام صیاد سی بنایا حلقہ زنار کو
کاٹے گردن رشک کھاکر ابر تیغ برق سے
جوش مین دیکھے جو میری چشم دریا بار کو
بزم خلوت مین رہی ہے پاس ہر خند ہمیشہ
یار نے ہمدم بنایا دیکھیے اغیار کو

۱۴

حق نے پہلی یار سے پیدا کیا اغیار کو
جسطرح نشو ونما گل سے ہی اول خار کو
ہی یقین دیکھے جو دونون ابروئے خمدار کو
دوسری بھی کھینچتی ہے کھینچے جو اک تلوار کو
کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروی خمدار کو
دی ہے خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو

یار بی بزم خلوت مین ہوئی اغیار کو
حیف رشک گل سی کیا صحبت ملی ہی خار کو
قاتل جان دونون سمجھون ابروی خمدار کو
دل دوپارہ ہوگیا دیکھا ایک ہی تلوار کو
قاتل جان جانتا ہون ابروے خمدار کو
کیون نکالی میان سی ہے قاتلا تلوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی
ناسخ نہین ہی کام مجھے عمرو بکر سے		ہر چند صاف دامن دل سے ہو گرد لوث
بس جانتا ہون لعد بنے بو تراب کو		ہی شست شوئی ابر کرم بو تراب کو
شانہ ترغیب ستم دیتا ہی زلف یار کو	۱۶	شبر کا کانسہ ہی حسن رخ سے زلف یار کو
دشمن جان جہان کرتے ہین دندان یار کو		شیر کا پنیا کرے شیرین نہ زہر مار کو +
یون نزاکت سی گران ہی سرمہ چشم یار کو		درد دل سی ہر زبان گریہ ہی چشم زار کو
جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو		بار اشکون سے ہوا ہی مردم بیمار کو
تیز ہر دم کرتے ہین تیغ نگاہ یار کو +		سرمہ سی ملتے ہو کیون تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہی سان اس تلوار کو		زنگ لگتا کسنے کب دیکھا ہی اس تلوار کو
خاکساران جہان کا ہی ادب ایسا مجھے		ہو ترقی نور خور کی تیرہ بختون کا زوال
پانون رکھتا ہون بچا کر سایہ دیوار کو		دوپہر مین کوتہی ہو سایہ دیوار کو
دلمین ایسن ہو نہ خونخوار و جو دشمن ضعیف		ہی لب شیرین کا دلمین دھیان خون میرا
مورچہ دیکھو تو کھا جاتا ہی کیا تلوار کو		کیون نہ قاتل کی کرے شیرین زبان تلوار کو
پڑ گئی بے خیر تیری بیڑیون کی پانون مین		آبلہ پائی نے پس پا کر دیا یکسر مجھے
کہتے مقناطیس سنگ استان یار کو		کسطرح سی طے کرون راہ دیار یار کو
درد ہو اہل نظر کا کیا اونہین جو ہین حسین		اب تو کہنا مان اے درد جگر لینے دے چین
پوچھتا ہے کوئی گل کب تک گس بیمار کو		اے صبا کیون ستاتا ہی دل بیمار کو
بغچہ بھرنے لگا بط مین جو آب آتشین		گر پلائے کوئی آب گرم اشکون کا میرے
مے کدہ مین ہمنی دیکھا مرغ آتش خوار کو		مرغ بریان کیون نہ کردی مرغ آتشخوار کو
بال زلفون کی دیے کھونس اونسی جو ٹوٹی ہے		نیک بختیون کو ہی کیونکر نہ صافی دلسی فیض
سانپ کی بامی مین سمجھا رخنہ دیوار کو		روشنی ہو نور خور سے روزن دیوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرور ہنی
آنکھین تمام صورت کاغذ ہوئین سفید		راز دلی سے کب ہو دلا پیک کو خبر
مدت سی ہم ترستے ہین قاصد جواب کو		لاؤن زبان یار سے مین خود جواب کو
بحر جہان مین تیری عدالت ہی اسقدر		نازک ستون کو ہو دی ضرر کج نہاد سی
ہر موج مثل سرمہ ہی چشم حباب کو		برباد موج نے کیا کاخ حباب کو
صدی اوٹھانے والے ہین روز فراق کے		بھیجو شب فراق نکر جور کے حساب
کیا لائین ہم شمار مین روز حساب کو		ہوگا بڑا حساب بھی یوم الحساب کو
چھوتا ہی چھاتیان عبث اوس بحر حسن کی		بحر حسن سی ہو ہر چند کب صورت آشنا
ناسخ ستم ہے ہاتھ لگانا حباب کو		بیگانگی ہے نور سی چشم حباب کو
دی آگ اوسنے پرتو رخ سے شراب کو	۷	زنہار لا نہ سامنے ساقی شراب کو
شرمندہ جام مے سے کیا آفتاب کو		فرقت کی دن نہ دیکھونگا اس آفتاب کو
بد جانتا ہی جہل سے زاہد شراب کو		لا ساقی شب کو دور مین جام شراب کو
دیکھا ہے شیری نے کہان آفتاب کو		مستی مین دیکھون صبح رخ آفتاب کو
بھولون وصال یار مین کیا اضطراب کو		دریا نے دیکھا ہی کبھی اضطراب کو
دریا مین ہے قرار کہان موج آب کو		سر پھوڑنا جو سنگ سی ہے اوسکی آب کو
ابرو مہ دھر کو ہل گئی بجلی سی گر پڑی		ابرو کمان کا تیر مژہ جان ستان ہوا
رکھتا ہی وہ کمال مین تیر شہاب کو		دل ریشی تیغ غم سے ہی تیر شہاب کو
گلشن پہ گر وہ ساقی مے کش کرے نگاہ		گرمی حسن رشک چمن سے ہی غش مجھے
بوئے شراب آئے جو سونگھے گلاب کو		چھڑکو پسینا اوسکا نہ چھڑکو گلاب کو
آئی شب وصال ہوئی صبح و شام سے		آیا نظر ہے کیا حسن رخ رشک حور کا
قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو		سوز جگر سے داغ ہوا ماہتاب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرور ہنی
ہم صورتون سے عیب ہی کرنا سوال کا	اوجھی ہی بے طرح رگ جان تار زلف کی
زلفون سے مانگتی ہے کمر پیچ و تاب کو	سلجھا سکی ہے شانہ کہان پیچ تاب کو
درکار ہی پلنگ کی بدلے جنازہ آج	ہر دم غزال چشم کا دل مین خیال ہے
فرقت مین ہمنی مرگ سی بدلا ہی خواب کو	مثل غزال رم ہو نکیون مجھ سی خواب کو
محروم میری آنکھین ہین پانے فرس سے بھی	جوش جنون کے اسپ کا ہے شہسوار دل
بوسہ و کنار پائے حنائی رکاب کو	ہان چاک جیب چاہیے اسکی رکاب کو
اوس شعلہ رو کو ربط ہو مجھ ناتوان سے کیا	ہی رشک رنگ لالہ میری گلبدن کا حسن
پروا نہین کمان کی تیر شہاب کو +	خجلت سی زرد روئی ہی رنگ شہاب کو
ساقی جہان دل کی اسی سے ہی روشنی	میگون لبون کی یاد دلاتا ہی اسکا رنگ
کیونکر نہ آفتاب کہین ہم شراب کو	زنہار لا نہ سامنے ساقی شراب کو
ہی مشتعل جو فرقت ساقی مین ہر نفس	مستی ہو چشم میگون سے اور اسکی منہ سے
منہ سی لگا کے جام جلا دون شراب کو	رتبہ نہ مثل اوسکی ہے کیف شراب کو
طالع شب وصال مین ہو کیون نہ شام سے	دندانہ ہی شگفتہ گل حسن یار کا
شوق اوسکی دید کا ہے کمال آفتاب کو	پژمردگی ہی روز گل آفتاب کو +
جیسے کیا ہے قتل در گوش یار نے	بے ہاتھ مین تو آتش رنگ حنا سے یار
ہم آب تیغ رکھتے ہین موتی کی آب کو	کیا ہی عجب جلا ہی جو موتی کی آب کو
ای عندلیب ہین تیری گلہای باغ کیا	گلرو کی کب ہو چہرہ صافی سی جسری
مرجھا دی تیری آہ گل آفتاب کو	خط شعاع ہین خار گل آفتاب کو
نکلین گے طفل اشک نہ باہر کہ ضبط نے	دیکھون ہون بحر حسن کو ہر دل گھڑی کہان
گرداب کر دیا میری چشم پر آب کو	تشنہ لبی نچاتی ہے جام پر آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرو ھنی
گر ترقی چاہتا ہے کر کسی کی پرورش		پاک بازان فروتن بے مدد یامین اوج
خاک سے فرق سحر پر جا ملے ہی اب کو +		سربلندی ابر سے حاصل ہوئی ہے آب کو
زاہدان خشک لب بیدار ہین تو کیا کمال		آشنائی آشنا سے کر کے جاگتے ہی رہے
بیشتر کر دیتی ہے زایل بیوست خواب کو		ہمسے بیگانہ کیا ہی آشنا نے خواب کو
ہین جو صاحب درد اونکو زہر ہے سامان عیش		پاک رویون کو نہ ہوتا ہی کبھی دلپر غبار
موت کا سامان زخمی کہتے ہین مہتاب کو		شوب کی حاجت نہین ہے چادر مہتاب کو
مچھلیان دروازہ جانان کی کیا راحت سے ہین		موج سان بستر پہ لوٹون فرقت بحر حسن سے
بے کلی ہوتی ہے ورنہ ماہی بے آب کو		بے قراری ایسی کب ہوماہی بے آب کو
قدر جیتے جی نہین ہی کچھ بھی اے ناسخ تجھی		چرخ ہر چند ہی خلل انداز بزم دوستان
یاد مدفن مین کرون گا صحبت احباب کو		دشمن ہو کرتا ہی ابتر مجمع احباب کو
اوس شعلہ رو سے عشق ہی چشم پر آب کو	۹۴ ۱۹	دیکھی جو اک نظر میری چشم پر آب کو
بجلی سے رابطہ نہو کیونکر سحاب کو +		گریہ ہو درد غم سے نہ کیونکر سحاب کو
کرتی بھی فاش نشاہین بدمست میر عیب		ہون شعلہ رو کے سوز مین دہ آتشین نفس
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو +		ساقی جلا دون پھونک سے آب شراب کو
ساقی تمام خشک و تر کائنات مین		ہی دھیان حسن نمکین کا دل سوز سے جلا
ہمنے کیا پسند شراب و کباب کو +		لخت جگر سا ذایقہ کب ہو کباب کو
ہر صاحب خزانہ کو ہی اوج ہی زوال		رکھتے ہین پست ہمت دل مین فروتنی
ٹپکے نکیون او چھال کے فوارہ آب کو		مسکن نشیب مین رہی دائم ہے آب کو
جز داغ عشق چارہ تر دامنی نہین		اوس حسن آتشین کا جو چشمون مین ہے خیال
کرتی ہے خشک گرمی خورشید آب کو		شعلہ زنی کا رتبہ ہی اشکون کی آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر مین آنکھین یہ لائین جوش پر خونناب کو
کردیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو
ہی مخل عیش ای دل گردش لیل و نہار
دیکھ پروانے کو دن کو اور شب سرخاب کو
کون ہین جو ہر زر انسان کو کرتے ہین قتل
ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو +
موج زن ہو عہد موسی کیطرح دریا خون
گر میری آنکھین نہ ضبط اکدم کرین خونناب کو
ہی یہ وحشت مجھ سی شب ہای جدائی مین اوسی
شعر مین ہے مینی دشواری سے باندھا خواب کو
وصل مین بھی جست جوی یار ہیان غفلت سی ہے
عین دریا مین ہی گردش جسطرح گرداب کو
ہوگیا عشق لب دلدار مین مجکو جنون
ہی یہ بیماری تپ عناب لب کی ای طبیب
مفسد خون کردیا ہے بخت نی عناب کو
نسخہ تبدیل مین لکھ دانہ عناب کو
اے مسجد مجکو سنگ آستان یار ہے
دیکھ پایا کیا کہین مہ رو کی ابرو کا ہلال
سجدے کرتا ہون اوسی دروازے کی محراب کو
چرخ نے جو سر جھکایا ہی خم محراب کو +
عقل اپنی عشق غارت گر کو کیا ہو سد راہ
شائق دیدار حسن بحر خوبی ہے کہین
روک سکتا ہی بھلا دربان کوئی سیلاب کو
بی سبب کب پیر دی گریہ کی ہی سیلاب کو
اسقدر ہی اہل دنیا مین ذلت کا رواج
آہ آتش ناک کھینچون سوز ہجران سی اگر
بس ہو تو مثل صدف باندھین گرہ مین آب کو
آتشین گردون مین بحر خضر پر آب کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

۱۵ جوش طوفان ہو میری گریہی گر خونناب کو
ہالہ ہی گرداب ہو جائے نکیون مہتاب کو
اوس ہمای حسن سے ہی مجکو دوری راتدن
صرف شب بھر فرقت معشوق ہی سرخاب کو
سبزہ خط کا دہیان جو رہتا دل مضطر مین ہے
ہوگئی اکسیر کی بوٹی گویا سیماب کو +
چادر بستر ہوی منقوش اشک چشم سے
نقش کاری کا ہنر ہی قطرہ خونناب کو +
انتظاری مین کھلی آنکھین ہین اوسی
خانہ چشمون مین کھون نیند شب بھر خواب کو
کون ہی آسودہ خاطر دیکھہ بحر دہر مین
رات دن رہتا ہی چکر حلقہ گرداب کو
ہی یہ بیماری تپ عناب لب کی ای طبیب
ہے بخت نی عناب کو
نسخہ تبدیل مین لکھ دانہ عناب کو
دیکھہ پایا کیا کہین مہ رو کی ابرو کا ہلال
چرخ نے جو سر جھکایا ہی خم محراب کو +
شائق دیدار حسن بحر خوبی ہے کہین
بی سبب کب پیر دی گریہ کی ہی سیلاب کو
آہ آتش ناک کھینچون سوز ہجران سی اگر
آتشین گردون مین بحر خضر پر آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
اگر اوسکی جگہہ پر ہوتی آنکھہ اپنی تو کیا ہوتا		جو دیکھین اے کمان ابرو ہماری زخم سینہ کے
بحسرت دیکھتے ہین ہم درجانان کے روزن کو		الٰہی چشم بنیادی میری تیرون کے روزن کو
موافق حوصلہ کے سمجھے ہین سب تنہ جانان		میرا وہ غیرت خورشید جلوہ گر ہے ایوان مین
کہ ذرہ چاہتے ہین مشرق خورشید روزن کو		ضیا ہی نور حسن اوسکی سے دیوار دنکی روزن کو
برنگ زخم بے دردی سی تو خندان ہے اے قاتل		نہو نور بصیرت کور چشمون کو کبھی حاصل
ہماری زخم نے پر خون کیا ہی چشم سوزن کو		لگانا سرمہ کاکب نور بخشتی چشم سوزن کو
بنا دی نشہ مے اوسکو بھی آتے ہی تہ والا		بھری شوریدہ سر آوارہ ہر سو گشت ہیمان مین
جو پھینکے مے کدہ مین محتسب سنگ فلاخن کو		میری جوش جنون کا ہے اثر سنگ فلاخن کو
نہین تاب سخن آگے مسی مالیدہ ہونٹون کی		چمن مین سوز گلروسے جو شعلہ آہ کا نکلا
زبانین بھی اگرچہ منہ مین دی خالق نے سوسن کو		سیہ رنگی ہوئی اوسکی دخان سی روی سوسن کا
چھڑی دیکھی جو اوس شاخ چمن کے دست نازک مین		کرینگی قتل دم بھر مین کبھی اے مرغ دل تجکو
بھلا یا بلبلان باغ نے شاخ نشیمن کو		کہ قاتل کی نہ شاخ تیغ کر اپنے نشیمن کو
سمائے ہم کہان اوسکی نظر مین یکدن لیکن		سوا اوسکے کسی سے یار و کب ہی ربط یاری کا
غبار اپنا بس از مردن ہے سرمہ چشم دشمن کو		عبث ہی بدگمانی مجھسی دل مین جان کر دشمن کو
خمار اکدن نہ ٹوٹا ہی سبو جز چرخ مینائی		رکھین ہم شیشہ تن کو جو پر صہبای وحشت سی
بجائے جام یان گردش ہی سنگ فلاخن کو		نکیون اپنی کلوخ گل سی ہو گردش فلاخن کو
گریبان چاک ہین اب تک سناتھا میرا اک نالہ		غم فرقت مین ہمدم کی ہوا جو رنج تنہائی
ہنسی مین گل اوڑادیتی ہین بلبل میری شیون کو		دل پر درد نے ہمدم کیا ہے شغل شیون کو
بھلا جز از غزل خوانی ہو مجھسے کام کیا ناسخ		اگر ہو مرغ دل افسانہ گو درد جدائی کا
بجز نالہ نہین آتا ہی کچھ مرغ نوازن کو		نہ تاب دم زنی ہرچند ہو مرغ نوازن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی
مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجران کی		نہین رکھتی کدورت صاف رو ہرچند کچھ دیر
بنایا شمع بزم فکر ناسخ طبع روشن کو		کہین لگتا ہی زنگ آئینہ خورشید روشن کو
رسائی ہی متاع حسن تک کب دست دشمن کو	۱۹	نہ تاب پایمالی مژہ کی ہے دست دشمن کو
نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت سے خرمن کو		رکھے دامان مین اپنے دانۂ اشکون سے خرمن کو
بیان کیا ہی جو پھیلائی ہے تو ای برق دامن کو		ملی ہے اشک شوئی چشم تر کی جسسے دامن کو
اگر چاہی او ٹھالیجائے چونٹی میری خرمن کو		کیا ہی اوسنے جمع دانۂ اشکون سے خرمن کو
تصدق کی لیے دیکھا جو اپنی روی روشن کو		دیی کیا روشنی حق نے چراغ چشم روشن کو
چراغ آفتاب اوسنی بنایا ظرف روغن کو		کہ دخل اوس جا نہین ملتا سیہ بختی سے روغن کو
وہ مسی مل کے ہونٹون پر اگر جاتا ہی گلشن کو		رخ رنگین سے اوسکی خار ہی گلہای گلشن کو
بنا دیتا ہی دود آہ سوزان شاخ سوسن کو		مسی مالیدہ لب سی لب گری ہی برگ سوسن کو
ظہور حسن اگر چاہی نہ عاشق کو رولایا کر		سیہ کارون کی کب جا ہین مدد و صاف باطن ہین
چھپا دیتا ہی باران دیکھہ مہر و ماہ روشن کو		کہ روغن کی نہین حاجت چراغ ماہ روشن کو
عجب کیا ہی جو انسان صورت دیوار حیران ہن		روان رہتی ہین آنسو اتدن اس چشم گریان سے
تجلی اوسکی رخ کی بند کردی چشم روزن کو		گمان ہی آب ریزی کی ایسی فوارہ کی روزن کو
اگر طول امل ہو قطع ہی ترک لباس آسان		لگائے زخم سوزان پر میری جراح گر ناخن
کہ رشتی کے بدولت ربط ہی کپڑی سے سوزن کو		جلائے کیون نہ سر گرمی سورش نارسوزن کو
کرے تیری مسی مالیدہ ہونٹون کی ثنا خوانی		مسلی لیدہ ہونٹون پر چمکتی پان کی رنگت ہی
خدا نی اسلیے اتنی زبان دی دین ہین سوسن کو		رنگا ہی رنگ گل سے خوشنما کیا برگ سوسن کو
اگر مضمون باندھون چار دن دندان جانان کی		دُر دندان کا میری کیا لب یاقوت گون دیکھا
زمین شعر سی کردون خجل ہیری کی معدن کو		کہ کھانا خون دل حسرت سی ہی لعلون کی معدن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
چبا کر پان ظالم نے کیی گلگون لب و دندان		تیری یاقوت لب کی گر صباحت سن کی دیکھے
بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی معدن کو		نکیون خجلت سی حسرت دلمین ہیرے کی معدن کو
در و دیوار جانان سی لگی رہتی ہے آنکھ اپنی		محل کا ہر مکان نور رخ مہ وش سے روشن ہے
بنایا چشم مینا ہمنے اب ہر چشم روزن کو		بنایا مشرق خورشید دیوارون کے روزن کو
رگون کا جال ہے اب لاغری سی زیر پیراہن		ہوا ہی جوش سودا کیا کہین حسن پریرو کا
پہنتا ہے کوئی زیر قبا جسطرح جوشن کو		بنا جو طوق گردن حلقہ زنجیر جوشن کو
جہان مین جتنے عمدہ ہین سیاہی اون پہ غالب ہی		جو دل مین بوسہ چاہ ذقن کی تشنہ کامی ہے
طلا و نقرہ پر ہی فوق جیسے تیغ آہن کو		کیا خشک اوسنی قاتل کے لیی اب تیغ آہن کو
حسینون کو تلاش رزق کب ہوتی ہی غربت مین		ضرر کچھ نیک طینت کو نہو آتش مزاجون سے
لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو		جلا سکتی نہین ہی برق خاطف مہ کی خرمن کو
دو فور بادہ خواری تک یہان بنیاد ہستی ہے		بگڑ کر جلد گر جائے کہ ہی تعمیر خام اسکی
مرمت ہوتی ہے سیلاب سی کاشانۂ تن کو		بنایا ہی جو آب و گل سی اس کاشانۂ تن کو
لٹک آئی جو بازو پر کوئی لٹ زلف پیچان کی		عقیق لخت دل ای لعل لب کھوائیے اوسمین
کیا سونا سو گند اوسنی تیری سونے کے جوشن کو		ہو زینت پارۂ یاقوت سی سونے کے جوشن کو
نکیون بندہ رقیبون کو جلائی ای تو ہر دم		کرے گی ایک دن یہ قتل شمشیر قضا سبکو
جہنم مین خدا ہی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو		دم نصفت سی سمجھے ہی برابر دوست دشمن کو
کسی صورت سی جنبون مین الفت ہو نہین ممکن		ہوا ہی ان دنون ایسا اثر جذب سیہ بختی
عداوت ہی بہم تیغ و سپر کی اب روغن کو		کہ شب کو روشنی کب ہو میری چربی کی روغن کو
گریبان سحر مین جیسے ہی رنگ شفق لازم		بہار باغ کیا دیکھون گل تر اشک رنگین نے
نچھوڑی گا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو		کیا ہی تختۂ گلزار ہر اک پاٹ دامن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرونی
ہوا ہی شوق اوس گل کو بہت حمام جانی کا		پکائی نان ہہ پر پڑ گئی ہے داغ سی چتی
شرف گلہای گلشن پر ہوا خاشاک گلخن کو		ہوئی رنگ شفق سی آتش ہی گردون کے گلخن کو
کسی پر مجھہ سی دنیا مین ستم دیکھا نہین جاتا		ستم ظالم کا ہو روشن دلون پر نرم دنیا مین
بجاے شمع کاٹین اہل محفل میری گردن کو		کہ کاٹے شب کو روشن شمع کی گلگیر گردن کو
جو ہوتا وصل قسمت مین نہ پھرتا یون مین مجھے		ہی نجم طالع گردش مین کیا اوس چشمونکی گردش سے
کہ طالع سبکی ہین معلوم اوس طفل برہمن کو		ہی گر کاشکے پوچھین ہم اوس طفل برہمن کو
وطن مجھہ بیقرار عشق سی چھوٹا تو بس چھوٹا		اوبل کر لخت دل آئی جو بیتابی سی چشمون مین
نکلکر جا نہین سکتا ہے پھر سیماب معدن کو		کیا کان بدخشان ہمی اس ہیری کے معدن کو
فلک کی سرد مہری سی ہوا ہی انقلاب ایسا		مری دل کی ہوائے آہ سرد اوسکو جو لگ جائے
بناتا ہی زمستان رشک گلشن جیسے گلخن کو		عجب کیا شل یخ جو سرد کردے سوز گلخن کو
سر شوریدۂ ناسخ پہ احسان آخری ہوگا		اوٹھائے شور شیون کو پڑی گر آب مین ہرچند
بنائینگی جو سنگ گور کان سے اسکی مدفن کو		وہ سوز غم سے سرگرمی ہی میری خاک مدفن کو
لگا دی شعلہ عارض سی گر وہ آگ گلشن کو	۱۵	ہوا ہی عشق اوس گل کا کہین کیا دلمین گلشن کو
کباب و سیخ سمجھین بلبل و شاخ نشیمن کو		کیا جو خار نیست گل سے ہی بستر نشیمن کو
پس از مردن تو مشت خاک چھولی تیری دامن کو		پکڑتی ہے جو خاک اوسکو جھٹک دیتا ہی دامن کو
قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچا کر میرے مدفن کو		چلی ہے یار دشمن خو بچا کر میرے مدفن کو
وہ اکسیر تپش غم ہی کہ اپنی آہ سوزان نے		یہ حسن سیم تن کا معجزہ ہی کیمیا ساز و
طلائی ایک دم مین کرد باز نجمہ آہن کو		کف پای حنائی سے طلا کرتا ہے آہن کو
چڑھائی ناوہ مژگان سمجھکر کشتۂ کاکل		خط نورستہ کے غم مین ہوا جون ہی تن لاغر
غزالان بیابان نے جو دیکھا میری مدفن کو		تو کافی روزن مور ہونیکو نکر میری مدفن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرشتی
ناتوان ہوکے جہان مین رہون ایسا ناسخ		ہووے بیمار محبت کو نہ صحت ہرچند
کہ مری پاؤن سے چونٹی کو بھی آزار نہو		داروی علیلسے بھی دفع یہ آزار نہو
نہین آہن رہا کھینچو جو مین ہر ایک آہن کو	۱۵	ہوا تیغ و سپان سی ربط باہم چوب و آہن کو
تری تلوار سی الفت ہی قاتل میری گردن کو		ہوئی یون خنجر قاتل سی الفت میری گردن کو
ملی ہے حسن سے وحشت کرون کیا طوق آہن کو		گلے مین پہنے کب یہ قمری دل طوق آہن کو
وہ اپنی کاکل پیچان سی باندھی میری گردن کو		کٹائے سرو قد کی خنجر مژگان سی گردن کو
جنون سبکو ہی تجھیر ہوگی اب بخیر کی خواہش		نہ بت خانہ مین جا بت پرستی کو اوسی پوجے
بجاے سبحہ و زنار ہر شیخ و برہمن کو +		نظر آئے بت کافر کی صورت گر برہمن کو
جو منت کش ہین بہر غیر منعم اونسے دنیا مین		مرا سرور وان گر سر کو جای گا رستان مین
جھکائے کیون نہ پیش جام تیشہ اپنی گردن کو		جھکائے سرو رعنا سرنگون کرانپی گردن کو
خرابی ایک کی تو دوسرے کی یان ہی آبادی		ہو کس شعلہ رو کا سوز پیدا دل مین سوزن کے
بناتا ہی فلک تربت گر اکر خانہ تن کو +		جلایا آتش غم سی جو کھا کھا داغ ہی تن کو
ہوئی اوسکی کف پا سیر صحرا مین جو نور افشان		مین دیکھون آنکھ سی پردہ نشین کا حسن در پردہ
وہین جادہ کنارہ ہوگیا صحرا کی داسن کو		اگر تا رنظر لگ جای میرا اوسکے داہن کو
نظر آتا ہے یہ اوسکی شعاع حسن کا عالم		مری چشمون مین کر جلوہ کہ دیکھی غیر کب تجکو
کہ سب کہتے ہین پردہ کو کرے گا اوسکی چلمن کو		در دیدہ پہ آویزان کرون مژگان سے چلمن کو
نہ کیون ای شہسوار اپنا رکھون سر زیر سم ہر دم		اسی سے جوڑ کر ہم ہات سر اوسکو جھکاتی ہین
کہ مین سمجھا ہون محراب عبادت نعل توسن کو		زمین بر سیخ کا سمجھا سہ نوک نعل توسن کو
ہوا گلگشت مین بے یار ایسا جوش رونے کا		کہین گلگشت مین وہ رشک گل دیکھا ہی بلبل
گرایا سیل اشک سی دیوار گلشن کو		خلیدہ خار حسرت ہو جو دل ریشی ہی گلشن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرخوشی
شور محشر ہو اگر نالۂ زنجیر کی جا	راحت جان سہی دل دل کری شب خوابی اگر
پاے خوابیدہ ہمارا کبھی بیدار نہو	شورش صور سی دن حشر کو بیدار نہو
چشم و ابرو کا ہون عاشق پڑھون جاکی نماز	جوش مستی ہی مجھے بوسۂ میگون لب سے
پاس مسجد کے اگر خانہ خمار نہو	عزم مے نوشی سوے خانہ خمار نہو
تیری دیوار کا روزن جو نہین ہوتا بند	وہ ہی زنجیر جنون مین مری شور محشر
کسی مہجور کا یہ دیدۂ بیدار نہو +	صاحب گور کی کیا تاب جو بیدار نہو
خود فروشی جو ہو منظور تجھے او کافر	گریۂ ہجر سے بے قدر ہوے گوہر اشک
کوئی یوسف کا زمانے مین خریدار نہو	جسکا جز درد جگر کوئی خریدار نہو
بغل گور مین کانٹا سا کھٹکتا ہون مین	تپ ہجران سی ہے لاغر تنی جون کاہ مجھے
اسقدر بھی غم فرقت سی کوئی زار نہو	کیون ہوا سے یہ پریشان تن زار نہو
گلعذارون کو جو مدفون نکرین قبرون مین	جانہ عریان کہ گل حسن کو لگجاے نظر
سطح خاک سی پیدا کبھی گلزار نہو +	چشم و دید کو وان نرگس گلزار نہو
نکلی نالون کی ہوس دل سے ہماری کس شکل	شیرین سخنی کا ہو پھر کس طرح وگانغمہ سرا
تیری سوفارون مین گر صورت منقار نہو	نوک خامے کی اگر طوطے کی منقار نہو
ہی جو وصف لب شیرین مین مری کلک کا حال	گریۂ چشم ہے اشکون سے گہربار ہر دم
نیشکر بھی کبھی اسطرح شکربار نہو	ابر نیسان کبھی اسطرح سے دربار نہو
چھوڑ دی رسم عیادت ہی جو اوس گل کا خیال	حال دل کہنا عیادت کو جو یار آجاتا
غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہو	مرض عشق کا یارو کوئی بیمار نہو +
جس پری کی نظر آتی ہی مجھے زلف دراز	فیض روشن دلون سے ہو نہ سیہ بختون کو
شبہ ہوتا ہے ترا سایۂ دیوار نہو	پرضیا خور کا کبھی سایۂ دیوار نہو +

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرو لکھنوی
گئی ہے کیسی زمانہ سے رسم سرگرمی		نہ داغدار جگر جس سی ہو وہ سوز ہے کیا
عجب نہین ہی جو پتھر مین بھی شرار نہو		کب آبدار ہے شعلہ اگر شرار نہو +
نہ ہنسنے سی کبھی ہم راز پوش واقف ہون		جون لوہ دل چھنا تیز نگاہ گلرو سے
بر نگ غنچہ جگر جب تلک فگار نہو +		کہ ایسا غنچہ کا سینہ کہین فگار نہو
تری مژہ کی جو تشبیہ اوس سی ترک کرین		یہ زخم وہ ہی کہ مرہم سے بھی نہو اچھا
کسی کے تیر سے کوئی کبھی فگار نہو		جہان مین تیر مژہ کا کوئی فگار نہو
دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر		جو آب بحر سے تن کو کرے صفا گوہر
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہو +		تو پھر بھی اشک کی گوہر سے آبدار نہو
ہوس عروج کی لیجائین گر نہ دنیا سی		وہ پائمال کیا زور نا توانی نے
کبھی بلند ہوا سے کوئی غبار نہو		کہ سر بلند ہوا سے مرا غبار نہو
کمال صورت بے درد سے تنفر ہے		ہوا ہے سر مین مرے سودا عشق گلرو کا
نہ دیکھین ہم کبھی اوس گل کو جسمین خار نہو		تو فصد پای کو نشتر عجب کیا خار نہو
ہزارون گور کی راہین ہین کانٹی ناسخ		ہو چند روز مین روز وصال بھی حاصل
ابھی سی روز سیہ مین تو بے قرار نہو		شب فراق مین ہر چند بے قرار نہو
۸۹		
اہل حرفہ مین جو بت اونکا خریدار نہو	۱۴	جس حسن کا کب کوئی خریدار نہو
جوش سودا کہین ای دل سر بازار نہو		نقد جان مول دین کیون گرمی بازار نہو
بس دلا اب کسی گیسو کا گرفتار نہو		دل سودا زدہ کاکل مین گرفتار نہو
قید ہستی مین تو ہی اور گرفتار نہو		اور رفتار پہ بھر اوسکی گرفتار نہو
ہو کی داخل جو نکلتا نہین پھر کوئی بشر		دلربائی مرا دل لیکے دل آزاری کی
زاہدا خلد کہین کو چہ دلدار نہو		جسمین دلداری نہو وہ کبھی دلدار نہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
چشم تر ہر گز خیال دست رنگین مین نکھون		آب دریا مین کری گر غسل جا کر سبز رنگ
صورت شاخ حنا ہر شاخ مرجان سبز ہو		گلبن گلشن کیطرح نخل مرجان سبز ہو
فیض ظالم سے نہین پایا کسی نے غیر ظلم		خاکساروں ہی دلا ہوتی ہی سرسبز نصیب
آب خنجر سے بھلا کب کشت دہقان سبز ہو		خاک مین دانہ ملی جب کشت دہقان سبز ہو
سبزۂ خط کی مضامین آسمین باندھی ہین تمام		لکھون ہرچند سبز رنگ کی سبز پوشاکی کا وصف
ہی بجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو		برگ سبزہ کیطرح ہر سطر دیوان سبز ہو
مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو	۱۴	کیون شوق بوسہ لب میگون کا اے یار نہو
نہین ہی نشہ کی کچھ قدر گر خمار نہو		یہ بادہ شیرین ہے وہ تلخی خمار نہو
نہ روی تا کوئی عاشق یہ حکم ہے اوسکا		جو دیکھے بزم مین پروانہ سوز دل میرا
کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہو		برنگ شمع نہ کیون پھر تو اشکبار نہو
جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی		کشادہ چشم نہین بے سبب یہ آئینہ
کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہو		کہین اوسی رخ جانان کا انتظار نہو
ذقن ہی سیب تو عناب ہی لب شیرین		وہ بوستان مین نہ کیونکر ہو نخل بید تو قمر
نہین ہی سرو وہ خوش قد کہ میوہ دار نہو		برنگ بید جو زنہار میوہ دار نہو
وہ ہون مین مورد نفرت کہ در کنار ہی یار		برنگ موج نہ کیون بے قراری ہو دلکو
پئے نثار کبھی گور ہمکنار نہو		وہ بحر حسن اگر مجھ سی ہمکنار نہو
نہ آئے کنج لحد مین بھی مجکو خواب عدم		تو اوسکی سامنے مشاطہ رکھ نہ آئینہ
اگر سرہانے کوئی خشت کوی یار نہو		کہ دیکھکر وہ کہین محو حسن یار نہو
برنگ حسن بتان ہی دل شگفتہ میرا		یہ داغہای جگر سے مری کھلا گلزار
جو اس چمن کو خزان ہو تو پھر بہار نہو		فسردہ باد خزان سے کبھی بہار نہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرو ہنی
خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو مہ جلنے لگا	سرو بستان بجودی سی جائی جامہ سی نکل
گر تری پوشاک ای سرو چراغان سبز ہو	سبز خامہ سی اگر سرو خرامان سبز ہو
سبزۂ رخسار جانان عکس افگن ہو اگر	عارض زیبا پہ اوسکی جلوہ گر ہے سبز خط
آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو	کیا عجب سایہ سی اوسکے روی جانان سبز ہو
قسم باذنی ہر دل مردہ کو ہے آوازے	تر دماغون سی نہ فیض ہو خشک مغزون کو کبھی
آب حیوان سے خداوندا نیستان سبز ہو	حشر تک کب آب باران سے نیستان سبز ہو
کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے	سبز رنگ کی سبز خط کا دلمین گر آئی خیال
تا سنبل کیطرح میری رگ جان سبز ہو	کیون نہ شاخ نخل ریحان سان رگ جان سبز ہو
آگیا ہی یاد رونے مین کسی کا حسن سبز	گر خرامان ہو شب مہتاب مین وہ سبز رنگ
اشک آنکھون سے اگر پونچھون تو دامان سبز ہو	چاندنی کا عکس سے کیونکر نہ دامان سبز ہو
مرہم زنگار رکھہ میرے دل پر داغ پر	گر مرا سرو روان بہر تماشا جاے وان
ہی طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو	سرو آسا عکس سے سرو چراغان سبز ہو
دیکھتا ہون مین کسی کی سبزۂ خط کی بہار	سبز رنگ کی حسن کا رکھتا ہو نمین چشمہ نمین دہ حیوان
کیا عجب مانند خط گر میری مژگان سبز ہو	آب اشکون سی نکیون دامان مژگان سبز ہو
تیری موہنکی سامنے ہو جای گل کا زرد منھہ	لٹکی بل کھائی ہوئے ہی دوش پر زلف سیاہ
آگی زلفون کے نہ ہرگز سنبلستان سبز ہو	مر گیا غم سی سیہ کب سنبلستان سبز ہو
عکس گل سے ہی شراب لعل گون ہر میز	ہی تپ غم ہجر گلرو سے جو رنگ جسم زرد
کیون نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو	زرد رویون کا صبا سی کب گلستان سبز ہو
روتی پھرتے ہین جہان مین اسلیے ہم شلار	گر ہوا آہ آتش گون کو تیری جا اودھر
شاید اشکون سی کہین گور غریبان سبز ہو	خشک ہو کب سبزۂ گور غریبان سبز ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی
شعلہ زن ہے آتش رنگ گل رخسار یار		آتشین رخسار سی جو قرب رکھے مو بمو
کیون نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہو		کیون نہ مثل مشک پھر زلف معنبر خشک ہو
دیکھکر آغاز خط اوس گل کی آنکھین تر ہوئین		اک نظر دیکھی جو آب آئینہ زانوی یار
کیون بنا یا آئینہ دست سکندر خشک ہو		جوہر آئینہ سان چشم سکندر خشک ہو
تو جوای سرو روان گھر کو چلے گلزار سے		وقت شب خوابی جو دیکھے زیب حسن گلبدن
سوز غم سے ہر شجر مثل مشجر خشک ہو		آتش غم سے کیون فرش شجر خشک ہو
تر پسینے سی جو دیکھے تیر اروے آتشین		لوث عصیان سی رکھون ہون بقدر تردامنی
کیون نہ شعلے کیطرح دم مین گل تر خشک ہو		نار دوزخ سی نہ میرا دامن تر خشک ہو
بھیجو اوس صیاد کو نامہ تو ماری خوف کی		اوسکی بازو پر جو باندھون نامۂ پر سوز کو
مثل مرجان جسم مین خون کبوتر خشک ہو		کیا عجب خون رگ بال کبوتر خشک ہو
چار باغ جسم مین ای آب جوہی اشک و آہ		یاد کر گر اوس قد رعنا کو دون باغ مین
نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو		عمر بھر ہرگز نہ پھر نخل صنوبر خشک ہو
چشم تر کو گرمی داغ جنون سی کیا ضرر		خنجر ابروے قاتل سے ہوا ہون ذوالفقار
تا لش خورشید سی گرداب کیونکر خشک ہو		خون روان ہی زخم پھر مرہم سی کیونکر خشک ہو
میری آنکھین روتی ہین ناسخ اسی افسوس مین		آبداری چشمۂ کوثر کی تھی زیر قدم
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو		حیف ہی ہرچند لب دہن پیمبر خشک ہو
۱۴ جو رو دون خرمن ماہ درخشان سبز ہو	۱۵	ابر سی کب خرمن ماہ درخشان سبز ہو
چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو		آب پاشی چشم تر سی کشت دہقان سبز ہو
لخت دل غنچون سی پیدا ہون بو رنگ گل		قمریو رو دون جو اوس سرو روان کی یاد مین
گر ہماری ابر مژگان سی گلستان سبز ہو		خار صحرا کیون نہ جون سرو گلستان سبز ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
بادہ گلگون ہو بی ساقی الٰہی مجکو آگ	شعلہ رد کا وقت مے نوشی ترے گر اوسپہ عکس
چشمۂ خورشید سان لبریز ساغر خشک ہو	آگ لگجائے نکیون لبریز ساغر خشک ہو
تب تو جانے گا تو مجکو بے گنہ مارا گیا	عکس پڑجائے جو حسن عارض پرتاب کا
گر قیامت تک نہ خون چشم جوہر خشک ہو	آبداری آئینہ کی مثل جوہر خشک ہو
بخت بد نے آب دریا کو کیا آب روان	گر مری تشنہ زبانی کا اوسی آجای دھیان
میری قسمت سی مبادا حوض کوثر خشک ہو	جون لب تفسیدہ آب موج کوثر خشک ہو
ہی گرہ مین قابل نقصان متاع مسکان	لعل لب گر دست رنگین مین دُر پر آب لے
تنگ چشمی سے نہ کیونکر آب گوہر خشک ہو	آتش رنگ حنا سی آب گوہر خشک ہو
کون پانی حلق مین اوسکی چوآئی وقت تزع	جو کہ کم قسمت تولد ہوا ہی دایہ دہر مین
جسکے ہوتی ہی تولد شیر مادر خشک ہو	کیون نہ کم رزقی سے اوسکی شیر مادر خشک ہو
جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز تر زبان ہوتے نہین	سوز ہجران نے کیا ہے خون تن کو آتشین
کیون نہ خون ریزی سی آب تیغ و خنجر خشک ہو	قتل گر قاتل کرے تو آب خنجر خشک ہو
گر یہی منظور ہم رندون کی آنکھین تر نہون	پیکر شعلہ ہون مے نوشی کرون گر ساقیا
فصل گل مین ایک دم ساقی نہ ساغر خشک ہو	ہات مین میری نہ کیون پرمے کا ساغر خشک ہو
گر کری زاہد وضو تاثیر رند خشک سے	اوس گل تر کی تپ ہجران کا دل مین سوز ہو
موج دریا خار ماہی کے برابر خشک ہو	کیون نہ تن خار گلستان کی برابر خشک ہو
گر پسیجی میری نالون سی تو پھر ای سنگدل	ایک قطرہ اشک چشم تر کا گر اوسپر گرے
ہی یقین مانند یخ ہرگز نہ پتھر خشک ہو	ہو رطوبت کی سرایت پھر نہ پتھر خشک ہو
دھوئی دریا مین اگر تو اپنی زلف عنبرین	کاکل مشکین کا تیری سر مین سودا ہی اوسے
شکل موج ریگ غم ہی موج عنبر خشک ہو	سوز غم سے پھر نہ کیونکر روی عنبر خشک ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرخوشی
گرتے ہین تاری کر ملک شب تاب کیطرح	لغنی سے دشمنون کی تو دشمن ہوا ہی کیون
کرتا ہون آہ گرمین شب ہجر یار مین	گاہی گروہ یارون مین تیری تھا یار مین
بی لطف وہ مزہ ہی نہو جسمین لخت دل	گل کھاؤن تیری عارض گلرنگ پر نکیون
روز ازل سے ربط ہی گل اور خار مین	رشک چمن ہی حسن ترا اور خار مین
اوس سرو قد کا دست حنائی ہی شعلہ زن	اوس شعلہ رو کی سوز سی ہے آہ آتشین
یا آگ لگ رہی ہے یہ برگ چنار مین	شعلہ زنی نہ ایسی ہو نخل چنار مین
بی یار خم مین یون نظر آتی ہے موج مے	گریہ کی آب اشک سی پر کیون رہین نہ چشم
جسطرح اژدہا کوئی پھرتا ہو غار مین	دیکھو قیام آب کا رہتا ہے غار مین
گر آنکھ ہی تو باطن انسان کی دید کر	میری جو لاش لی تھی پر پروی دوش پر
کیا کیا طلسم دفن ہین مشت غبار مین	اوڑنے کی خاصیت ہوئی پیدا غبار مین
ناسخ وہ محو عشق ہون سمجھون مین زلف یار	ہر چند زیست مین رہا تھا دل پہ بار غم
بہر عذاب سانپ جو آئے مزار مین	مرنے پہ مار گل ہوا تن پر مزار مین

غزلیات ۱۸	ردیف واو نمبر ۱۲	ابیات ۲۶۹

تشنگی سے گر مرا حلق اے سمندر خشک ہو	۲۱	برق سوزان کی نہ گرمی سی سمندر خشک ہو
آئینہ سی چشمہ حیوان فسردون تر خشک ہو		سوز شوق دل سے نہ ہرگز دیدہ تر خشک ہو
تر جو دیکھی تیرے ہونٹھونکو شراب لعل سے		سوز غم سی خاک تربت مین رہیگی وہ تپش
کیون نہ پھر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو		ابر گر برسے تو قطرہ مثل اخگر خشک ہو
دل شکستہ گلشن عالم مین ہون اے شبنگر		کھینچے گر نقاش نقشہ دیدہ تر کا مرے
صورت شاخ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو		کاغذ تصویر کا ہرگز نہ پیکر خشک ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
دامان بھی ہوا ہے گریبان کی ساتھ چاک		اوس گل بدون باغ مین ہر چند جی جلے
گل برگ ناسخ اوڑتے ہین باد بہار مین		گل ہین چراغ روشن گل کی بہار مین
تڑپا کرونگا حشر تلک مین مزار مین	۱۵	مثل ستار ہی ہمین نالہ مزار مین
یارب نہ موت آئی مجھے ہجر یار مین		نکلی ہے یہ صدا کہ ہوا ہجر یار مین
واعظ نہ منع بادہ کشی کر خمار مین		پھر دردسر نہ گیونکہ ہو مے کے خمار مین
خون ہو حلال مے ہو حرام اضطرار مین		سر خم مین بیٹھی موج سی مے اضطرار مین
آنکھین بتون کی لگ گئی ہین زلف یار مین		دل جا بسا ہی مشک ہوئے زلف یار مین
کیونکر نہو مقام غزالان تتار مین		کب جا کی مول مشک ہون ملک تتار مین
آوارہ مثل گرد ہون ہر رہگزار مین +		افتادہ خاک ہو کی ہوا رہگزار مین +
سو پنی عنان صبر کف نی سوار مین		دامن تک ہون رسا تیری ای شہسوار مین
کیا خوش ہون وصل شاہد ناپائدار مین		جیتے ہی رہنا خانہ ناپائدار مین +
ہے خاک گرد باد کی صورت کنار مین		مر کر تو قبر ہی کے رہیگا کنار مین
ڈوری نہین ہین نشہ کی چشمان یار مین		جرأت ہی ایسی آہوی چشمان یار مین
آہو اسیر ہو گئے دام شکار مین +		بزُ جانتا ہے شیر دلون کو شکار مین
رویا لپٹ کی مین تو لگا کہنے ہنس کے یار		دست جنون تو سنگ فلاخن نہ پھینکنا
مانند ابر برق ہی تیرے کنار مین +		مین لی رہا ہون شیشۂ دل کو کنار مین
رونا ہی حسن سانپ نی ڈالی ہے کینچلی		روشن مثال شمع نہ کیون سطر نامہ ہو
موباف کیا ضرور ہی گیسوی یار مین		مضمون لکھون جو گرم غم سوز یار مین
جس نے یہ وہ سوار ہوا منیکر کیا		کیونکر نہ شوخ اوسکی سواری کا اسپ ہو
شیرین دائمان ہین یہ اوس شہسوار مین		ہین سرد شوخیان بھری اوس شہسوار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرخوشی
اہل جہان نے فرض کیا ہے مرا وجود		سوز جگر سے جل کے ہوئی خاک تھی کباب
شکل خطوط چرخ ہی جسم نزار مین		دم کی ہوا اوڑائی کوہے جسم زار مین
آلودگی سی در مین بچنا محال ہے		کفار کی طرح سے کرے قتل عاشقان
خون کافرون کی بھر گئے ہین ذوالفقار مین		جوہر نباہ کا کب ہے تری فرد الفقار مین
کھایا یہ زہر رشک ترے دانت دیکھکر		دندان کیا شعلہ رو کے اوسی آگے رنظر
دندان یار بن گئے دانے انار مین		ہین سوز غم سے آتشین دانے انار مین
کج طینتون کو خاک ہو صحبت سے راستی		تو ہی اوٹھائے اوسکو وہان سے عصای آہ
تھا اژدہا بھی ساتھ پیمبر کے غار مین		دل میرا گر گیا چہ غبغب کے غار مین
مضمون نگاہ یار کے لکھتا ہون مین اگر		کیا کام ہی فروغ چراغان نجم سے
بجلی چراغ بنتی ہی شب ہاے تار مین		روشن ہی شمع آہ کی شب ہاے تار مین
جوبن ہے پان پر گل صد برگ کیطرح		عہد شباب مین وہ گل حسن ہی نہ پاس
اونکو پسند رنگ خزان ہے بہار مین		افسوس آگئی ہے خزان کیا بہار مین
بارود مین لگا دی کوئی آگ جسطرح		بے چین کر دیا غم دلبر کے ہجر نے
کرتے ہی عشق دل نہ رہا اختیار مین		اب دل نہین رہا ہے مرے اختیار مین
مانند برگ گل نہو شعلے مین روشنی		گو قتل ہو کے تشنہ رہی ہم تو کیا ہوا
روشن کرون جو شمع شب ہجر یار مین		خون جگر سے آب ہوئی تیغ یار مین
موجین ہوا کی چلتی ہین مانند برگ کاہ		سودا مین زلف عنبرین سو کی ہوئی ہین ہم
سورنش یہ آج تک ہی ہماری غبار مین		یکسر ہو بوی مشک لحد کے غبار مین
کاغذ کی چاہو بال سمندر جو مین لکھون		ہی سوز دل مین آتشین رو کا اثر یہ دیکھ
مضمون گرم ہین قلم شعلہ بار مین		اخگر ہین مردمک چشم اشکبار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
سایہ نہ دھوپ مین ہی نہ آئینہ مین عکس ہی	غم مین جو بحر حسن کے روتا ہون رات دن
باقی نہین ہی خاک مری جسم زار مین	اب جون حباب آب نہین جسم زار مین
کھٹکا نہین جہان مین ملا حسب کو داغ عشق	اس داغ سوز عشق کی دائم رہی بہار
دیکھو کہ ایک خار نہین لالہ زار مین	پژمردہ گو خزان سی ہو گل لالہ زار مین
ہو مثل گرد باد بہم ربط خاک و باد	کیونکر نہ جل کے خاک مین ملجاے آب ابر
آئے سمند یار جو میرے غبار مین	سوز تپش ہے مر کی بھی میری غبار مین
یون گور مین ہی ساتھ ہمارے خیال زلف	کیون مار زلف جاے نہ سوے چہ ذقن
جسطرح اژدہا کوئی رہتا ہی غار مین	رہنا پسند اپنا کرے مار غار مین
دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو	شب ہاے تار مین رہی اوس صبح رخ کی یاد
آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین	تارونکی مثل چشم ہین وا انتظار مین
اوراق گل رگون سی جو مسطر کشیدہ ہین	گلرو کے ہاتھ پر نہین رنگ حنا رچا
رنگین غزل اک اور لکھون مین بہار مین	ہرچند برگ گل ہین یہ رنگین بہار مین
۱۴	
کھل کر ہوا ہون حسرت دندان یار مین	۱۵ خوشرنگ رنگ پان ہی دندان یار مین
ہون دفن روزن گہر آبدار مین	یا قوت کی چمک ہی در آبدار مین +
بان داغ زیب نخل بدن ہی بہار مین	کب عزم سیر باغ ہو فصل بہار مین
شعلے بجاے گل ہین درخت چنار مین	داغون سے گل کھلے مری تمثل چنار مین
مثل تدرو مرغ نگہہ کیون نہو نثار	فصل بہار مین اوگے گل لالہ قبر پر
مانند ماہ نو رہے اوسکے عذار مین +	دل پر ہین داغ ہجر غسم گلعذار مین
پر داغ سینہ ہو جو کرے ضبط سوز عشق	سنگین دلون کے عشق نے دیوانہ کردیا
لالہ بیان عیان ہے شہر کو مہیار مین	اب کے چلا ہے جوش جنون کوہسار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
یہ معجزہ ہے حسینؑ شہید کا ناسخ		کیا ہی خنجر مژگان نے دلکو خون ہرچند
کہ خاک ہوگئی سب خون ناب شیشے مین		بھرا ہی زخمون نے کیا خون ناب شیشے مین
خون کفک سی رنگ رگ گل ہی خار مین	۱۵	گل اشک سرخ سی لگے مژگان کی خار مین
پُرزی بزنگ گل ہے گریبان بہار مین		گریہ سی ہے چمن مرا جوش بہار مین
داغ جنون کھلے ہین میری جسم زار مین		گلرو کی غم مین لاغری سے جسم زار مین
حیرت ہی اتنے پھول لگے ایک خار مین		عالم مین فربہی کا سمجھتا ہون خار مین
ڈورا خلال کا نہین دندان یار مین +		وہ زیب اور صفائی ہے دندان یار مین
رشتہ پڑا ہے یہ گہر آبدار مین +		ہوا و نسے خاک آب دُر آبدار مین
جاتا ہی وہ جدھر کو یہ قدمون کے ساتھ ہی		دیکھین گی چشم نقش قدم میری اوسکا نہ
ریگ روان ہی خاک مری کوی یار مین		رہنی کی کب مجال نہین کوے یار مین
پہونچا وہ جب کہ دور مین پہونچا قریب مرگ		رگ گڑی زمین پہ باغ مین سر رشک سی ہی تاک
عمر روان کے طور مین رفتار یار مین +		مستانہ طرز تاکی جو رفتار یار مین +
ہے مجکو یہ اشارہ نوروز ابکی سال		مشاطہ مار زلف نہ چھو کاٹے گا تجھے
جز عشق زلف کچھ نکرون سال یار مین +		جز زہر اور کیا ہی بھرا چشم یار مین +
عاشق ہوا ہون دوستو مین اپنی شکل کا		ہو کیون نہ سنگ لوح لحد شکل آئینہ
میرا ہے عکس آئینہ روے یار مین		کشتہ ہوا ہون حسرت دیدار یار مین +
آنسو مین اسطرح ہی مرا جسم ناتوان		جسم صدف مین گر گرے اک اشک آتشین
رشتہ ہو جسطرح گہر آبدار مین		لگ جائی کیون نہ آگ در آبدار مین +
اک آن مین نوا ارش فندق سی ای پری		مطرب بجا کی وان کہو سب حال دل مرا
سونے کے تار ہوگئی میرے ستار مین		رگ جانکا میرے تار لگا کر ستار مین +

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرو ھنی
بنی ہے صورت فوارہ گردن مینا	نظر جو پڑ گئی اوس مست ناز کی اوسپر
ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین	تو جوش مستی مین آئی شراب شیشے مین
خیال ہے عرق روے یار کا دل مین	پڑا ہی عارض گلگون کا عکس کیا اوسپر
بکا ہی کھیے بھرا ہے گلاب شیشے مین	ہوئی شراب جو مثل گلاب شیشے مین
خیال یار مرے دل مین کیا ہی گھبرایا	جو آب آتشین اشکون کا جاے گر ساقی
ان پری کو بھی ہو اضطراب شیشے مین	تو مے کو جوش سی ہو اضطراب شیشے مین
جو دور جام ہو ساقی تو منھہ برسنی لگے	جو آب بادہ کا برسی دہن سے مینا کی
کف شراب نہین ہی سحاب شیشے مین	نہ سمجھون ساقیا پھر کیون سحاب شیشے مین
ہوا ہی صاف ہماری طرف سی دل اوسکا	نہ روبرو لب میگون کی لب کشائی ہو
کہ اوسنی لکھا ہی خط کا جواب شیشے مین	شراب ساقیا ہے لاجواب شیشے مین
خم شراب جو چیلی سے محتسب توڑے	لیا تھا بوسہ لب میگون کا جو مست ہوکر
تو روز حشر ہو اوس پر عذاب شیشے مین	ہوا ہے قید کا مے پر عذاب شیشے مین
کرینگی مست قناعت ہی مجکو بادہ فروش	نگاہ گرم سی دیکھا کیا آتشین رو نے
اگر شراب نہین بھرے آب شیشے مین	شراب ہوگئی جو مثل آب شیشے مین
جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دی ساقی	بھری جو دیدۂ تر مین ہین اشک کی قطرے
عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین	ہین شراب کی جا ہین حباب شیشے مین
دل رقیب مین سامان روسیاہی ہے	کرین گے منھہ کو تری سرخ نے سید زاہد
کہ جسطرح کوئی رکھے خضاب شیشے مین	شراب رکھین گے جائے خضاب شیشے مین
بغیر نشۂ مے سوون مین نہین ممکن	ہو نشہ مے سے جو غفلت غنودگی آئی
بجا ہی گر کہون ہے بند خواب شیشے مین	شراب کیا کہون گویا ہے خواب شیشے مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہمارے دلمین رہتا ہی تصور تیری نکھون کا
کھلی ہین پھول نرگس کے نہان شاخ صنوبر مین

نہین ہین یہ صنم بھولی جو چپکی بت سی بیٹھی ہین
چھپی ہین یون شرارت ہون شرارہ جیسے پتھر مین

نہین جلتا سر موہنرہ خط آتش رخ سے
تفاوت یان نہین بالون مین اور بال سمندر مین

گلا قاتل مین ہمنے کیا مزہ لے لے کے کٹوایا
مگر گھولا ہی قاتل قند تو نی آب خنجر مین

مرا رعنا غزال آکر لحد پر جا نہین سکتا
کہ ہی گلدام کا عالم یہان پھولون کی چادر مین

کیا ہی اوس سراپا نور کو تحریر خط ہمنے
بجا ہے باندھی گر بازو مرغ منور مین

لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزی کا
نہین معلوم کائی جم چلی ہی یا یہ کوثر مین

زبان دانتون تلے دابی جو اوسنے یہ نظر آیا
کہ ہی اک پارہ یاقوت بھی اس سلک گوہر مین

صفت مژگان مین اوسکی چشم وحشت را نہین ناسخ
کھڑا ہی کوئی آہو تیر باز ون کی پشت مین

غزلیات تصنیف ہر چند سرو ہنی

خود دیکھا گوہر ین جھوم سرمہ رو پہ یہ سمجھے
لگا ہی خوشہ پروین سر شاخ صنوبر مین

یہ سمجھے سنگدل کے رخ پہ ہین کب داغ چیچک کے
کھدی ہین دل ربائی کو یہ زیبا نقش پتھر مین

نکل اس چشمہ سی باہر ای طفل اشک ڈوبی کا
کہ ڈوبی مردم دیدہ ہین چشمون کے سمندر مین

گلہ قاتل کا کیا ہی چاہتی قربان بری اوسکی
نگر گھولا ہی قاتل قند تو نی آب خنجر مین

عجب نقاش ہے صنعت یہ دیکھو کلک قدرت کی
کہ کی ہی نقش کاری نجم سے گردون کی چادر مین

تجلی رخ رشک قمر کی ایسی روشن ہے
چمک ذرہ سی بھی کمتر ہے خورشید منور مین

جو میری چشم تر کا آشین وان پھونچا لگنے
تو جلکر سارا پانی خاک اوڑتی نہر کوثر مین

مسی آلودہ دندان لعل لب کی جب نظر آئی
ملمع آب نیلم کا ہوا دھوکا تھا گوہر مین

دل شیدا مقابل ترک مژگان کی ہوا ہر چند
سیاہی دل چلا تنہا لڑا ہی جا کے لشکر مین

بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
ادا رون مثل پری آفتاب شیشے مین

بھری نہین ہے پری نی شراب شیشے مین
کیا ہی ماہ نے بند آفتاب شیشے مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
عبث ہی ای دل پر داغ ارادہ کوی جانان کا		نہ صیاد ستمگر کی اسیری کا ہے ڈر جان پر
گذر طاؤس کا ممکن نہین ہے باغ رضوان مین		ہی مرغ دل کا میری آشیان گلزار خوبان مین
ہوا راہ طلب مین سست زہد خشک سی زاہد		گران جانی غبار قبسہ کو ہی ناتوانی سے
روانی کب ہی دریا کیطرح ریگ بیابان مین		بگولا اوٹھ سکی صرصر سی کب میری بیابان مین
یہی ہین اتحاد عاشق و معشوق کے معنی		کمال حسن سی حاصل عزیز و نقص عزت ہو
زلیخا کو ہو سودا اور یوسف جای زندان مین		ملی ذلت ہوا رسوا گیا یوسف جو زندان مین
ڈھلک آتی ہین رخسارون سے جو قطری پسینے کی		ہوئے ہین ہار کا کل تشنہ لب جو کھول کر مونھ کو
گہر بنتے ہین دریا کیطرح چاہ زنخدان مین		رکھین ہین چاہ جانی کی نہری چاہ زنخدان مین
تصور سیر گلشن مین جو آیا کوی جانان کا		دماغ ہی آسمان پر یون دوپٹا آسمانی ہے
بجای گل سر بریدہ داغ ہی اپنے گریبان مین		اور عالم ماہ نو کا ہے رکھے چاک گریبان مین
مجھے رقت جو دیکھا ہو گیا روپوش غصے سے		ملی خستہ دلون کو باغ دنیا مین نہ سرسبزی
کہ پنہان جسطرح خورشید ہو جاتا ہی باران مین		کہان ناسخ شکستہ ہو شگفتہ ابر باران مین
نہین ممکن کہ ہو اصلاح ظالم کی طبیعت کو		مری مرنے پہ زندہ رہ کی وہ کیونکر نہ روئی گا
رہی خون زیر خنجر گر بجھائین آب حیوان مین		کہ طفل اشک کو نہلایا ہمنے آب حیوان مین
نکالا کاروان خط نے بھی آگر نہ ای ناسخ		نکل سکتا عزیز و کاروان سی وہ کہان زندہ
مرا دل کیا بری ساعت گرا چاہ زنخدان مین		جو یوسف گر نا ہر چند بار کی چاہ زنخدان مین
بھرا رہتا ہی خون دل ہمیشہ دیدۂ تر مین	"	بنا ہی میکدہ گریہ سی ساقی دیدۂ تر مین
شراب اسکی عوض کب ہو گی ساقی اپنے ساغر مین		مری گلگون بھری شکون سے ہی چشمون کے ساغر مین
جو وہ خورشید تابان خلق سی پوشیدہ ہی گھر مین		نہ جانے دونگا ہرگز اب رقیبون کو کبھی گھر مین
بجای ذرہ جاتی ہین نگاہین روزن در مین		بزنگ نقش پا بیٹھون کا مین جمکر ترے در مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

رنگ عشرت کو گیا پرواز باغ دہر سے
مجکو حیرانی ہی گل کیونکر ہین خندان باغ مین
ہاتھ اُڑہین جو تجھہ سی داغ عشق ای رشک گل
نخل گل ہین صورت طاؤس رقصان باغ مین
نگہت زلف صنم کی سونگھنے والے ہین ہم
بوی گل سی ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین
رات کو گلگشت کی لونی تو یہ سمجھے تدرو
سیر کو اوترا فلک سی ماہ تابان باغ مین
واں ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بی شمار
مجکو یاد آتا ہی ناسخ کوی جانان باغ مین

دل پر داغ آویزان ہین اوسکی زلف پیچان مین
ہو نہین پھول یا لالہ کے پیدا سنبلستان مین
جہان کی عشق بازون کا ہی مجمع کوی جانان مین
نہ پروانہ ہی محفل مین نہ بلبل ہی گلستان مین
بھلا دیکھیر تو کیونکر روکتا ہی باغبان ہمکو
خزان کی ساتھہ ہم آینگے اسکے گھر گلستان مین
نہین مرہم داغ جنون کو کچھہ مغفرت آہ و گریہ سے
چراغ اپنا ہی مثل برق روشن باوہ باران مین
پسینا یار نی پونچھا ہی جب دست حنائی سے
دُر غلطان نظر آتے ہین مجکو دست مرجان مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

ہو کسی کو غم کوئی دل شاد ہی اس دہر مین
رات بہر روتی ہی شبنم گل ہی خندان باغ مین
دیکھہ لین گر اوس قد روحسن کی رفتار ناز
ہون نہ غیرت سی کبھی طاؤس رقصان باغ مین
جی مین اوسکی کیا کہین لف پریشان کا ہی وہان
ہو گیا سنبل کا حال دل پریشان باغ مین
مہ لقا گر سیر کو آئے تو فیض حسن سے
ہر گل خورشید ہووی مہر تابان باغ مین
شرم سی ہر چند مثل غنچہ بریان ہونکیون
گر کری نظارہ گل رخسار جانان باغ مین

۱۳ جو مشاطہ ذرا گوندھی پھول رنگین لف پیچان مین
تماشا ہی کھلا یا تختہ گل سنبلستان مین
مین دیکھونگا گل جنت ہین باغ کوی جانان مین
نہ گل چینی کو آؤن باغبان تیری گلستان مین
سہار داغ ہای دل کی کرے ای صبا آسیر
گل لالہ نہ پھولا ایسا دیکھا ہو گلستان مین
نہین مرہم جنون کو کچھہ مغفرت آہ و گریہ سے
نہین ہر حفاظت کچھہ اوسی فانوس کی حاجت
چراغ آدرکھتا ہون مین روشن باوہ باران مین
ہی میرا پنجہ مژگان خونفشان اشک سرخ سے رنگین
نہ ایسی خونفشان رنگت ہی پنجہ دست مرجان مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بوسبب کیونکر کہون ہر گل ہی خندان باغ مین
کچھ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین
یون تصور ہی دل پرداغ مین اوس خال کا
جسطرح سے کبک ہوتی ہی خرامان باغ مین
نیش عقرب کی طرح لگتی ہی ہر موج نسیم
موج گل کو یار سمجھا اب ہی پیچان باغ مین
پھینکدین ہر برگ گل کو نوچ کر منقار سے
بلبلین دیکھین اگر رخسار جانان باغ مین
جوش رونے کا ہوا ہی کوی جانان کو چلین
آتی ہی ہر بسات تو جاتی ہین انسان باغ مین
دیدۂ قمری اگر روشن ہون تیری نور سے
سرو بن جائین ابھی سرو چراغان باغ مین
قطرۂ شبنم نہین ای رشک گل تیرے حضور
غنچہ سی گل فی نکالی ہین یہ فندان باغ مین
ہجر مین ہی عندلیبون پر سمندر کا گمان
ہوگیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین
اوٹھہ گئی ہی کسکی روی شعلہ افشان سے نقاب
عندلیبین ہوگئین سب مرغ بریان باغ مین
سامنے خورشید کی جسطرح پنہان ہو چراغ
ہوگئی یون گل تیری آفسے پنہان باغ مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرو ہسنی

۱۵
یہ گل سوسرج ملکھی سمجھو نہ خندان باغ مین
دیکھہ گلدستہ کو ہی جون آئینہ حیران باغ مین
گل کو چھوڑین بلبلین قمری کرین آزاد سرو
جاوہ گر رشک گل سرو خرامان باغ مین
سر پٹکتا ہی زمین پر دل مین سنبل پیچ کھا
ہوگیا سودائی دیکھی زلف پیچان باغ مین
دیکھتا ہون جب کہ مین گل کی خیابان بلبلو
یاد آجاتا ہی مجکو کوی جانان باغ مین
چھوڑدی جاناوہان کا باغبان کیا لطف ہے
کوئی بھی روز خزان جاتا ہی انسان باغ مین
شعلہ خو کی عکس حسن آتشین رخسار سے
لالہ و گل کی ہوئی روشن چراغان باغ مین
پوست تن اب تک انارون کا کھنچے اس جرم پر
جو دنداں باغ مین
ہوگئی زخمی تن گل تیغ موج باد سے
بن گئی گنج شہیدان ہر خیابان باغ مین
جلوہ گر گلشن مین گر سرو خرامان ہو مرا
قمریون کو دل ہون سوزغم سی بریان باغ مین
کیا بوقت شب گیا وہ رشک گل گلگشت کو
چاک شبنم سی ہی رخ گل کا پنہان باغ مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
اپنی تو دست خنائی کو اگر دھوئے وہان	ہو نہ کم ظرفون کو حاصل دولت دنیا نصیب
لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین	پیدا ہوتی موتی کسنے دیکھے ہین تالاب مین
کسنے چہرہ سے اوٹھایا ہی لب دریا نقاب	کیا لب ساحل نظر آیا او سو دریاے حسن
کودتی ہین مچھلیان لہرون کے بدلے آب مین	بحر لہرون سے کری ہی دل کو ٹکڑی آب مین
استفادہ سخت دل کیا دل گدازون سے کرین	دیکھہ لو سیراب اس سے تشنہ لب کب ہو سکے
کب ملایم ہو رہی ہو برسون اگر سنگ آب مین	آبداری خاک ہی اس آینہ کی آب مین
اشک کے قطرے مین یہ مجھہ ناتوان کا حال ہے	سربلندون کو نہ پہونچے پست ہمت ہو گزند
کوئی اجاتا ہی تنکا جسطرح سیلاب مین	قصر گردون کی بہی دیوار کب سیلاب مین
جلوہ بینی ہی یون محراب ابرو کے تلے	چشم کو مژگان کو اوسکی سبب جنبش نہین
شمع روشن جسطرح رکھدی ہو کوئی محراب مین	سجدہ جھک جھک کرتی ہین ابرو کی محراب مین
اوتی ہین انگیا کی چڑیا کو نبت کی چٹیان	حرف نکلین منہ سے خامہ کے نکلو نکر گوہر ہین
پلتی ہین پانی کی مچھلی موتیون کی آب مین	دھوئی ہی اوسنے زبان کو موتیون کی آب مین
رشک کے معنی یہ ہین ہوتی ہین جیسی میری بخت	اس دل حیرت زدہ کی اور ہی صورت ہوئی
سوچ رہتا ہی کہین دیکھین تجکو خواب مین	دیکھی صورت آینہ رو کی ہی جب سے خواب مین
خط نظر آتا ہی گرد اوسکے وقت کے کیا عجب	سطح دریا جبین سے ہے چین اوسکی لہر ہین
جمع ہو رہتی ہین تنکے مشیر گرداب مین	چشم و نگہ کو بھی سمجھون گردش گرداب مین
چشم تر مین ہی تصور روی جانان کا مدام	کون ہے ایسا شناور اوسکو لی اوس سے نکال
پھنس گیا ہی عکس یہ خورشید کا گرداب مین	دل گرا بحر حسن کی ہی ناف کی گرداب مین
ہو گئی ہین کور اگر اعدا عداوت سے تو کیا	بزم مے کے ہو ہر چند اہل محفل کو سرور
نور ہین اشعار ناسخ دیدہ احباب مین	ساقیا میری غزل پڑہ جلسہ احباب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
ساقی و مطرب ہون کم سن اور ہو کنج چمن		بو ہی گل پوشاک کب رکھتی ہی تن مین مثل گل
چاہیے اسباب آتنا عالم اسباب مین		ہی سبکساری مناسب عالم اسباب مین
ہی تعجب آسمان تفرقہ انداز سے		رہتا ہی ہمسے جدا اک دم تو مل ای تیغ زن
ایک جا ہین عاشق و معشوق کیونکر واب مین		دیکھتے رہتے ہین ہم معشوق و عاشق ڈاب مین
شام سی تا صبح ہر شب دیتی ہو رنج فراق		کم نصیبون کو نہین اس دیر مین غرو وقار
کیا رہا آب آدمی مین فرق او سرخاب مین		کب اثر بال ہما کا ہو پر سرخاب مین
ضعف پیری مین کہان طاقت کہ مسجد جاؤن مین		طاق کعبہ کی اوسی محراب سے کیا کام ہے
سجدہ کرتا ہون قد خم گشتہ کی محراب مین		سر مرا ساجد ہوا ہے تیغ کی محراب مین
شاخ مرجان موجین عکس دست رنگین سے نہین		جوہر عزت نصیب ہوتا نہین کم ظرف کو
پر تو رخ سے ہوئی روشن کنول تالاب مین		قطرہ نیسان سے دُر پیدا نہون تالاب مین
یہ تیری روی مخطط پر عرق آیا نہین		پاک بازان ازل کو ہو نہ ظالم سے ضرر
خوشہ پروین عیان ہین خرمن مہتاب مین		خار سی صدمہ نہ پہونچے چادر مہتاب مین
بزم می مین کچھہ نہین معلوم ہوتا کوہ غم		جو سبکرو ہو حباب آسودہ ہو دریا سے پار
بار سنگین جیسے ہو جاتا ہی ہلکا آب مین		موج ڈوبی ہے گرانباری سی اپنے آب مین
گوہر مضمون نئے بھرتی ہین دیوان شہر شہر		آبداری ایسی میری گوہر مضمون مین ہے
ہی روان میرا سفینہ موتیون کی آب مین		خاکفشانی کرین ہین موتیون کی آب مین
کیون نہ ای ناسخ ہون مین اعجاز ساقی کا مقر		یاد ہر چند آتی ہین ایام وصل مہروش
آفتاب اوسنے دیکھا یا ہے شب مہتاب مین		رات کو جب دیکھتا ہون جلوہ مہتاب مین
کیون میری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین	۱۱	ابر نیسان رشک سے ڈوبی ہیں موتون سیلاب مین
جیسے آتی ہین نظر ترے کنول تالاب مین		اشک سے گوہر ہین میرے چشم کی تالاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرو ھنی
سب بولے برج قوس مین داخل ہے آفتاب		جب سرو قد نے یار کہا تعظیم کو جھکا
رکھا جو اوسنے پای حنائی رکاب مین		عالم کمان کا ہوا خم ہو رکاب مین
بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا		گر چرخ تک رسا ہو میری آہ آتشین
ہو جسطرح ہلال نمایان سحاب مین		کیون لگ اوٹھے نہ آتش آب سحاب مین
بے یار جام مین مرے آنسو ٹپک پڑے		آئے نکیون او بال مین مانند خم مے
پیتے ہین جیسے پانی ملا کر شراب مین		ٹپکے جو اشک آتشین جام شراب مین
چھوڑی نہین عذار عرق ناک پر وہ لعل		گلرو کے دو عذار کا مجکو عرق پلا
گویا کہ تو نے مشک ملایا گلاب مین		ہو دل کا ورد و ورجو پیون گلاب مین
کیون بال جوڑی کا ہے خط یار مین گمان		قاصد بجای نامہ دی تو خط کو یہ تو جاے
ہمسے سنو لگا ہے یہ کیڑا کتاب مین		افسانہ ورد و غم کا لکھا اس کتاب مین
ناسخ نہین ہے اسکے سوا فخر کچھ مجھے		ہر چند عشق کرتا ہے عشاق پرستم
ہون امت جناب رسالت مآب مین		کب رحم اس جناب تعصب مآب مین
آگیا تھا رات کیا وہ ماہ کامل خواب مین	۱۳	کا کل پیچان کا رہتا دھیان ہے جو خواب مین
چاندنی کا ہی اثر زخم دل بیتاب مین		باندھی ہی مار سیہ کی کیا دل بیتاب مین
ہی خیال سبزۂ عارض دل بیتاب مین		درد پہلو سی ہی بے چینی دل بیتاب مین
رہتی ہی اکسیر کی بوٹی یہان سیماب مین		اضطراب ایسا نہو آتش سے بھی سیماب مین
اسقدر روئی ہین آغاز شب فرقت مین ہم		فرقت بحر حسن مین دل دمبدم ہی مضطرب
شام کو خورشید ڈوبا اشک کے گرداب مین		اضطرابی ایسی کب ہو گردش گرداب مین
چاندنی مین ہمنے کی بے یار جو سیر چمن		نقرئی زنجیر کی پڑتی ہی سینہ پر جھلک
داغ خون گویا لگی تھی چادر مہتاب مین		کوندتی ہی برق یہ آئینۂ مہتاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
ہم عرش تک پہونچے ہین کیف شراب مین		بس روشنی ہی ساقیا نور شراب مین
دشوار قطع راہ نہین آفتاب مین		ممکن نہین کہ تیرگی ہو آفتاب مین
اوسکی نگاہ پھرتی ہے چشم پر آب مین		ابرو کا دھیان رکھتا ہون چشم پر آب مین
گویا کہ برق کوند رہی ہے سحاب مین		قوس قزح یہ جلوہ نما ہے سحاب مین
پنہان ہی وہ بہار ہی اوسکی سحاب مین		برقع نہ رخ پہ مہر چھپا ہے سحاب مین
نسبت ہی کیا شراب مین اور آفتاب مین		ظاہر ہوا تھا نور رضیا آفتاب مین
روشن ہی داغ گریۂ چشم پر آب مین		دیکھا کیا جوش طوفان کا چشم پر آب مین
پوشیدہ آفتاب نہین ہے سحاب مین		لرزہ ہوا سے پڑ گیا جسم سحاب مین
کرتا ہی اک خیال لب شرشب کو خواب مین		آیا جو آہو چشم نظر شب کو خواب مین
ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین		ملنے کو اوسکے اوٹھا پلنگ سے شتاب مین
دریا ہوا ہی رشک فلک عکس یار سے		دست حنائی دھوئی جو گلرو نے بحر مین
خورشید جلوہ گر ہین بروج حباب مین		رنگین ہو لالہ کا ہوا عالم حباب مین
دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہے ساقیا		ہی بحر حسن یار مین کب بوجھ اوٹھ سکے
ہم بادہ خواری کرتے ہین جام حباب مین		ساقی اسی شراب دے جام حباب مین
بی وجہ زلف یار الجھتی ہے بار بار		ہنگام غسل دیکھی ہے کاکل جو بحر نے
کیونکر رہے نہ موی کمر پیچتاب مین		موجون سے مثل مار ہوا پیچتاب مین
ہی رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب		کب ہمسری ہو صاف رخ رشک مہر سے
روشن ہو آفتاب شب ماہتاب مین		داغ کلف کا عیب ہوا ماہتاب مین
لیتے ہین رنج مرشد کامل مرید کا		جلتا تمام دن ہی ہوا جل کے شعلہ رنگ
مہتاب مین ہی داغ جلن آفتاب مین		کس حسن شعلہ رو کا ہی سوز آفتاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی
ساغر مین عکس ہی رخ گلگون یار ہے عرق		پاکون کو بحر دہر مین تر دامنی نہین
موتی جو آگ مین ہے تو شعلہ ہے آب مین		خشکی ہمیشہ رہتی ہی گوہر کی آب مین
ہوتی ہین روز اوس گل رخسار کے حضور		باغ فلک سے باد صبا کو نہ فیض ہو
تا شعاع خار گل آفتاب مین		سونگھے کیا خوشبو ہی نہ گل آفتاب مین
آرام سے نہین ہے جو پیری خدا سے منہ		دیکھا کیا پیچ ناف مری بحر حسن کا
دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب مین		گرداب کسطرح نہ رہے اضطراب مین
بیدار دل جو ہین انھین سونے سے ہو ضرر		دن کو گر ہمسے دور رہے کچھ عجب نہین
یوسف ہوا ستارون کا مسجود خواب مین		شب کو بھی وہ نہ پاس میری آئی خواب مین
غفلت سراہی دہر مین ہی غافلون کی جا		کب خفتہ بخت کو میری اک شب جگر نصیب
انسان دور دور سے آتی ہین خواب مین		دیکھا نہ ہمنے مہ رو کبھی اپنا خواب مین
عبرت کی واسطے ید قدرت نے غافلو		اوس بحر حسن کو ندون غیر ونکو دیکھنے
کھینچے شبیہ افسر شاہی حباب مین		تنہا ملونگا اوس سے مین قصر حباب مین
آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند		ہر چند آبرو ہو پس مرگ میری خاک
ناسخ ہی خاک رہگذر بوتراب مین		گر ڈالے کوئی جو بحر کرم بوتراب مین
اوس گل کی شکل پھرتی ہی چشم پر آب مین	۱۹	گلدستہ کا دھیان ہے میری چشم پر آب مین
اشکون مین لخت دل نہین گل ہین گلاب مین		رومال اشک شوئی سے ڈوبا گلاب مین
دونی بہار حسن ہی کیف شراب مین		ہی مست طفل اشک کا کیف شراب مین
بھڑکی نہ کیونکر آتش رنگ گل آب مین		میگون لبون کا دھیان ہے چشم پر آب مین
ساقی کہان شراب ہے دیر خراب مین		جز رنگ کچھ نہ آب ہے بحر خراب مین
پانی کی ہی تلاش عبث اس سراب مین		پانی نہ تشنہ لب کو ملے اس سراب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند بسر دھنی
پیاسا رہے ہماری لہو کا یو ہین رقیب		دریا مین ہو نشاوری مار سیاہ کی
تلوار کی طرح ہوا گر غرق آب مین		کاکل کا ہی خیال جو چشم پر آب مین
ناسخ اب اور ایسی غزل اس زمین مین لکھ		جسدم کتاب حسن رخ یار کی پڑھی
چھانٹا نہ جای شعر کوئی انتخاب مین		ہر چند آیا نکتہ خال انتخاب مین
عکس اوسکی زلف کا نہین جام شراب مین	۱۵	ابرو کا تیری عکس نہ جام شراب مین
بال آئی ہین نظر قدح آفتاب مین		ہی جلوہ گر ہلال رخ آفتاب مین
مستون کا عیش تلخ ہے دیر خراب مین		سرگشتگی نصیب ہی دیر خراب مین
یہ رمز ہے جو ہوتی ہی تلخی شراب مین		ساقی تو دیکھہ دور ہی جام شراب مین
غواص اپنی فکر ہوئی جب کہ آب مین		دھیان ہی جو روی رخشان کا چشم پر آب مین
دریای موج زن نظر آیا حباب مین		جلوہ ہی آفتاب کا برج حباب مین
آئی قیامت اوسنے لگایا ہی منہ سے جام		بلتی نہ ایسی روشنی نور اوسکو کب
ہی اتصال ماہ مین اور آفتاب مین		سایہ اوسی کا حسن کا ہے آفتاب مین
غفلت ہی اپنے طالب دیدار آپ ہون		عارض ہی اوسمین یار کا جو رشک آفتاب
میرا ہی چہرہ ہی جو نہان ہی نقاب مین		تار شعاعی بن گیا رشتہ نقاب مین
دیکھین ثبات اہل زمین آسمان کا		سیراب دریا دل ہی نہ کم ظرف ہو سکے
ہی صاف آسمان مین نقشہ حباب مین		پانی کسی نے دیکھا ہی جام حباب مین
ہی جی مین آفتاب پرستون سے پوچھیے		دیکھے فروغ حسن گیا چوندرای چشم برق
تصویر کسکی ہے ورق آفتاب مین		سایہ ہے اوسکا نور رخ آفتاب مین
عاشق نہین ہے کون ور گوش یار کا		جلتا چراغ چشم ہے دن رات دیکھہ لو
عالم ہی غرق ایک ہی موتی کی آب مین		روغن کا ہی اثر میری اشکون کے آب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تعبیر ہے کہ یار کی پڑ جائے گی نگاہ
بجلی گری ہی رات کو کل مجھ پہ خواب مین
تلوار میری حلق پہ حسرت نے پھیر دی
یکجا جو دیکھے عاشق و معشوق ڈاب مین
شب ہی زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب مین
نسبت ہی کیا ہلال کو اوسکی رکاب سے
خالی ہلال پای حنائی رکاب مین
ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
اکہ بن تو دیکھہ کیسی ہے لذت شراب مین
سودای چشم یار کی ہی یہ بھی ایک دلیل
خشکی کمال ہے جو ہرن کے کباب مین
بحر فنا مین مجھ سی ہے سائل زبان موج
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہے حباب مین
صبح شب وصال کی ہوتی ہی ہم کہان
ہی زہر ساقیا قدح آفتاب مین
کیا پڑ گیا ہی عکس تیری چشم مست کا
نرگس کی شاخ بن گئی ہر موج آب مین
بحر فنا مین ضد ہی تعین سے یکدگر
پانی جو موج مین ہے وہی ہے حباب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

خرمن مین ہوش دل کی وہین آگ لگ گئی
دیکھا وہ حسن شعلہ فشان جب کہ خواب مین
اوس تیغ زن کی وصل کی ہمکو ہوئی امید
دیکھے جو ہمنے عاشق و معشوق ڈاب مین
تپ ہجر سے ہون ناتوان نکلے نہ منہ سی آہ
ایسا ضعیف ہو گیا عہد شباب مین
ہمسر ہلال چرخ کے ہو فیض عکس سے
مہ رو رکھے جو پای حنائی رکاب مین
شیرین ہے یار کے لب میگون کا ذائقہ
تلخی نہین ہے ساقیا کچھ اس شراب مین
وہ جذب عشق گل ہی دل عندلیب کو
ہو بوی گل عجب نہین اوسکے کباب مین
اس جرم پر گلون کا کیا تھا چمن مین خون
باد صبا کو قید ہے برج حباب مین
مہ رو ہو پاس رات ہو می نوشی مین بسر
دیکھون مین آفتاب اسی آفتاب مین
دریا دنون کا مرتبہ پائے نہ خشک مغز
اوٹھتے نہ موج دیکھی ہی گوہر کی آب مین
آزاد کو بھی دیدہ ہے اس بحر و بر مین
زنجیر موج رکھتی ہے پای حباب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
ہوتی ہین جاری ہی مکتب مین پری رو خونریز		تیری ہی طبع نے مضمون وہ کئے ہین پیدا
کیا یہ جلادون کو اوستاد کیا کرتے ہین		تحسین ہر شعر پہ اوستاد کیا کرتے ہین
ہم چو نک دین نالہ سوزان سے اگر چاہین قفس		ہی نہ زنہار قفس مین ہمین نغمہ سنجی
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین		ذکر بیرحمی صیاد کیا کرتے ہین
ہوتی ہے آفت خط قمر خدا سے نازل		رعد اور برق کی غرش نہ سمجھ گردون پر
ہو ستم ہمپہ جو بیداد کیا کرتے ہین		در د دل حسن میرا بیداد کیا کرتے ہین
ملک الموت اگر کہیے انہین تو ہے بجا		ہی پری رو کی جو صورت کا تصور دل مین
قتل بی تیغ پریزاد کیا کرتے ہین		بند شیشہ مین پریزاد کیا کرتے ہین
تو وہ صیاد ہی جو دار کے تجھپہ پر لاکھون	بقیہ قوافی نصف ۱۲	بسبب سرو کو قمری نہین ہے بی ثمری
طائر روح کو آزاد کیا کرتے ہین		سر گرانبار کب آزاد کیا کرتے ہین
انتقام اسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون		روز ہجران کا شب وصل سے لون گا بدلا
جھوٹے وعدون سے جو وہ شاد کیا کرتے ہین		دل کو بہلا کے یون ہی شاد کیا کرتے ہین
میرا دیوان ہے کیا سامنے اونکے ناسخ		جسنے بیت ابروے ہموش کی ہی دیکھی ہرچند
چوکہ فرمان پر ایراد کیا کرتے ہین		مطلع مہر پہ ایراد کیا کرتے ہین
کیا بحر حسن کی ہی کمر پیچ و تاب مین	۱۵	دریا ہوا ہی موجون سے جو پیچ و تاب مین
یہ بیتاب کب سے بہلا موج آب مین		کھولی ہی زلف یار نے کیا اوسکی آب مین
ہی آجکل مجھمین تجھمین یہ موہوم زندگی		سیلاب اشک دیدۂ تر مین ہین جو شرزن
اک دم حبا ہوا سی ہوا ہے حباب مین		دیکھا نہو تو دیکھہ لو دریا حباب مین
صد مرحبا دی ہین مجکو یہ اک رشک حور نے		جرمون کا میری ہو نہ محاسب سے کچھہ حساب
مصروف ہین ہزار فرشتے حساب مین		روز حساب بھی وہ نہ آئین حساب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
نفرت شب وصال سحر سے نکر دلا		حاصل شب وصال نہ تا روز حشر ہو
اکدن شب فراق مین ہے یہ سحر کہان		ہو شام ہجر کو میری نور سحر کہان
ہمکو تیری کمر کی ضمہ ہے عبث تلاش		نظارہ کی تیری نہین شمس و قمر کو تاب
جسکو خدا چھپائے وہ آئی نظر کہان		دیکھین جو نور حسن کو ایسی نظر کہان
عاشق ہی پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب		ہر چند اوسکو عیش رقیبون کر پاس ہے
ہی اضطراب کی مجھے ناسخ خبر کہان		رکھتا ہی درد دوری سی تیری خبر کہان
قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین	۱۴	ظلم صیاد کا ہم یاد کیا کرتے ہین
سرو کو صدقی مین آزاد کیا کرتے ہین		جسکو پکڑین نہ وہ آزاد کیا کرتے ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین		اپنی لیلے کو جو ہم یاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین		قیس کی طرح سی فریاد کیا کرتے ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین		عالم وصل کو جب یاد کیا کرتے ہین
دیکھکر برق کو فریاد کیا کرتے ہین		ہجر کے ہاتھ سے فریاد کیا کرتے ہین
کوچہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین		روز ہجران کو جو ہم یاد کیا کرتے ہین
جا کی گلزار مین فریاد کیا کرتے ہین		وصل کی شب مین بھی فریاد کیا کرتے ہین
گر ہو ذکر یار بھی ویران تو تصور مین ہم		یاد کر کر تیری وہ رونق بزم اے دلبر
خانہ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین		اپنے ویرانہ کو آباد کیا کرتے ہین
رشک سی لیتے نہین نام کسی کا نہ کوئی		چاٹ اپنے لبون کو ہین مزہ لے لے کر
دل ہی دل مین اوسی ہم یاد کیا کرتے ہین		لذت بوسہ جو ہم یاد کیا کرتے ہین
گذری ہم کوچہ گاکل سی صبا کی جھوکے		دو دو دل مثل بگولا ہونگیون سرگردان
نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین		دم سرد آہ کو برباد کیا کرتے ہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
جنکے سرون پہ آپ بگس ران رہے ہما		اوس سمھرو کی سوز مین جون موم تن گھلا
اونکا لحد مین آج کوئی استخوان نہین		باقی بدن مین شمع سان اب استخوان نہین
دھوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھہ کر		ہرچند تن سے جان گئی ہم خاک مین ملے
مسجد ہی مے فروش کی ناسنج دوکان نہین		جسمین کہ وہ متاع تھی باقی دوکان نہین
۲۷		
پھونچا سنان پہ اوسکی ابھی میرا سر کہان	۱۱	زانو نپہ سرو قد کے پھونچتا ہے سر کہان
نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان		سرو مراد دل کو میسّر ثمر کہان
طول شب فراق کے شکوون سے فائدہ		روشن دلون سے ربط نہو سبزہ بخت کو
مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان		خفاش دیکھہ سکتا ہے نور سحر کہان
ترکیب کو کمال ہے تاثیر زاہدا		روز وصال ہمکو نہ زنہار ہو نصیب
بے بادہ ہی دعای قدح مین اثر کہان		اپنی دعای نیم شبی مین اثر کہان
جاتا ہے صید گاہ کو وہ چھوڑ کر مجھے		نوچا ہے بعد فتح کے صیاد نے اوسے
ای مرغ روح میری لگی بال و پر کہان		اوڑتی پھرین گے دیکھیے یہ دشت پر کہان
آنکھون مین منتظر ہین عبث پارہ ہای دل		دیکھے ہی کیون ادھر کو تو ای چشم شوق دل
آتا ہی ناوک نگہ یار ادھر کہان		بھولا ہے میری یاد وہ آئی ادھر کہان
ہو خاک کوی منعم ظالم سے منقطع		جب پونچھے اشک آستین دریا کی موج ہو
حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہے تر کہان		گریہ سے ابھی دامن مژگان ہے تر کہان
حاصل نہین ہے دشت تمنا کو غیر یاس		اوس سرو قد کی دوستی مین پایا کچھہ نہ پھل
اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان		الفت کی نخل مین ہوا پیدا ثمر کہان
ظالم کو اس مرض سی ہوتا نہین گزند		پائی نہ عالی پایہ فرومایہ سے ضرر
ہی نخل میوہ دار کو برج تبر کہان		طوبے کا نخل آتا ہے زیر تبر کہان

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
رفتار نازنین پہ لچک جاتی ہے کہ بس		مطرب کی نغمہ گوئی کی درکار کب مجھے
گویا تیری کمر ہین صنم استخوان نہین		کیا نے نواز میرا ہر اک استخوان نہین
آنکھون سے فائدہ جو نہین تیری گرد راہ		ہم چشم ہو نہ چشم سے تیری ہون کور چشم
حاصل جبین سے کیا جو تیرا آستان نہین		وہ منہ کیا جسنے چوما نہ تیرا آستان نہین
بولا جو بوی گل سے ہوا یار بے دماغ		ہوتا نہین ہے صاف تنون کو غبار دل
کہتا ہی کون آتش گل کا دھوان نہین		آتش مین لعل کی کبھی دیکھا دھوان نہین
خود رو ہین کس طرح گل رخسار و سرو قد		گل زخمون سے کری میری گل چینی دست آہ
ہے کون باغ جسکے لیے باغبان نہین		میری چمن مین کیا ہوا گر باغبان نہین
حاصل تجھے بصارت یعقوب ہو اگر		چاہ ذقن مین یوسف دل میرا گر گیا
یوسف بغیر کوئی یہان کاروان نہین		نکلے عزیز کیونکہ کوئی کاروان نہین
منعم کی مشک مین بھی ہلائین کبھی کبھی		گلرو کی ہون کیا تنگ دہانی کی وصف گو
تنہا برای لذت دنیا زبان نہین		غنچون کے منہ مین بلبلو گویا زبان نہین
تعریف تیغ ابروی قاتل ہی دم کے ساتھ		کیا گوشت پوست چھوڑی نہ کھائی سی استخوان
گویا دہان زخم ہی تیرا دہان نہین		رکھتے زمین گور سی کب یہ دہان نہین
تیر مردہ ایک ہے تو شگفتہ ہے دوسرا		خندان کوئی رہ سکے اس باغمین مدام
باغ جہان مین فصل بہار و خزان نہین		ہان اک بہار سرو کو جو رخزان نہین
ساقی لگائے رکھ میری منہ سی خم شراب		سرمونہ وصف ہو سکے اک موی زلف کا
دریای می کی مچھلی ہے میری زبان نہین		شانہ کی یون تو دیکھیے کیا شوزبان نہین
رنگ بہار زرد ہوا تیرے سامنے		اوس گل کو پت عشق سی وہ زرد رنگ ہون
باغ جہان مین غیر گل زعفران نہین		ہر رنگ میری زرد گل زعفران نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
باغ عالم مین برنگ سبزۂ بیگانہ ہون		لالہ و گل سب برنگ سبزۂ بیگانہ ہین
غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین		اس چمن مین کوئی اپنا آشنا ہوتا نہین
ہو سریر سلطنت یا تختۂ تابوت قبر		ایک دن کرتی ہی سبکو قتل یہ تیغ قضا
یہ دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین		قتل ہی اوسکے بری شاہ و گدا ہوتا نہین
بحر وحدت مین ہون مین گوہر یکتا مثل حباب		جذب الفت اسکو کہتی ہین نہوں کر جدا
چوب کیا تلوار کی پانی جدا ہوتا نہین		شیر مین بھی آب ملکر پھر جدا ہوتا نہین
ناسخ ہین دیوانے معشوقان عالم یار کے		ہم ہین وہ ہر چند دامن تک نہ پہونچا ہاتھ بھی
کون گل ہی جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین		پر یہ سینے سے جدا بند قبا ہوتا نہین
رفعت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین	۱۸	وہ رشک مہر مرا میری پاس یہان نہین
جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین		تیرہ جہان نظر مین کیا جون آسمان نہین
عبرت کی جا ہی لاکھون ہی ملفل و جوان نہین		رشک قمر سان کوئی حسین و جوان نہین
پیری مین بھی خیال اجل کا یہان نہین		گر دون نے ڈھونڈھ کر کہا ویسا یہان نہین
دو روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین		تن مین نہ جان ہے جو وہ جان جہان نہین
وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین		گلزار دل مین میری کیا فصل خزان نہین
دشمن اگر وہ دوست ہوا ہے تو کیا عجب		ہے انتظار آمد عیسا کلام کے
یان اعتماد دوستی جسم و جان نہین		دم آگیا ہی آنکھو نمین اب تن مین جان نہین
ہر گل ہی اس چمن ہی گریزان برنگ بو		سینہ مین باغ داغ نہ کیونکر دکھا رہے
سرو چمن ہی کون جو سرو روان نہین		کیا آب اشک چشم سی میری روان نہین
صبح شب وصال ہے دم توڑتا ہون مین		مسجی بین تیرے زاہدا ہم جائین کس لیے
نالان ہی میری غم مین موذن اذان نہین		نعرہ زنی ہی کیا ہین صوت اذان نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
مشتری بنکر ہین تو ذرات عالم مین گواہ		سوز غم سے جلتی ہی ہر چند شب کو شمع یون
کیطرح خورشید نل سنج روز روشن مین نہین		روشنی جو رخ پہ اوسکے روز روشن مین نہین
دل سبک دعوے سے اپنا آشنا ہوتا نہین	۱۳	خواب چشمون سے ہماری آشنا ہوتا نہین
سنگ مقناطیس ہرگز کہربا ہوتا نہین		ہجر مین جان جاے وصل دلربا ہوتا نہین
خط تو روی یار پر نشو و نما ہوتا نہین		غم پنہانی رکھون نشو و نما ہوتا نہین
سبزۂ بیگانہ گل سے آشنا ہوتا نہین		حال دل سے آشنا وہ آشنا ہوتا نہین
تو بھی آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین		دھیان حسن مہ لقا دل سے جدا ہوتا نہین
ای صنم جسطرح دور اکدم خدا ہوتا نہین		وہ صنم تو مہربان بہر خدا ہوتا نہین
ہین جوانی مین جو ظالم ہونگے اظلم پیری ہین		جسقدر مشکین نے ڈسا دل لہر دل پر چڑہ گئی
کوئی جز مار کہن سال اژدہا ہوتا نہین		زہر قاتل سے بھرا کیا اژدہا ہوتا نہین
فقر سے ایسی میری خاطر کو ہی چسپیدگی		کب بسیر مرتبہ عالی فر و مایہ کو ہو
محو اعضا سی نشان بوریا ہوتا نہین		ہمسر فرش مشجر بوریا ہوتا نہین
دانہ بار دوت نبتی ہین میرے تخم امید		کب گئی ہی گرمی سوز جگر مرنے پہ بھی
تا نہ برق اوپر گری نشو و نما ہوتا نہین		سبزہ میری قبر پر نشو و نما ہوتا نہین
نشۂ عرفان مین جب تک دلا ہی قیل و قال		ورد دل کا میری جب لکھتا ہی وہ قرطاس پر
تا نہو لبریز ساغر بے صدا ہوتا نہین		کیا صریر غم سی خامہ پر صدا ہوتا نہین
بن گیا تصویر پر دل مین تصور یار کا		روی روشن کا تصور را تدن چشمون مین ہے
آئینی مین جا کی عکس اوسکا جدا ہوتا نہین		چشم سے جون مردمک یکدم جدا ہوتا نہین
موذیون کو روندتی پھرتی ہین ہم وحشت مین بھی		سبز بختان ازل کو سربلندی ہے نصیب
کب سر خار مغیلان زیر پا ہوتا نہین		سبزۂ چاہ زنخدان زیر پا ہوتا نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بُرگدا زدل نہین ممکن کہ ہو سیر سلوک
دیکھہ او زاہد روانی آب آہن مین نہین

کیا فقط تیری تجلی ہی موسی بے قرار
کون تھپڑ مار کا ہی جو فلاخن مین نہین

دیکھنا جذب سگ جانان مری مرنے کے بعد
گوشت تو کیسا کوئی ہڈی بھی مدفن مین نہین

وہ تو اوس غارتگر دیر و حرم کی یار ہین
یہ سبب ہی ربط جو شیخ و برہمن مین نہین

بھر لہو انگاری مینہ عشق کے اعجاز سے
داغہا ئی اشک گلگون میری دامن مین نہین

کسکو یان پہونچا سکے تیری سوا کوئی گزند
حفظ تن اس تیر سی زنہار جوشن مین نہین

کون ہے وہ ای اجل جو تیری جوشن مین نہین
سبز کی یان پر شراب سرخ نی کشت عمل

دانہ تسبیح زاہد اپنے خرمن مین نہین
کھا گیا ہمپر عناصر جب موئی بے اعتدال

رابطہ واجب ہی ممکن دوست دشمن مین نہین
ہون اسیر ضعف کر آزاد ای جوش جنون

طوق کوئی جز گریبان میری گردن مین نہین
یہ تصدق سر مراکٹ کر گرا جو پاؤن پر

پر یہ نعم ہے ہاتمہ اوس قاتل کی گردن مین نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

خرمن ہستی کو اک دم مین جلای مثل برق
آتش افروزی کیا آب تیغ آہن مین نہین

کیون نہ دہری سی توڑی شیشہ عشرت مرا
کیا کلوخ مہر گردون کی فلاخن مین نہین

ہو گئے مر کر جو اوس آرام جان سے ہم جدے
ہمنشین جز درد دل اب کوئی مدفن مین نہین

دمبدم ہی ہجر مین اوس بت کی وہ نالہ ہین
ایسا واللہ شور ناقوس برہمن مین نہین

چاک کیا دست جنون نے اک گریبان کو کیا
تا رتک باقی میری جامہ کی دامن مین نہین

ناوک مژگان سے ای ابرو کمان دل ریش ہے
حفظ تن اس تیر سی زنہار جوشن مین نہین

دل جلونکا سبز ہوتا ہی کہان کشت عمل
ایک دانہ دیکھیے اس کی خرمن مین نہین

ہی اوسی غیرون سے الفت اور ہمسے دشمنی
یار کو پہچان اب تک دوست دشمن مین نہین

سوز غم نی آتشین رو کی جلایا ہے مجھے
شعلہ سان کیا طوق آہن لال گردن مین نہین

ہو گیا دیوانہ دل طفل برہمن دیکھکر
طوق ہی میری لیے زنار گردن مین نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
مین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثل ماہ نہین		کیا سوز عشق مین مرروکے جلتا ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین		جگر مین دیکھہ تو داغ اوسکے کیا سیاہ نہین
ہوئی ہی مجکو جرس سے یہ بات اب ثابت		کیا ہے درد جدائی نے جان کو بیتاب
شکستہ دل جو ہوا اوسکے لب پہ آہ نہین		وہ کون وقت ہی دل سے ہماری آہ نہین
جگر کے داغ مین بو لطف گر نہوتا سور		گری ہے کیون دل تشنہ نہ لب ہون تیرے
جہان مین کون ہے وہ باغ جسمین چاہ نہین		جو آب ہی ہو لبا لب یہ ویسا چاہ نہین
ہمیشہ کام مین غیرون کی ہین سعادتمند		سبھی ہین طالب اسکی ملی ہی قسمت سے
ہما کو اپنے لیے فکر عز و جاہ نہین		وہ کون ہے کہ جو خواہان عز و جاہ نہین
عبث ہی یار کو مجمعہ دل جلے کی قتل کا سوچ		جو عشق شمع مین جل جل کی جان کھوتا ہے
چراغ کشتہ کا کوئی بھی دادخواہ نہین		تو اپنے خون کا پروانہ دادخواہ نہین
سفیدی کفن مردہ سی ہے وان مہتاب		چراغ ماہ سی بھی روشنی نہو ہرگز
شب لحد بھی میرے روز سے سیاہ نہین		کہ ایسا اس شب ہجران کا روسیاہ نہین
جما ہی بزم صنم مین رقیب سبز قدم		ہی سبز رنگ کی رخ پر یہ سبز خط زیبا
مین کیونکر اوسکو اکھاڑون وہ کچھہ گیا ہ نہین		وہ گرد جاہ ذقن سے جما گیا ہ نہین
گرا تھا اسمین عزیزو کبھی مہ کنعان		نہ دوست گن اوسی آخر ہو جان کا دشمن
ہنوز چشمہ خورشید بھی وہ چاہ نہین		وہ دوست کیا جسی چاہت کی دلمین چاہ نہین
ہجوم فوج عدو سی جہان مین اے ناسخ		ہی تیغ ابرد کا ہرچند قہر مین بھی خیال
سوا ہی قلعہ مرقد کہین پناہ نہین		تو مرکے زیر زمین بھی ہمین پناہ نہین
۶۹ کیا وہ لالی مین ہے جو اوس رشک گلشن نہین	۱۲	مثل اوسکے ایک گل جنت کی گلشن مین نہین
مان لکر داغ سیہ رخسار روشن مین نہین		روشنی اوس رخ کی مانند مہر روشن مین نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
جو مجکو یار نے مارا تو غیر کو کر قتل		خدا کے واسطے مجکو نہ قتل کر ای بت
عزیز وا سکے سوا اور انتقام نہین		کہ روز حشر مین کیا اسکا انتقام نہین
عروج حسن مین کیونکر ہو تجکو بیم زوال		نہین رسائی ہین قصر یار کی مشکل
تو آفتاب فلک ہے چراغ بام نہین		یہ اپنی آہ جگر کیا کمند بام نہین
نہین حلال کوئی شے یہان بغیر شراب		مین بوسہ اوس لب میگون کا لون نکیون نا ہد
اسیطرح سے بجز توبہ کچھہ حرام نہین		کہ نشہ شرع مین اس مے کا کچھہ حرام نہین
تمام صفحۂ عالم ہے ایک ہی صفحہ		رقم قلم نے کیے گو ہزار ہا دفتر
سر کتاب کا یہ اک ورق تمام نہین		حکایت غم ہجران ابھی تمام نہین
نہ سجدۂ در جانان سے سر اوٹھاؤن گا		خفا ہے یار یہانتک ملے جو رستے مین
یہ وہ نماز ہے جسکا کبھی سلام نہین		کیا منہ سے بات کری تو بت سلام نہین
تمام خلق ہو گردش مین چرخ مینا ہے		فراق یار مین ساقی کی میکدہ سے نہ کام
بس ایک قابل گردش ہمارا جام نہین		یہ اشک چشم ہین کیا شراب و جام نہین
محال پیری مین ہے لطف نوجوانی کا		ریاض دہر مین خندان مدام کب کوئی
چراغ صبح مین نور چراغ شام نہین		فسردہ کیا گل خورشید وقت شام نہین
جو خیر چاہے دلا کر نہ عشق ابرو ے یار		جریح کے ساتھہ بھی نامرد کے نہ جرأت ہو
یہی ہے تیغ کہ جسکے لیے نیام نہین		کہ کام تیغ کا کرتا کہین نیام نہین
زمانہ محو ہوا دل جو ہو کسی پر محو ۔ ✣		سخا و جود سے مشہور نام حاتم ہے
مری نگینی مین ناسخ کسی کا نام نہین		ہزارون مر گئے ہر چند جنکا نام نہین
سوای مکر زمانے مین رسم و راہ نہین	۱۰	بنا ہین دوستی کیا دوست رسم و راہ نہین
وہ کون جا ہی جہان زیر کاہ چاہ نہین		وہ کون دل ہی کہ جسمین کسی کی چاہ نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرو ھنی
ای رشک سرو رکھتے ہین مانند فاختہ	آئینہ پہ جو خاک ملین رنگ رو ہو صاف
خاکستری لباس کا ہم خاکسار رنگ	خاک ہو صفای کار کہین ہم خاکسار رنگ
اوس گل کی کیا کہون مین تلوّن مزاجیان	ہر برگ مین ہے اسکی رنگت جدی جدی
ہوتی ہین ایک رنگ سے پیدا ہزار رنگ	اک پھول عشق کا رکھی دیکھو ہزار رنگ
اشکون کی شست شوسی سیاہی نہ کم ہوئی	دھوئی سے آب کی اوٹھے اور آبداری ہو
کیا پختہ رکھتے ہین مری شبہای تار رنگ	کیا پختہ کالا رنگ ہے گیسو کی یار رنگ
جسدن سے ہی گلال اوڑانے کا تجکو شوق	دیتا ہے سبز بخت سیہ رو کو آب و تاب
تیرے شہید ناز کا لایا غبار رنگ	لاتا ہے رنگ پان سے مسی کا غبار رنگ
گہ سرخ گاہ زرد کبھی ہے سفید آہ	دو روزہ حسن پر نہو بلبل تو شیفتہ
پاتا نہین کوئی میرے منہ پر قرار رنگ	رکھتا نہین ہے چہرۂ گل کا قرار رنگ
یاد آگئی ہے ہکو رگ گل سے وہ کمر	خون جگر سے رنگین ہے وہ آنسوؤنکا تار
ای اشک خون ہمارے گریبان کو تار رنگ	رکھتا نہین ہے ایسا رگ گل کا تار رنگ
ناسخ ہی میرسلمہ اللہ کی زمین	ہر چند چمن مین دیکھہ تو رنگت بہار کی
اک معنی شگفتہ کو باندھا ہزار رنگ	غنچون گلون سے رنگتا ہی زیبا ہزار رنگ

ردیف نون

نمبر ۱۱

غزلیات ابیات
۱۹ ۲۵۸

جو بوسہ گون لبون کا لون کچھہ حرام نہین	۱۱	جو بیگناہ ہین انکا بھی خون حرام نہین
یہ بزم میکدہ ہے شرم کا مقام نہین		مقام عشق یہ ہے کعبہ کا مقام نہین
شہید تیغ نگہ ہون مین کیا کرے جراح		نگار تیغ زبان ہون لسان زخم دہان
ہمارے زخم کو مرہم سے الیتام نہین		دہان زخم سزاوار الیتام نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرو ھنی
آتش رخان دیر اگر تجکو دیکھ لین		دود جگر تو آتش غم سے ہوا سیاہ
اوڑھجای عارضون سے برنگ شرار رنگ		پھر اوسکا سرخ رکھتا ہی کیون یہ شرار رنگ
کیون ہو نہ جای اہل جہان کا لہو سفید		صبح سفید و شام سیہ رنگ رکھتی ہے
الفت کا کر گیا ہی جہان سے فرار رنگ		نیرنگیان کا نام رکھون مین فرار رنگ
اوس آفتاب رو کی ملائین جو ایک دل		رنگریز چرخ رکھے گو یک مثکا نیل کا
بدلی فلک نے صورت حربا ہزار رنگ		دنرات مین یہ رنگتا ہے لیکن ہزار رنگ
گلشن مین تیری کاکل و رخ کا جو ذکر ہو		دیکھین گل شباب جو گلرو کو باغ مین
کر جای ساتھ بو کے گلون کا فرار رنگ		مثل ہوا ہو عارض گل کا فرار رنگ
ہو فق ہین تیری آگے گل سرخ یاسمن		سرخ و سفید سیاہ جو آنکھین ہین یار کی
گھٹتا ہی یار ی شرم کی بے اختیار رنگ		دیکھے سے دل کا بدلی ہی بے اختیار رنگ
تجھ مین جو رنگ و بو ہی کہان ہے وہ باغ مین		فصل بہار باغ جو دیکھے تیرا عذار
قربان تجھ پہ نکہت گل ہے نثار رنگ		شیدای ہو کرے رخ گل کا نثار رنگ
یاد آگئین شباب کی رنگین مزاجیان		اودا کیا لبون کو زبان کو کیا ہے لال
جب شام کو شفق کا ہوا آشکار رنگ		پان و مسی نے کیا کیا کیا آشکار رنگ
سرخ و سفید رخ ہے سیہ چشم سبز خط		آیا عجب جو دیکھا گل مہدی باغ مین
آتی ہین ایک گل مین نظر مجکو چار رنگ		ایسا نہ اور گل رکھی ہے پانچ چار رنگ
رہتی ہندی اثر میرے رنگ شکستہ کا		وہ تیرہ بخت ہون میری تصویر گر کھچے
مانی مجھری شیشہ مین گر لاکھ بار رنگ		رنگین نہو وی دی اوسی گر لاکھ بار رنگ
آنکھین جو رو تو رو تو میری لال ہو گئین		ابر بہار سان ہے میری چشم خون فشان
ہنسکر وہ بولے واہ ہی کیا آبدار رنگ		ایسا گل چمن مین نہین آبدار رنگ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
کیون نہو پیر فلک کا احمق ظاہر خلق پر		کب تلک سمجھاؤن اس احمق کو کب سمجھو ہے وہ
دن کو جب روشن کری خورشید کا کودن چراغ		داغ سی دل مین جلاتا ہی یہ دل کودن چراغ
اوسنی کل اسکندری آئنی مین دیکھا جو منہ		خون پروانون کا کرتا ہی ستم سی رات بھر
بن گیا عکس فروغ حسن سے آہن چراغ		قاتل جان ہو گیا جون خنجر آہن چراغ
حبس شبستان مین ہو صائب کلک ناسخ شعلہ ریز		ایک دم مین دم نکل جاتا ہی اوسکا پھونک سے
چاک سازد جامۂ فانوس را بر تن چراغ		قدرت حق سی بنا ہر چند نازک تن چراغ

ردیف گہ نمبر ۱۰

غزل ۱ ابیات ۲۳

۶۶

دیکھا تری فرس کا جو ای شہسوار رنگ	۲۳	گلگون ہے تیری اسپ کا ای شہسوار رنگ
گردون کا اوڑ چلا ہی برنگ غبار رنگ		لائی نہ اوسکو پاون کا کیونکر غبار رنگ
ای گریہ خون سی آب مزہ اشکبار رنگ		دامان صحرا ای چشم اشکبار رنگ
لائی برنگ گل رگ ابر بہار رنگ		خونریزی ہی تیری گویا ابر بہار رنگ
دکھلاتی ہی چمن مین جو فصل بہار رنگ		کف پا کا تیری خون ہے اشک بہار رنگ
وحشت یہ مجھسے کہتی ہے صحرا کی خار رنگ		لائی برنگ گل ہین صحرا کی خار رنگ
تو وہ ہی آفتاب جو پڑے تیرا		ہی اوسکے سامنے گل خورشید زرد رو
جلجای لالہ زار کا ای گل عذار رنگ		رکھتا ہی گل بدن کا وہ زیبا عذار رنگ
سارا جہان سیاہ ہی آنکھین میری سفید		سرخ آنکھین ہجر ہی مین رنگ تن ہی زرد
دکھلا رہی ہی زور شب انتظار رنگ		اور کیا دیکھای وصل کا اب انتظار رنگ
منہ لال ہی جو نشۂ دولت سی خوش نہو		میگون لبون کے بوسے نے مخمور کر دیا
کچھ اور ہی دکھائی گا تجکو خمار رنگ		دیکھین دیکھائی بادہ کا اور کیا خمار رنگ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہین جو روشن طبع بعض اوسے سیہ کار رونکو ہے
چور کو جسطرح آتا ہی نظر دشمن چراغ
روشن ایسا اوس گل عارض سے ہی بستان بزم
تیرہ آتا ہی نظر مثل گل سوسن چراغ
ہین جو عمدہ اونسے مفلس بہرہ ور ہوتی نہین
آتش یاقوت سی ہوتا نہین روشن چراغ
ٹاکنی آیا جو یان زخم دل سوزان مسیح
بن گیا رشتہ فتیلہ حشپہ سوزن چراغ
کردون روشن آتشین داغ جدائی سے اگر
برق سان کرتی لگی بیتابی وشیون چراغ
جھڑتی ہین سنگ لحد سی یا ہین لگتی ہین شرر
میری تربت پر جلاتا ہی تیرا توسن چراغ
کوئی پروانہ جلیگا تو جلونگا غم سے مین
دوستو ہرگز نہ تم رکھنا سر مدفن چراغ
ہوتی ہی نور خرد سی اہل غفلت کو گریز
بیشتر انسان بجھاتی ہین دم خفتن چراغ
داغ حسرت جل اوٹھا گلگشت مین تیری بغیر
آتش رنگ چمن سی ہو گیا روشن چراغ
پھونک ماری غنچہ لب سی اگر وہ رشک گل
بزم مین پھیلائی بجھ کر نکہت گلشن چراغ

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

شعر رنگین جب نظر آتا ہی جل جاتا ہی دل
ہی شب فرقت مین یار و جان کا دشمن چراغ
تیرہ بختون کو نہو اس بزم مین ہرگز فروغ
روشن اپنا کر سکے ہی کب گل سوسن چراغ
سوز ہجر شعلہ رو سی شعلہ زن دل مین میرے
کسطرح داغ جگر سے پھر نہو روشن چراغ
کیا لگے جراح مانگا زخم آتش ناک پر
پنجشاخہ ہاتھ ہوا در روزن سوزن چراغ
چشم تر کی آب مین ہے جذب گریہ اسقدر
اشک روغن مین بڑی کرتی لگی شیون چراغ
جب سوار اوسپر ہوا وہ روی تابان دیکھکر
سب لگے کہنے کہ روشن ہے سر توسن چراغ
بھک رہا ہی یاد شعلہ رو مین پہلو ہی جگر
دل جلے گا کیون جلاتی ہو سر مدفن چراغ
رات دن رہتا ہی روشن کب بجھاتی ہی کبھے
داغ سینہ کا نہ بجھتا ہے دم خفتن چراغ
مشعل مہتاب کھاتی دیکھکر سینہ پہ داغ
عارض پر نور جانان کا ہی وہ روشن چراغ
دم مین بجھ جاے گل خورشید کب روشن رہے
داغ سینہ سی جلائی میری گر گلشن چراغ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
شمع سان جلتا ہی سوز عشق سے ہلتا نہین	خوبرو پایا نہ پایا یا تو اوسنے دوسرا
ایک ہی میری وفاداری کا پائی لنگ شمع	غیر کی ہاتھون جلے یکسر رکھے پالنگ شمع
بزم مین ہر شب اوسی کی رشک سے جلتی ہے یہ	ہا زمین ہی حسن روشن پر ہون پروانے فدا
شاعرو کیا نسبت رخسار شوخ و شنگ شمع	جنبش لو سی ادا ہی ہے جو شوخ و شنگ شمع
عاشق اوپر مرتی ہین دیتی ہین جی اوپر تنبگ	مر گیا ہون داغ کھا کر اوس رخ گلرنگ پر
ہی برابر شان مین وہ روی آتش رنگ و شمع	میری تربت پر بھی رکھنا تم گل خوشرنگ و شمع
شام ہی تا صبح ہی مجکو جواب سیر لغات	خال کا نکتہ معما ہی کہ حل معنی نہون
سامنے رکھتا ہون اپنے نسخۂ فرہنگ و شمع	دیکھون معنی شب کو رکھکر سامنے فرہنگ و شمع
تھا لقا ایک رات ای ناسخ لپس محمل روان	آہ و گریہ غم مین لیلیٰ وش کی ہین آے کاروان
گوش و چشم اپنے لگا دی بر صدائی زنگ و شمع	محمل سینہ مین ہر چند ہی صدائی زنگ و شمع

ردیف غ نمبر ۹

غزل ۱ ابیات ۱۷

۶۵

حبس مکان مین ہو تری رخسار کا روشن چراغ	شب ستارونکی نظر آئی مجھے روشن چراغ
ہی یقین بن جائین دیوارون کے سب روزن چراغ	یا تھی کاخ چرخ کی دیوار کی روزن چراغ
جب تلک ہی حسن معشوقون پہ عاشق ہین نثار	آہ کو ہی چرخ پر جانی کا جادہ کہکشان
گرد ہین پروانے بھی جب تک کہ ہی روشن چراغ	رہبری کی واسطے تاری ہو ذی روشن چراغ
جوش وحشت ذی کیا ایسا مجھے نقش قدم	ہی مزار ذی سیہ فائق شب دیجور پر
خانۂ زنجیر مین ہو ذی لگے روشن چراغ	کب منور ہو اگر ہو مہر کا روشن چراغ
روشنی ایسی ہی اوسکے سینۂ پر نور کی	کیا ہوا ہی آہ شب سی ہی مری اوسکو خطر
ہو گیا مجکو یقین ہے زیر پیراہن چراغ	مہ کا رکھتا ہی فلک جو زیر پیراہن چراغ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سنگ فرش اور شمع پاس اوسکے پھرون ہین دور
کیون نہ دیکھون دیدۂ حسرت سے سوی سنگ و شمع
روشن اوسکی سینہ پر نور سے ہوتی ہی شمع
نور مین یکسان ہی وہ آئینہ نیرنگ شمع
داغ سوزان اوسپہ آفت شعلہ ہی اوسپر وبال
شعلہ رو یکسان ہے میرا عاشق نیرنگ شمع
کھینچے گر نقشہ تیری رخسار آتش رنگ کا
کیا عجب یکرنگ ہو گر خامۂ ارژنگ شمع
گوری گوری اونگلیون پر فندقون کا رنگ ہے
قدرت حق سی ہی یا توام گل اور رنگ و شمع
شعلہ رخسار ان سنگین دل سی تھا جو ہمکو اُنس
بعد مردن بھی ہماری سینہ پر ہی سنگ و شمع
حسن یوسف سی ہوئی پر نور ایسی راہ مصر
روشنی مین تھا برابر میل ہر فرسنگ شمع
گیسو شبرنگ خط سبز و روی آتشین
ہی شب تاریک اور فانوس مینا رنگ شمع
یار میرا سنگدل ہی اور مین ہون موم دل
دیکھ لی جسنے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ و شمع
خاک پر جا کر اندھیری قبر مین لیٹی ہین شاہ
جانتی جب ہم کہ لیجاتی دوبان اور رنگ و شمع

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

پاؤن سنگ فرش ہین اور شمع دیکھی روی یار
چشم حیرت سی ندیکھون کیون ہین سنگ و شمع
نور روی مہ لقا کا غیرت خورشید ہے
کب برابر حسن مین ہون شعلۂ خورشنگ و شمع
کب بجھیگا سوز سینہ آب اشک چشم سے
عمر بھر جلتی رہی ہین عاشق نیرنگ و شمع
ہی منقش سقف اور جلوہ کنان ہی ماہتاب
شب کو آتی ہین نظر انکھو نمین چرخ ارژنگ و شمع
چنگ و شمع بخت بزم عیش مین ہین یان نصیب
فرش خاک و داغ سینہ مرکے ہوا اور رنگ و شمع
شمع رو ہی سنگدل کی عشق مین ہم مر گئے
یاد تم رکھنا لحد پر میری لوح سنگ و شمع
راہ صحرا آتشین نالون سے وہ روشن ہوئی
نور مین یکسان ہین دونون میل ہر فرسنگ و شمع
غور کر دیکھا جو شب کو مین نے چرخ و ماہتاب
یاد آیا یار کا فانوس مینا رنگ و شمع
سنگدل کی روی تاباں کا رہی دلمین خیال
جلوہ رکھتی ہین میری سینہ مین یکجا سنگ و شمع
غیرت شعلہ جو حسن عارض دلدار ہے
آتش حسرت گل کھانمین گل اور رنگ و شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیون نہین ہوتا تجھے غم عاشق جانباز کا
دیکھہ روتی ہی بروی لاشۂ پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہی گم ہوتا ہے نور آفتاب
کب ہی ممکن کر سکے روشن میرا کاشانہ شمع

اسلیے ای شمعرو فانوس مین رکھتی ہین بند
جل نہ جائی تجھہ پہ آکر صورت پروانہ شمع

ہون وہ پروانہ کہ در تک باوجود عذر لنگ
نکلی استقبال کو محفل سی بی تابانہ شمع

جل رہی ہین جوہر آئینہ پروانون کی طرح
آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع

سر پہ سوزان داغ سودا پاؤن مین زنجیر اشک
تیری محفل مین کھڑی ہی صورت دیوانہ شمع

گرد کھائی اپنی بالی کی وہ بجلی کا فروغ
ہو برنگ ماہی بی آب بیتابانہ شمع

کچھہ فقط کوئی نہین ناسخ دل و جان سے نثار
بزم مین پروانے ہین سب صاحب خانہ شمع

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہلوی

جان نثاری پر تو اپنی ناز کیون کرتا ہی دیکھہ
سوز غم مین تیری شب بھر جلتی ہی پروانہ شمع

تیرہ بختی میری ہنستی ہی شب مہتاب پر
کیا منور کر سکے گی تو مرا کاشانہ شمع

کس گل رشک چمن کی سوز سی کھاتی ہی گل
گل بنائی اسنکے رو کو ہوای پروانہ شمع

لو مین کیا اوس آتشین رو کی لگی اوسکو لگن
سر اوٹھا کر دیکھی محلس مین بے تابانہ شمع

بر ق جون موی گری بیتاب طور چرخ سے
دیکھہ لی گر وہ تجلی رخ جانانہ شمع

منہ سی کچھہ کہتی نہین روتی ہی بی خود زار زار
شعلہ رو کی حسن کو ہی دیکھکر دیوانہ شمع

سوز سی جلتی ہی اور رکھتی ہی دل کو بے قرار
رات بھر روتی رہی محفل مین بے تابانہ شمع

فیض سے روشن نفس کی دور ہو ہر چند تیرگی
رونق خانہ نکیون ہو ہو جو صاحب خانہ شمع

۱۷ محفل ہجران اور کیا چاہیی ہے چنگ و شمع
داغ سوز سینہ و نالہ ہی خوش آہنگ و شمع

آتشین رو سنگدل کا داغ جیتے جی رہا
بعد مرون بھی رہی تربت پہ لوح سنگ و شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
ناچنی گانے کو رتبہ کیا ہی اوسکے سامنے		گر ہوای کوی جانان کا ہو مدفن پر گذر
ہر سخن اوسکا ہی ای ناسخ غنا ہر گام رقص		جون بگولا خاک کو ہر چند ہو ہر گام رقص

ردیف ع نمبر ۸ غزل ۲ ابیات ۳۳

۶۴

رکھتی ہین گل عشق رخ شوقِ قد جانانہ شمع	۱۶	گر کری نظارہ محفل مین رخِ جانانہ شمع
گل ہوی ہین شکل بلبل صورت پروانہ شمع		خاک ہووی جل کی سوز غم سی جون پروانہ شمع
کیونکر اسکو آنسو ونکا تار ٹوٹے ایک دم		کیون نہ جلکر داغ کھاوی دل زجان ہو منقطع
کہتی ہی میری زبان حال سے افسانہ شمع		عشق کا اوس شعلہ رو کی گر سنی افسانہ شمع
دیکھتی ہی قامتِ جانان کو حیران ہین تمام		بی سبب کرتی نہین زنہار گریہ رات بھر
فاختہ شمشاد بلبل شاخ گل پروانہ شمع		گر دورہ سی صاف کرتی ہی پر پروانہ شمع
اوسکی نور رخ کی آگے بوستان بزم سے		شمع کو کب آشنائی پر ہی پروانون کے دھیان
اور ہوتی ہی برنگ سبزۂ بیگانہ شمع		جان دیتی ہین جبث پروانے ہے بیگانہ شمع
شرم سی اوڑ جای شعلہ کیون نہ جگنو کی طرح		حسن دکھلا کر بو بھاتی ہی دل پروانہ کو
دیکھی محفل مین جو نور فندق جانانہ شمع		شام ہی کرتی ہی زیب حسن جون جانانہ شمع
اسکا تالا موتیون کا دود کلغی شعلہ تاج		فوج پروانون کی حاضر اکی ہو دربار مین
رکھتی ہی تخت لگن مین شوکتِ شاہانہ شمع		بزم مین کرتی جلوس وقت شب شاہانہ شمع
کیون نہ مین تشبیہ دون نفون کو دود شمع سے		جان نثاری کیون نہ سوز دل سی پروانہ کرین
شمع کا شعلہ ہی جہرہ قامتِ جانانہ شمع		آتشین ہی کیا بھبوکا سا رخ جانانہ شمع
کیا موثر ہی میری سوز درون کا یا جرا		نور حسن نوجوانی پر ہی سرکش بزم مین
ہو زبان افسانہ گو کی کہتی ہی افسانہ شمع		کب سنی پروانون کا کچھ کہان مین افسانہ شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرھنی

ردیف صاد

نمبر ۷

غزل ابیات ۱۰	
آسقدر زیر فلک ای سرو گل اندام رقص	بزم گلشن مین کری گر میرا گل اندام رقص
کر رہا ہی لو لگ گردون کو بے آرام رقص	بلبل و گل کا کری کیون دل نہ بے آرام رقص
سیکڑون مے دنی نکل پڑتی ہین ہر ٹھوکر کی ساتھ	بزم عشرت مین ملین ہین آکی اکثر دو دستار
فتنۂ محشر وہ ہی جسکا رکھا ہی نام رقص	کس طرح سی پھر نہ خوش فرجام رکھون نام رقص
مرغ خوش خوان اوس چمن کا ہون کہ جسکی صحن مین	ہی پسند خاطر زہاد بھی خنیاگری
آسمان طاؤس سان کرتا ہی صبح و شام رقص	دانۂ سبحہ کیا کرتی ہین صبح و شام رقص
لگتی ہین ہنسنی گردون کو ہزارون ٹھوکرین	یار کی پاؤن کی ٹھوکر گر بط مے کو لگے
کرتی ہین مستی مین جب ہم رند مے آشام رقص	کیا عجب کرنے لگی چون مرد مے آشام رقص
ہو گیا پیری مین عیش اپنا جوانی سی دو چند	سایۂ گردش پڑا کیا چشم میگون یار کا
ہاتھ مین عشی سی کرتا ہی جو مے کا جام رقص	ساقیا جو دور سی کرتا ہی مے کا جام رقص
دور دامن ہو گیا ہی مجکو مثل آسیا	شمع کی لو کا تڑپنا کب ہے تیری بزم مین
پیستا ہی دلکو تیرا ای بت خود کام رقص	دل جلون کا کر رہا ہی یہ دل ناکام رقص
گر عوض ناقوس کی جا کر مین اک نالہ کرون	گونج ناقوس اوس طفل برہمن کا دہان
تنگدی مین ہر طرف کرتی ہی رین اصنام رقص	تنگدی مین مست ہو کر نی لگین اصنام رقص
تو ہی وہ صیاد او ظالم کہ مجھکو دیکھکر	خنجر قاتل کے پیچھے ہون طپان مین اسطرح
کرتے ہین بدلی تڑپنی کے اسیر دام رقص	مرغ جون صیاد کی کرتا ہی زیر دام رقص
جی اوٹھے مردی ہزارون سنکے گھنگرو کی صدا	بزم مین بلوایا اوسنی مضطرب مین ہو گیا
واسطے زندون کی لایا موت کا پیغام رقص	کیا بھرائی تابی دل سی تھا وہ پیغام رقص

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زلف کے صدمے زیادہ روح سے ہین مجھ زار پر
دن سی افزون رات بھاری ہوتی ہی بیمار پر
عاشق و معشوق سب مرتی ہین میری یار پر
ذرہ کیا خورشید غش ہے روزن دیوار پر
جب غزل کرتی ہین موزون قامت دلدار پر
تو الف لکھتے ہین جا ہی صاد ہم اشعار پر
ناتوانونکی الم سی اہل دولت کو ہی عشق
خوش ہوئی سب ناخن مطرب لگا جب تار پر
ہو گیا مین قتل فرقت مین جو دیکھا ماہ عید
خون ثابت ہی مرا اس مغربی تلوار پر
دیکھکر اوس گل کو ہر غنچہ بھی جلانی لگا
نالی کب موقوف ہین بلبل تری منقار پر
کوہی جانان مین ہون پر محرم ہون دیدار سی
بخت خفتہ خندہ زن ہی دیدۂ بیدار پر
دور کرتے ہین نہانی مین صنم موباف کو
کیچلی برسات مین ہی بار جسم مار پر
آسمان کا منطقہ ٹھہرا لیا ہی جس طرح
دہم یون ہوئی کمر کا ہی جہان کو یار پر
کھودی ہی تصویر شیرین اس لیی فرہاد نے
روح بھی پھڑکا کری سر حرف تک کہسار پر
ایک اشک گرم ناسخ گر خزانی مین پڑی
طعنہ زن فوارہ ہو منقار موسیقار پر

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

ضعف ایسا ہی تب ہجران ہی جسم زار پر
بار غم اب اوٹھہ سکی کب اس دل بیمار پر
مہر بھی شیدا ہوا ہی نور حسن یار پر
چشم نظارہ رکھی ہے روزن دیوار پر
موزون کیا مضمون کرین ہم قامت دلدار پر
آہ کا عالم ہوا ہی مصرعۂ اشعار پر
کی گل طرہ نی بھی دستار اپنی تار تار
بہے فدا کیا سیم تن کی طرۂ زرتار پر
نام اپنا قاتلا زندہ ہوا ہے بعد مرگ
آب ہی آب بقا سی کیا تری تلوار پر
گلشن معنی مین رہتا ہی ہمیشہ نغمہ سنج
فوق خامہ کو نہ کیون طوطی کے ہو منقار پر
راندن سوتا نہین جگتا غم مہ رو مین ہے
خفتہ بختی نجم کو ہی دیدۂ بیدار پر
موذیون کو کب بساط دہر سی پوشش ملی
پوست کی پوشاک پہنائی ہی جسم مار پر
کانسہ سر کیون نہ کاٹے دم مین جون تار کلاں
باڑہ ہی شمشیر کی تار نگاہ یار پر
تنگ چشم ہووی نہ پردہ پوش اہل حلم کا
کب لگی سوزن سی ٹانکا دامن کہسار پر
ہو گیا تار رگ جان رشک تار ارغنون
طعنہ زن ہر چند ہی وہ صوت موسیقار پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
کیا موجہ سی نیک و بد مین نکالون کہ راندہ		تھی تیغ اوسکی دوش پہ جوہر کا نقش دیکھہ
اخبار کوئی کرتی ہین ارقام دوش پر		خط قضا کو سمجھا مین ارقام دوش پر
بس ہی اوسیکا نقش قدم ہمکو سجدہ گاہ		تابوت کیون نہ ہر چند تخت سلیمان ہو
ناسخ نبی کے جسنے رکھے گام دوش پر		لیکر چلے جو وہ پری اک گام دوش پر
۶۱		
بیخطر یون ہاتھہ دوڑاتا ہون زلف یار پر	۱۹	کیا سمجھہ شیدا ہوئی ہے شانہ زلف یار پر
دوڑتا تھا جسطرح ثعبان موسی مار پر		کاٹ کھائیگا رکھی ہی ہاتھہ دہن مار پر
سست بنیادی ہی خصم اپنی مکان یار پر		اسقدر ہی نور بام پر صفائی یار پر
منہدم ہو چاندنی آجائی گر دیوار پر		دیکھکر غش چاندنی ہو سایہ دیوار پر
کہتی ہین سب دیکھکر ابرو کو چشم یار پر		ہی مجھی افسوس جور مژہ چشم یار پر
کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نے بیمار پر		سیکڑون خنجر کھچے اک مردم بیمار پر
ہی مژہ برگشتہ مائل ابروی خمدار پر		ناز کر قاتل نہ اپنی ابروی خمدار پر
میل یہ خنجر کو جنبش سی ہی تلوار پر		سیکڑون بال آگئی ہین دیکھہ اسی تلوار پر
دور جام می تصدق ہی اگر رفتار پر		چرخ سرگردان ہوا ہی گردش رفتار پر
خون دل پینای می ہی قامت دلدار پر		یا بگل سرو چمن ہی قامت دلدار پر
آنکھہ جب سی پڑگئی ہوئی میان یار پر		دیکھا شیدائی مجھی جو حسن گلگون یار پر
رونگٹا بارگران ہی میری جسم زار پر		بلبل دل کو ہی نالہ میری حال زار پر
ہی نگاہ یار ہر دم میری جسم زار پر		اشک پھر کیونکر تھمین مژگان چشم یار پر
بجلیان گرنی لگین ہین سیکڑون اک بار پر		کب ٹھہرتا قطرہ شبنم ہی نوک خار پر
جو پریرو ہی وہ دیوانہ ہے چشم یار پر		جب نظر آئی مجھے مژگان چشم یار پر
ہی گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر		حیف کیون بارگران رکھا سر بیمار پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کہتا ہون سر کو بوجھ مین ناکام دوش پر
رکھتا ہی جب سے تیغ گل اندام دوش پر
جالی کی آستین نہین ای نازنین تری
عاشق کی مرغ دل کو ہے یہ دام دوش پر
تو وہ حسین ہی دیکھی گر طفل بھی تجھی
گودی مین چین اوسی ہو نہ آرام دوش پر
ای میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
لاتا ہی رکھکی مثل سبو جام دوش پر
پاس حرم نچاہیے ای پنجہ جنون
بار گران ہی جامۂ احرام دوش پر
تعمیر پر جو مرتی ہین نافہم یہ مگر
لے جائینگی اوٹھا کے در و بام دوش پر
بالون کا کچھہ اثر بغل یار مین نہین
ہوتا ہی عکس زلف سیہ فام دوش پر
ڈورا سری صنم کی جو گردن کا دیکھہ لین
زنار رکھین صاحب اسلام دوش پر
یہ التجا ہی پیر مغان کی جناب مین
رکھون مین ساق ساقی گلفام دوش پر
شیرین کوئی نہین ہی مگر کوہ کن کی طرح
تیشہ لیے کھڑا ہون مین ناکام دوش پر

غزلیات تصنیف ہرچند سخن دہلوی

۱۲

بار اوسکا نازکی سی ہو نا کام دوش پر
کاکل جو ڈالی نازک اندام دوش پر
پھندی مین اوسکی کیون نہ پھنسی مرغ دل مرا
صیاد زلف رکھتا ہی چون دام دوش پر
چلتی جو پا پیادہ ایذا تھی سر بسر
پا یارہ عدم مین آرام دوش پر
معکوس ہی کری کوئی کیا اوس سی میکشی
دریا رکھی حباب سی گو جام دوش پر
مہ رو کے سنگ در کو سمجھہ کعبہ مراد
ہی چاندنی کو جامۂ احرام دوش پر
تعمیر کاخ بحر کی کب پایدار ہے
پھر تا حباب بھی ہی لیے بام دوش پر
لچکے کمر نہ بار سی کیون مثل شاخ گل
رکھی اوٹھا کی گل جو وہ گلفام دوش پر
چومین مین مونھہ سی مصحف رخسار یار کو
پر رکھہ سکین نہ صاحب اسلام دوش پر
نازک ہی بار سی ہو سیہ دوش نیلگون
لٹکی جو اوسکی زلف سیہ فام دوش پر
مرکر ہوا ہی ترک ادب کوی یار کا
افسوس ہم ہو دھر چلے ناکام دوش پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نہین اس خوف سی ہوتا مین قتل غیر پر راضی
نہ لگ جائی کہین اسکا لہو قاتل کے دامن پر

جہان مین تیرہ دل جو ہین وہی بی رنج رہتی ہین
کہ نازل ہوتی ہی آفت ہوا کی شمع روشن پر

تصور بھی عجب ہے دور مین ہم ہون کہین لیکن
لگی رہتی ہی آنکھ اپنی در جانان کی روزن پر

ہماری زخم کی نظاری کی کب تاب ہی اوسکو
توای جراح پہلے باندھ پٹی چشم سوزن پر

مواہون صدمۂ بیداری شبہای ہجراں سی
کبھی سبزہ بھی خوابیدہ نہوگا میری مدفن پر

ہماری ہاتھہ سی دامن جھٹک کر تو گیا جہدم
گریبان آرہا بس ایک ہی جھٹکی مین دامن پر

تری چلمن تو ہی فانوس تو ہی شمع کا فوری
گرین کیونکر نہ پروانی ہزاردن تیری چلمن پر

تب غم سی ہوا یہ حال میرا تیری فرقت مین
کہ گنڈا ضعف سی طوق گران ہے میری گردن پر

کسیکا درد ہوتا ہی کسیکو کب نوانی مین
کہ جام و گل ہین خنداں شیشۂ و بلبل کے شیون پر

اگر ہوتا ہی اک دانہ بھی اوسمین میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہی ناسخ میری خرمن پر

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

مری جوش جنون کو سر بلندی ہوگئی ایسی
قد مبوسی کو آتا ہی گریبان چاک دامن پر

مفیض بزم مین ہوتا ہی روشن دلسی تیرہ بخت
کہ روغن کو فروغ ہوہی پڑتی گر شمع روشن پر

برستا ابر کی صورت ہی پانی رات دن دیکھو
کہ رکھتی چشم گریان فوق فواری کی روزن پر

جو کی ہندآنکھہ رشتہ سی ندیکھو دامن دلبر
گمان تھا خیرہ چشمی کا نگاہ چشم سوزن پر

مواہون سنگ دل کی غم مین پر سنگ تربت ہے
لکھا دینا یہ مصرع میری سنگ لوح مدفن پر

رواں ہے ایسا چشم تر سی ہر دم سیل اشکون کا
گریبان آرہا بس ایک ہی جھٹکی مین دامن پر

جمال یار بے پردہ نظر آئی نہ کیون ہمکو
لگا تار نظر اپنا در جانان کی چلمن پر

کیا تیغ ادا سی بیگانہ ہے قتل قاتل نے
گئی ہم جان سی اپنے رہا خون اوسکی گردن پر

کبھی دیکھا تھا رو تا غم مین بحر حسن کی مجکو
تو اب تک چشم گریان ابر کی ہی میری شیون پر

نہ کیون ہر چند جلکر خاک ہو دین دانۂ انجم
گری گر جا کر برق آہ دل گردون کی خرمن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کسیکا روتے تابان یاد دلواتا ہے یہ ہر دم
گری گی میری بیتابی آہ ایک شب کی خرمن پر
نہ دیکھا زیست بھر اوس غیرت مہتاب کو مین نے
چڑھاتا ہی فلک اب کیا گل مہتاب مدفن پر
اوسی صیاد کو گلگشت کا کیا آج ارادہ ہے
ہزارون بلبلین ہین منتظر دیوار گلشن پر
خبر ہے جان و تن کی صید گاہ عشق مین کسکو
جگر ہی مخمار کی پر نظر ہے ناوک افگن پر
شفق مین ماہ نو کو دیکھکر حسرت یہ آتی ہی
لہو میرا نہین لگتا کسیکی نعل توسن پر
رہا جو زندگی بھر عشق مجکو خوش نگاہون سے
چڑھا جاتی ہین آہون اپنی آنکھین میرے مدفن پر
تجھی سے عشق ہے سو دیکھتا ہی تیری صورت کو
عبث باندھی ہی تہمت بت پرستی کی برہمن پر
گری تھی ایکدن دو چار آنسو چشم جانان سے
بجائی سبزہ نرگس پھولتی ہین میرے مدفن پر
کسیکے ساتھہ ہوکر گرم سوتا ہون جو سرتا پن
تو یاد آتی ہین مجکو جو پڑی رہتی ہین گلخن پر
تصور بعد مردن بھی جو ہی اک روی تابان کا
تو گنبد کی عوض ہی برج خورشید اپنے مدفن پر

غزلیات تصنیف ہر چند سر ذھنی

ہے گریہ ماہ وش کی غم مین چشمون سے جگن انسو
نکیون ہو دامن مژگان کو طعنہ مہ کی خرمن پر
یگانون سے ہوئی بیگانہ ہوکر آشنا تیری
اوگی گا سبزہ بیگانہ میری خاک مدفن پر
جو وقت سیر خاک پاے گلرو کی پڑی اوڑکر
تو رنگ آبداری ہو رخ گلہاے گلشن پر
لگائی آگ آب ابر مین سینہ سے گر نکلے
کہ شرر آہ کو رفوق برق شعلہ افگن پر
دیار یار کی منزل کا رستہ طی نہو ہرگز
سواری گر کرون تا عمر مین ہر صرصر توسن پر
جو اوسکو دیکھون جی جلتا ہی یا شمع رو آئی
جلائی کیون عبث ہو شمع کو تم میری مدفن پر
مین ہون طفل برہمن پر جو شیدا غم مین تا ہون
ہوئی طعنہ زنی نالہ کو ناقوس برہمن پر
پس از مردن بھی آب و گل مین ہے وہ شور بیتابی
کہ بسمل کی طرح تڑپی پڑی گر برق مدفن پر
جلے کیونکر نہ دل یاد ایام چشمون کی تصور مین
اوٹھی شعلہ نہ کیون روغن گری روی گلخن پر
ہو گلکاری سے سنگ قبر رشک تختہ گلشن
رکھی گلرو اگر پاے نگارین میری مدفن پر

غزلیات تصنیفِ ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرِ دھنی
نظمِ ناسخ ہی جو مضمونہای رنگین سی چمن		ہوگیا ہر چند گلشن بھی دلستانِ سخن
ہوگئی برگ خزان اوراق دیوان بہار		طفل غنچہ شوق سی پڑھتی ہین دیوانِ بہار
۹۰		
نہین ہی سبزۂ خط عارضِ محبوب پر فن پر	۲۹	عیان کب خط مشکین ہے عذارِ یار پر فن پر
ہوئی ہین جمع پروانے یہ آکر شمع روشن پر		دخان آکر ہوا ہی جمع روئی شمع روشن پر
گریبان چاک گل بھی ہین جو دیوانونکی صورت ہے		ہی رشکِ عالم فوارہ گریہ دیدۂ ترکا
ہوا ہی اشتباہ کوی جانان مجکو گلشن پر		برستا آب باران ہے گویا گلہای گلشن پر
کیا کیون عشق نے برو چھوڑ کر طاق حرم مینے		کیا جو سر نے دعوی قدرِ عنای اوس گل سی
نہین شمشیر قاتل یہ وبال اسکا ہی گردن پر		چلاتی شاخ سی آری ہوا ہی اوسکی گردن پر
بجای شمع و گل سیماں بلورین پای رنگین ہون		صفائی سی برنگِ آینہ ہو رونمائی کو
کبھی یارب گذر ہوا اوس پر سی کل میری مدفن پر		جو رکھدی آئینہ رو پاکو میری سنگِ مدفن پر
جگر ہوتا ہی ٹکڑی مژگشی سی تیری فرقت مین		نہ پائین پھول پھل ظالم کبھی گلزار دنیا سی
مژ گلرنگ سبقت لیگئی ہی آب آہن پر		ثمر آتا نہین زنہار شاخ تیغ آہن پر
لگا کر آنکھ نظارہ مین کر سکتا نہین ڈرہے		اوسی دیکھینگے اوسکے گھر مین یان پاس آنے کب میرے
گمان ہی چشم دربان کا در جانان کی روزن پر		لگائی دوربین چشمون سی ہمنی در کی روزن پر
مین وہ شوریدہ سر دیوانہ تھا جو بعد مردن بھی		نہ طالع ہو کبھی بیدار وہ خوابیدہ بختی ہے
چڑھا جاتی ہین پتھر لوگ آکر میرے مدفن پر		اوگی گا سبزۂ خوابیدہ میری خاکِ مدفن پر
ہماری نالہای پر اثر کی طرز اوڑائی ہے		مین جوش غم سی گلدوکی جو رویا باغ مین جاکر
گریبان چاک ہو گل کا نکیون بلبل کی شیون پر		ہنسی گل مسکرائی غنچی باہم میری شیون پر
تسلی دل کو دیتا ہی تری مژگان کے ڈورے مین		نکیون ان آتشین زخمون کو سوزن دیکھ جاتی ہے
مسیحا ورنہ عاشق ہی معاذ اللہ سوزن پر		سیی گی کیا ہے مونھہ اسکا ہنسین مین زخم سوزن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
تو نہین جاتا چمن مین گل کی پھاڑا ہین	سرو قد کی حسن کا گیا سر مین سودا ہی اوسکی
بن گئی موج ہوا موی پریشان بہار	جعد سی سنبل کے ہین موی پریشان بہار
تیری روئی آتشین کی آگے جاتا تھا فروغ	ای صبا روشن نہ کیون ہو جای ایوان چمن
کر دیا باد خزان نی گل چراغان بہار	ہو گئی ہین لالہ و گل سی چراغان بہار
گل ہوئی پژمردہ سب مرغ چمن مردہ ہوئے	شمع رو جائی مرا جسدم کہ بزم باغ مین
آگی اوس گل کی نکلنی پر ہی اب جان بہار	شوق دل سی ہو فدا پروانہ سان جان بہار
کیا غضب ہی شکر محسن کا بشر کرتی نہین	دمبدم غنچی چٹکتی ہین خوشی سی پھول پھول
ہے زبان برگ سی ہر گل ثنا خوان بہار	جذبۂ شوق دلی سی ہین ثنا خوان بہار
جوش گل اوس رشک گلشن کی جدائی مین نہین	کس طرح سی تار سنبل کر سکی اوسکو رفو
بلبلو آلودۂ خون ہی یہ دامان بہار	ہو گیا دست صبا سی چاک دامان بہار
ہی چمن مین جوش گل میری بدن مین جوش خون	کیا ہی رنگین پیرہن ہین گلعذاران چمن
ای جنون ساری نظر آتی ہین سامان بہار	ہو گئی چشم تماشا محو سامان بہار
لالہ و گل کیا کہ ہین منقاد نافرمان تک	حکمرانی کشور گلشن کی اوسکو ہو نہ کیون
باغ مین مانند جوہاری ہین فرمان بہار	پھول نافرمان کی ہین جو زیر فرمان بہار
کیون خزان حسن مین دیکھون نہ خط سبز یار	سبز رنگ کی میری کیا دیکھا ہی خط سیاہ کو
اسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحان بہار	خط غلامی کا لکھی ہی خط ریحان بہار
کیا زمین اب تو شفق سی ہی گلستان آسمان	برگ گل سی فرش رنگین صحن گلشن مین ہوا
دیکھنا ای باغبان تو رفعت دشان بہار	کیون نہو رنگ شفق سی خوشنما شان بہار
دیکھی اوس گلگون قبا کا حسن وحشت زا اگر	گلبدن کی عشق مین کیا ہو گیا سودا اوسے
پرزی پرزی ہو برنگ گل گریبان بہار	چاک ہوتا ہی گلون سی جو گریبان بہار

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
آج تو پوشاک پر مرتا ہی تو گل دیکھیو		بیوفائی بلبلون کی ہی عیان وقت خزان
جائیگا بناش تیری لاش عریان چھوڑکر		باغ مین ہی آتی ہین لاش گل کو عریان چھوڑکر
روشنی کی سیر مین جب شب فرقت مین کی		شمع رو کی بزم سی مین سوختہ دل کب ٹلون
شعلہ آپ لپٹے مجھی سر و چراغان چھوڑکر		کیون پتنگ جائے کہین سر و چراغان چھوڑکر
دیکھلو وقت نزدیکی ہو جو برق و ابر کی		خندہ اپنی بے نصیبی پر مجھے آئے نہ کیون
خندہ زن جاتا ہی ظالم مجھکو گریان چھوڑکر		سکر آتا یار جائے مجھکو گریان چھوڑکر
عیش تنہائی ہوا مردون کی کثرت سی محال		نقد جان دیکر خریدا ہی مکان قبر کو
جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑکر		اب نہ جائینگی کہین شہر خموشان چھوڑکر
مرگیا کیا ناسخ میکش جو ساری میفروش		تاکتی ہے چشم میگون کیف می ہرچند ہو
مسجدون مین بیٹھ اپنی اپنی دوکان چھوڑکر		جائین میخانی کو کیون ہم ایسی دوکان چھوڑکر
تو ہی وہ گل ہے کہ ہی تجھ پر فدا جان بہار	۱۶	کیون نہ رشک گل پہ میری ہو فدا جان بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہی احسان بہار		ہی ازل سی حسن گلگون کب ہی احسان بہار
اوڑتی پھرتی ہین بھلا کیا تبہ اوراق گل		دختر رز سی رکھی ہم صحبتی ہی تاک جھانک
مصحف رخسار اوس گل کا ہی ایمان بہار		فصل گل مین کھو دیا مستی نے ایمان بہار
مین ہوا عاشق جو اوس گل پر ہوا آغاز خط		ہوگئی ہین اندنون تن کی ہماری مو سفید
جوش سودا کا ہوا ہی مجکو پایان بہار		عمر کے گلشن کی کیون سمجھون نہ پایان بہار
زندہ ہوتی جاتی ہین گلہای مردہ اک قلم		تازہ جان ہوتی ہین اوس سے غنچہ و گلہای باغ
آب جو بہتی ہین چمن مین آب حیوان بہار		آب گریہ کا مری ہے آب حیوان بہار
کر رہا ہون آب بازی باغ حسن دوست مین		غنچہای باغ اوسکی فیض سی ہنستی ہین گل
دیدہ گریان ہین گویا ابر باران بہار		آب شبنم ہوگیا ہی ابر باران بہار

غزلیات تصنیفِ ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرِ دھنی
وصلِ جانان کی قسمت مین ہمیشہ ہی دلا	فرقتِ دلبر کا دل پر حسرت و ارمان ہی
جائی ہی اک روز آخر جسم کو جان چھوڑکر	غم نہین جاتی ہی گر اب جسم کو جان چھوڑکر
ہو وطن مین خاک میری گوہرِ مضمون کی قدر	سر مین سودا اوسکے کیا یاقوت لب کا ہو گیا
لعل قیمت کو پہونچتا ہی بدخشان چھوڑکر	لعل سرگردان پھری کانِ بدخشان چھوڑکر
کوی قاتل کو چلو وحشت مین یون صحرا سی ہم	ہی جنون سر مین پیادہ پا رکھون سرگشتگی
بھاگتی ہین جسطرح سی تیر میدان چھوڑکر	جون بگولا جاؤن کب صحرا کا میدان چھوڑکر
ہوتی ہی غربت مین ثروت پر بڑی ایذا کی بعد	یوسف ثانی مرا گر جلوہ گر ہوتا وہان
رنج اوٹھائی کس قدر یوسف ذی کنعان چھوڑکر	شرم سی یوسف نکلتا شہر کنعان چھوڑکر
حور ہی ساقی مرا کیونکر ہی مے مجھسہ حرام	خال عارض کو تری گر دیکھہ پاتا اک نظر
واعظ کر تا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑکر	ہو تا زاہد کیون نہ کافر دین و ایمان چھوڑکر
ہو الٰہی وصل جنت مین بھی مجکو یار کا	کیون پری شیدا نہو دیکھی جو حسن حور وش
کب وہ انسان ہی جو مانگی حور انسان چھوڑکر	کب پریزادون کو چاہی ایک انسان چھوڑکر
سانپ کو قابو مین لاکر چھوڑ دینا زہر ہی	عارضِ صافی سی اوسکی صبح روشن ہی عیان
جان سی مایوس ہونمین زلف جانان چھوڑکر	شام دکھلاتا ہی مونھہ پر زلف جانان چھوڑکر
سر پٹکتی پھرتی ہین ارواح سنگ خشت سی	مسند شاہی پہ دو دن بیٹھہ لی پھر امید ن
چل بسی ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑکر	جون گدا بستر زمین پر ہوگا ایوان چھوڑکر
اعتبار اصلا نہین گر ہی جہان زیر نگین	تختہ تابوت ساتھہ اوسکے گیا تھا بعد مرگ
اوٹھہ گیا دنیا سی خاتم کو سلیمان چھوڑکر	تخت پریان کا گیا یان پر سلیمان چھوڑکر
زاہد اکیونکر کرون مین ترک یہ دنیا ہی وہ	گر مری رشک پری کا وہ سنی وہان حال حسن
سیر کو آئی تھی آدم باغ رضوان چھوڑکر	دیکھنی کو حور آئی باغ رضوان چھوڑکر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
باندہ لایا شملۂ زرتار مہتابِ افتاب	باندھتا دستار سر پر ہی گلابی پیچدار
آسمان سی کم نہین اوس ماہ کا دستار بند	میری اوس شکِ چمن کا غنچہ ہی دستار بند
تیر سی نالی نکلتے ہین پیاپے ہجر مین	دلمین رکھتا ہی خیال خندۂ زخم جگر
مونھہ مرا ہوتا نہین مثلِ لبِ سوفار بند	خندہ روئی کر نہین سکتا لبِ سوفار بند
تیری ابرو سی کسی صورت نہین ممکن پناہ	منہ پر ستارات دن رہتا ہی چشم زار سی
سحر سی ہو جاتی ہے تلوار کی بھی دھار بند	اک پلک بھر بھی نہین پانی کی ہوتی دھار بند
کھل گئی جادو بیانی بزم مین ناسخ کی آج	کہتا ہون ہر چند مین ہر بار طفلِ اشک کو
کر دیا مینے اُدسی تقریر مین سو بار بند	گریہ سی کرتا نہین ہی چشم دریا بار بند

ردیف ر

لمبر ۶

غزلیات ابیات

۹۶

۲۰ جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوی جانان چھوڑ کر — آیا ہون جو نو بہار حسنِ جانان چھوڑ کر

بلبلِ نالان کہان جائی گلستان چھوڑ کر — غم سی نالان بلبل آسا ہون گلستان چھوڑ کر

چاہیی وحشت مین جامہ چاک ہو نا روح کا — پنجۂ دستِ جنون کر دامنِ جامہ کو چاک

دامنِ قاتل کو لون اپنا گریبان چھوڑ کر — طوق گردن کی لیی لیکن گریبان چھوڑ کر

وصلِ جانان مین نظر آیا مہِ شعبان مجھی — ہی مری دانش مین دوزخ سی بھی بد تر عذاب

سبزہ کیا دیکھون خطِ رخسارِ جانان چھوڑ کر — باغِ جنّت مین نہ جاؤن کوی جانان چھوڑ کر

کاوشِ غم دور ہو میری دلِ ویران سی کر — دامنِ بادِ صبا سی آتشِ گل تیز ہو

خار جاتی ہین کوئی صحرا کا داماں چھوڑ کر — غنچۂ دل ہون جاؤن کیون صحرا کا داماں چھوڑ کر

روحِ لیلی کا عبث ہی تجکو مجنون انتظار — تو چمن مین ہی گل و غنچون کی نظارہ مین مجھ

بوی گل کب عود کرتی ہی گلستان چھوڑ کر — بوی گل گل سی نکلتی ہے گلستان چھوڑ کر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یوسفستان ہو گئی ہین کوچہ ہای لکھنؤ
ایک مدت سی پڑا ہی مصر کا بازار بند
نیند آئی گی کہ موت آئیگی ہجر یار مین
دیکھی کیونکر ہون اپنی دیدۂ بیدار بند
بار ہا گلشن مین سنتی ہین مری گلبانگ کو
مثل غنچہ بلبلون کی ہو گئی منقار بند
باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن وہین
کر لیا ہے تو نی دروازہ جو ای خمار بند
مر دی جی اوٹھی تیری ٹھوکر سی زندہ مر گئی
کھل گئین دو چار آنکھین ہو گئین دو چار بند
قیس سن لیتا ہماری برہنہ پائی کا حال
کیا کرین ہی دشت وحشت مین زبان خار بند
کفر ایسا ایصنم پھیلا ہی تیرے عد مین
ہی رگون سی باغمین ہر ایک گل زنار بند
شیشے مین کرتا ہون خالی محتسب میرا ایاغ
پنبۂ مینا سی کان اپنی کرون ناچار بند
محتسب ہر جم نی ایسی لڑھائی ہی شراب
ہو گئی ہی آج راہ خانۂ خمار بند
کیون نہ منڈوائی بھوین اپنی وہ طفل آزاد کا
سچ تو ہی ہوتے ہین درویشون مین کم تلوار بند

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

دیکھی جو گلکار داغونسی پر مد نخت دل
ہو دی نقاشان چین کا شرم سی بازار بند
شائق دیدار عارض کون رشک سی ہین
جو نہین کرتے ستاری دیدۂ بیدار بند
مرغ دل اپنا اگر ہو باغ مین نغمہ سرا
طوطی خوشگو کی کیون سنکر نہو منقار بند
جی مین رہتا ہی خیال چشم میگون یار کا
کیف غم دل پر نہین گو ہی در خمار بند
ای سلیمان ہمکو بھی پیر سنان ہی نصیب
دھیان سی ہین شیشۂ دل مین پری دو چار بند
چاک کرتی ہی قبای گل چمن مین کیون صبا
کیا کرین فریاد اوسکی ہی زبان خار بند
عشق مین طفل برہمن کے ہون کافر زاہدا
ہی رگ جان سی دل شیدا مرا زنار بند
داستان دوری دلبر ہی ایسی دردناک
کون پاس اگر سنے رکھون زبان لاچار بند
جام چشمون مین بھری ہی اشک گلگون کی شراب
دیکھو آنکھون مین مری ہی خانۂ خمار بند
دیکھیے کس بخطا کا خون کری غوغا آج
مردم دیدہ ہی تلوار بند

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
سوجھی مضمون جو بیاض رخ جانان کی مجھی		وہ سیہ بخت ہون گر حال لکھون کچھ اپنا
ہوگیا رنگ مرکب دم تحریر سفید		خامہ کا چہرہ ہو جون کاغذ تصویر سفید
رات دن پیر فلک کی ہی دو رنگی ظاہر		رشک خورشید کا میرے کہین کیا دیکھا حسن
زردہی پرتو خور ماہ کی تنویر سفید		داغ غم کھا کی ہوا ہی مہ تنویر سفید
موت کو یاد کری تار کفن آئی نظر		شیخ جی بال سیہ کرتی ہو کیون دیکی خضاب
اس لیی ہوتے ہین موئی بدن پیر سفید		کب رہین کالی یہ پھر ہوونگی ای پیر سفید
سرخ دیکھا جو خوشی سی مری چہری کو کبھی		بخدا چاندنی مہتاب کی ہو جاے سیاہ
ہوگیا غم سی رخ دشمن بی پیر سفید		پہنی پوشاک اگر وہ بت بی پیر سفید
سادگی مین جو مزا ہی نہین رنگینی مین		صحبت پاک دلون کی نہو موذی کو اثر
ای صنم دیکھہ لو ہو سرخ سی اور شیر سفید		زہر شیرین ہو گر مار پیے شیر سفید
شوخ ہی رنگ سنہرا یہ تری سینہ کا		جوش سودا کا مری دیکھلی گر ایک نظر
صاف آتی ہے نظر سونی کی زنجیر سفید		ہودی دیوانون پہ کیون دیدہ زنجیر سفید
ابرو ان پر ہی گلال اور مژہ پر ہی عبیر		پر کمان ابرو کے دلمین نہین آتا ہی رحم
سرخ آتی ہین کمانین نظر اور تیر سفید		ہوگیا زخم جگر دیکھہ وہین تیر سفید
خون سفید ایسا ہی ابنای زمان کا ناسخ		چشم جوہر سی جو دیکھی زخم سینہ و دل
کیجیے قتل جو اونکو تو ہو شمشیر سفید		کیون نہ ہر خند ہو آب دم شمشیر سفید
زیست بھر ہوگی نہ یان چشم خیال ای یار بند	۱۶	گھر کی دروازی کو گرچہ کر دیا ای یار بند
غم نہین کر اپنے گھر کی روزن دیوار بند		جھانک کر دیکھین گے کب ہون روزن دیوار بند
باغ مین جاتا ہی جب بند قبا کھولی وہ گل		کیا علاج اسکا کرون ہی یہ کسیکا درد مند
غش سی ہو جاتی ہی چشم نرگس بیمار بند		آہ کرنی سی نہین ہوتا دل بیمار بند

بوستان

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
بل بے طول شب فرقت نہوئی اک صبح ہوگئے آہ مرے موے سیہ فام سفید		بل بے کیا اس دل مضطر کو پریشانی ہے جسکو ہو دیکھتی ہی زلف سیہ فام سفید
گو پہنتا نہین جز جامہ رنگین تو آج کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید		شوق دیدار نے کیا ہمکو دکھائین آنکھین انتظاری مین ہوئے دیدۂ ناکام سفید
اپنے اس گورے بدن پر نہوا اتنا مغرور رنگ سب رنگون مین ہوتا ہے بہت خام سفید		شوب باران سی کبھی زنہار نہ رنگت بدلی رنگ مہتاب کی چادر کا نہین خام سفید
حرف مطلب جو لکھوں صاف تو دیتا ہے جواب بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلارام سفید		حال فرقت جو لکھون تاب کہان ہے دلکو اسلئے بھیجا ہے نامہ ای دلارام سفید
تیرے محبوب کی قاصد نے کہا کیا ناسخ ہو گیا مونھہ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید		جانی جانی کی خبر یک نے ہر چند جو دی ہو گیا خون جگر سنکے یہ پیغام سفید
مونھہ ترا غم سی سیہ ہے ای بت بے پیر سفید کھینچین تصویر تو ہو کاغذ تصویر سفید	۱۳	ہو سیہ بختی مری کب بت نے پیر سفید سنگ مرمر پہ جو کھینچین نہو تصویر سفید
کشتہ اک گوری بدن کا ہون عجب کیا ہی اگر رہی تا حشر مری روضہ کی تعمیر سفید		سیمبر کے غم ہجران مین مواہون کیجو آب بقیرہ سی میری قبر کی تعمیر سفید
کیا تری رنگ حنائی پہ چمکتا ہی عبیر اس طرح سی نہو خاکستر اکسیر سفید		سیمین تن کے مواہون آتش غم سی جلکر خاک سی میری بنی کیونکہ نہ اکسیر سفید
سرخ ہی چہرۂ ساقی قدح می کی طرح عارض ماہ ہی مثل قدح شیر سفید		حسن یار کا کیا حال صباحت لکھون ہول سی دیکھکی ہی رنگ تن شیر سفید
خفت وضع پہ بھی دال تلون ہوتا پہنے پوشاک نہ کیون صاحب توقیر سفید		جب غضبناکی سی مونھہ آتشین خو کا ہو لال مین تو کیا ہول سی ہون صاحب توقیر سفید

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
وصفِ صباحت رخ جانان لکھون اگر	پنجہ حنائی اوسکا ہے ہم پنجۂ چنار
درکار ہو برائے قلم نسترن کی شاخ	اور اوسکی انگلیان بنی ہین گویا نسترن کی شاخ
معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل	ہر اک طرح کے میوے ہین پر ذایقہ لگے
ناسخ ہے کلک فکر نہالِ سخن کی شاخ	ہرچند ہے زبان گویا نخلِ سمن کی شاخ

ردیف د
نمبر ۵
غزل ابیات ۱۴
۵۴

یار آیا تو ہوئے دیدۂ ناکام سفید	۱۲	کیون نہو نور سے جون دن شب ناکام سفید
جیسے ہون آمد سلطان ہین در و بام سفید		کاخ حسن آئے تو ہو جائین در و بام سفید
سر سفید اپنا ہے پیری مین مگر دل ہے سیاہ		رشکِ مہتاب مرا آئے جو مہتابی پر
عین دالان سیاہ اور لب بام سفید		جون لب ماہ نو ہو جاے لب بام سفید
سالکِ کعبۂ مقصد ہین تکلف سے بری		مری مریم کا ہوا دامنِ عصمت وہ پاک
کیون نہ زردار دن کا ہو جامۂ احرام سفید		رشک تو قیر سے ہو جامۂ احرام سفید
شام کو آیا وہ خورشید دم صبح گیا		کل کی شب وعدہ کیا آج سر شام آیا
ہو گئی صبح سیاہ اور مری شام سفید		جس سے مہ رو کی جون روز ہوئی شام سفید
ظلمتِ ہند مین یون نام ہے روشن میرا		زرد رنگی شب ہجران کی بدن پر چھائی
جسطرح آئے سیاہی مین نظر بام سفید		زعفران سنتی ہی ہو جاے مرا نام سفید
دیکھ لی ادنی اثر عالم بیداری و خواب		تیرہ بختی سے ہوا وصل نہ مہوش کا نصیب
کہ لیالی ہین سیاہ اور ہین ایام سفید		شب ہجران کی نہوگے کبھی آیام سفید
پڑی عکس اوسکے رخ سرخ کا گر ساغر مین		گل سوسن پہ جو ہو عکس فگن وہ رخ صاف
ہو مخالت سے وہین بادہ گلفام سفید		گل نسرین سا نہ کیون ہو وہ سیہ فام سفید

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی
داغِ حسرت ہین چراغِ دیر و قندیلِ عدم		شوق دلسی شائق نظارہ ہو کیونکر نہ حور
کون جا دلکش ہے دنیا مین نشان کوی دوست		خوشنما کب باغ رضوان ہے بسان کوی دوست
غیر ہو شیطان تو اپنا نعرہ ہو تیر شہاب		خامہ بھی عاجز ہے ہرچند حال کہنے لکھنے سی
ایسی ای ناسخ ہم ہین آتش بیان کوی دوست		بند ہے مونھہ مین زبان کب ہو بیانِ کوی دوست

ردیف خ نمبر ۴

غزل ابیات ۹

۳ھ

ہے نازکی سی قامت جانان سمن کی شاخ	۹	اونگلی ہین اوسکی نازک گویا سمن کی شاخ
مین سوز عشق سی ہون چنارِ کہن کی شاخ		پھولون گوندھی ہے جد چنار کہن کی شاخ
ظالم کو بعد مرگ بھی ہو ظالمون سے ربط		جب اوس غزال چشم کا جورمژہ لکھا
خنجر کا دستہ کیون نہ بنے گر گدن کی شاخ		خامہ ہمارا ہو گیا اک کرگدن کی شاخ
ہم وحشیون کی بخت جو برگشتہ ہین سو ہین		باران سی فیض پائی نہ زنہار خشک مغز
سیدھی کسیطرح نہو جیسی ہرن کی شاخ		سرسبز ہو نہ آب سی گاہی ہرن کی شاخ
رکھی چھڑی جو نازسی اوسنے تہ ذقن		عناب لب کی لٹکین ہین رخسار پر جو زلف
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ		کیونکر کہون نہ اونکو مین سیب ذقن کی شاخ
دیکھی جو یہ چنبیلی کی کلیون سی اونگلیان		لکھون جو اوسکے حسن مصفا کی وصف کو
وہ تیرے دست دیا کو کہے یاسمن کی شاخ		کیونکر قلم نہ فیض سے ہو یاسمن کی شاخ
دکھلائی اپنے قد نے جو نو بہار		وہ سرو قد جو جاے چمن مین تو شوق سی
یا بوس کو چمن مین جھکی نارون کی شاخ		تعظیم کو صبا سی جھکی نارون کی شاخ
مرتا ہون مین کسیکی نزاکت پہ دوستو		کیونکر نہ سوز سینہ سی ہون آبلہ ثمر
بہر جریدتین ہو نازک بدن کی شاخ		ہر استخوان بنا ہے درخت بدن کی شاخ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرھنی
لوٹتے ہین خاک مین آنکھین لگین ہین سے بام		دستگیری یا میری سی نہ گردون کر سکی
مرتے ہین معراج پر افتادگان کوے دوست		خاک مین ملتی ہین سب افتادگان کوی دوست
جی اوٹھا مردہ جنازہ جو گیا اوس راہ سی		بار ور اوس سرزمین سی ہو نہ نخل آرزو
کر چکی ہے خلق سو بار امتحان کوی دوست		کر چکے اے باغبان ہم امتحان کوی دوست
وصف جنت جب کیے واعظ نے منبر پر شروع		جو کہ جاتا ہے وہان پھر لوٹ کر آتا نہین
صاف مین سمجھا کہ کرتا ہے بیان کوی دوست		حیف ہے کس سی سنین پھر ہم بیان کوی دوست
کب ہے کعبی کا ادب ایسا کہ رکھتی ہی قدم		تیری نقش پا پہ سر رکھتی ہین اپنا عجز سی
پانو اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوی دوست		جو کہ ہین روی زمین پر رتبہ دان کوی دوست
ساری عالم کو ہے جو بی اختیار انہ رجوع		جیتے جی دیکھا نہ مجکو قبر دیکھی گا کبھی
مرکز عالم ہے شاید درمیان کوی دوست		مرنے پر ہو قبر میری درمیان کوی دوست
جو وہان پہونچا وہی آگاہ اوس عالم سی ہے		ہر ستارہ جسکا رشک روشنی مہر ہے
اور ہی کچھ ہے زمین و آسمان کوی دوست		کسنی دیکھا ہے کہین وہ آسمان کوی دوست
جو وہان جانے لگا پہونچا کنار گور کے		کب کسیکا ہو گذر اوس بارگاہ خاص مین
رہرو ملک عدم ہین رہروان کوی دوست		گر گمان و وہم و فہم ہون رہروان کوی دوست
خاک ای قاصد جواب خط کی ہو تجھسی امید		منزل جانان پہ پہونچائی گی اونکی رہبری
کاٹتے ہین اپنی کو نچین سالکان کوی دوست		ساتھہ مین ہم اپنے لینگے سالکان کوی دوست
اے اجل اب ساکن شہر خموشان کر مجھی		پاسبان کو چی کی اوسکی حور و غلمان کہین نہون
کیا کرون ملتا نہین کوئی مکان کوی دوست		روضہ رضوان بنا ہے ہر مکان کوی دوست
حاملان عرش اعلی کے یہان اوڑتی ہین ہوش		دست بستہ ہین کھڑی حور و ملک دیو و پری
عرش اعلی سے بھی بس بالا ہے شان کوی دوست		خط خور جا روب کشر ہے ہے وہ شان کوی دوست

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرِ دھنی
چشم باطن مین تماشا ہے جہان راز اصل ہے		ہوشیاران ازل کو عالم غفلت نہو
فی الحقیقت دیکھتی ہین دیدۂ بیدار خواب		عمر بھر دیکھے نہ ہرگز نرگس بیدار خواب
کم جنازی سی نہین شبہای فرقت مین پلنگ		رات دن رہتا ہے دردِ ہجر سی بیتاب دل
موت سی بھی مجکو بدتر ہے کہین بے یار خواب		مردم بیمار کو آئی کہان اے یار خواب
خواب مین کیا ہون حمایل گردنِ جانان ہاتھ		فرقتِ گلرو کو دیکھو کیا کھلا ہے اور گل
ہو رہا ہے بختِ خفتہ کا گلی کا ہار خواب		بیکلی کا گوندکر دیتی ہے ہمکو ہار خواب
چشم ظاہر گر ہے روشن چشم باطن کور ہے		انتظار یار مین آنکھین کھلی دن رات ہین
یہ نہین ممکن کبھی دیکھے کوئی بیدار خواب		دیکھیے دیکھین گے کب یہ دیدۂ بیدار خواب
خورمی اس دار فانی مین ہے غفلت کی دلیل		پوچھنا شانہ کبھی تعبیر زلفِ یار سی
محفل اہل عزا مین پائے کیونکر بار خواب		دیکھتی ہین کیون پریشان شبکو ہم ہر بار خواب
خواب مین بھی یار کو آئینہ سی انکار ہے		دل کی آئینہ مین دیکھا اپنے یوسف کا جمال
موت کی اب فکر کر ناسخ کسے درکار خواب		جون زلیخا کب مجھی ہر چند ہو درکار خواب

ردیف ت

نمبر ۳

غزل ابیات ۱۵

دشمنِ جان ہے بہار پاسبان کوی دوست	۱۵	وقتِ شب ٹوکین مجھی ہین پاسبان کوی دوست
ہو جو اب آشنائی ساکنان کوی دوست		کیا ہو حیلہ آشنا کب ساکنان کوی دوست
کیسنے مجھہ وحشی کے پھینکی اونکے آگے استخوان		شب کو کوے آشنا مین دیکھہ مجکو چپ رہین
اک سری سی ہو گئی مجنون سگان کوے دوست		آشنائی ہم کرینگے باسگان کوے دوست
ہاتھہ مین تیری نہ ٹھہریگا وہان مکتوب شوق		رہنمائی کوی جانان ہو گیا ہے سیل اشک
یاد رکھہ قاصد پڑا ہے یہ نشان کوی دوست		پا بطفل اشک فرو رو نشان کوی دوست

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
ہاتھ اوٹھا کر دو نو عالم سی خدا کی سامنے	دیکھتے ہی اک نظر دل اوسکو دیوانہ ہوا
کیا مین اس وحشت سرا مین غیر وحشت مانگتا	کیون نہ حسن آہو چشمون سی مین وحشت مانگتا
گر طلب فوج و نشان کرتا تو ملتی اشک و آہ	گنگ ہوتے شور سنکر کیون نہ گوش رعد و برق
ہاتھ آتی سینہ کوبی گر مین نوبت مانگتا	کوس آہ غم سی مین گر صوت نوبت مانگتا
ہون وہ عریان شوق لکھنو کا اگر ہوتا مجھے	چادر اپنی چاندنی اوسکو اوڑھا دیتی مین
حرف بھی استاد سی میرا نہ خلعت مانگتا	گر تن سنگ لحد پوشش کو خلعت مانگتا
موج آب زندگی سے کام لیتا تیغ کا	کب ملا قاتل ہمین گو اوسکے کوچہ مین گئے
خضر بھی ملتا تو مین جام شہادت مانگتا	ورنہ اوسکی تیغ ابرو سی شہادت مانگتا
گر نہوتا سرخ داشک غم شبیر سی	مرتے درد ہجر سی ہر چند ہو جاتی شفا
حشر مین کس منہ سی ناسخ مین شفاعت مانگتا	کیون قضا سی زندگی کی مین شفاعت مانگتا

ردیف ب نمبر ۲ غزل ابیات ۱۰ ۵۱

مجھ سی سیکھا ہے مگر طرز گریزای یار خواب	بستر تنہائی پر آتی نہین بے یار خواب
میری آنکھون کی حضور آتا نہین زنہار خواب	آشنا بن چشم سی نہین آشنا زنہار خواب
کر دیا کیسا خراب اس گھر کو سیل اشک نے	فرقت جانان مین ہمسی دور وہ بھی رہتی ہے
کیون میری آنکھون کی آنی سی نہ دیکھی عار خواب	پاس آنے تک مرے دیکھو رکھی ہے عار خواب
بستر گل پر بھی یان بے یار نیند آتی نہین	ہجر گلرو مین مری آنکھو نمین خواب آتی نہین
گرچہ کہتی ہین کہ آتا ہے بروئے دار خواب	ہے گل نرگس کو دیکھو شاخ سی بر دار خواب
کیون نہ آئی کوے جانان مین سگ جانان پہ شک	منزل آرام جان و دل جو بام یار ہے
چین سی کرتا ہے زیر سایۂ دیوار خواب	آئی مجکو کیون نہ زیر سایۂ دیوار خواب

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
فصل گل آنے نہین پائی ابھی گلشن مین		موسم گل ہے پکڑنا نہین اچھا صیاد
لیکے صیاد چھری سوے عنادل دوڑا		دام بردوش تو کیون سوے عنادل دوڑا
جستجو جو کہ ہمین تھی وہی تھی اوسکی تلاش		وہ مرا رشک قمر جب ہوا دلدل پہ سوار
رات بھر ساتھ ہمارے مہ کامل دوڑا		ساتھ اوسکے جون نفر شب مہ کامل دوڑا
کام آیا ہے جنون کیا ہی کہ آج اے ناسخ		رہ گیا ہاتھ کو افسوس سی ملتی رضوان
بینگ اندازی کو وہ حور شمائل دوڑا		ادھر ہر چند وہ جب حور شمائل دوڑا
تو نزاکت سے گلستان تک جو رخصت مانگتا	۱۲	گر وہ ہمدم پاس سی جانی کی رخصت مانگتا
رنگ روے گل سے اوڑنے کی اجازت مانگتا		دم نکیون تن سی نکلنی کی اجازت مانگتا
آگی کشت آرزو کی آبرو میری رہی		کشت مین گر پہونچتی یہ سیل اشک چشم زار
برق ہی گرتی جو مین باران رحمت مانگتا		آب پاشی کو نہ دہقان ابر رحمت مانگتا
اس گنہ پر منتقم دوزخ مین مجکو ڈالتا		داغہاے دل کا گر یہ باغ رضوان دیکھتا
کوچہ جانان کے ہوتے گر مین جنت مانگتا		اپنے رہنے کے لیے ہرگز نہ جنت مانگتا
جو تری اونگلی ہی فندق سی وہ چشم طور ہے		نور عارض دیکھکر جلتی تجلی کلیم
تو اگر ہوتا ید بیضا سی بیعت مانگتا		پنجہ مژگان ید بیضا سی بیعت مانگتا
یہ تڑپنے مین مزا مجکو ملا ہی بعد ذبح		سیمبر آرام جان سی آنکھہ لگ جاتی اگر
موت سی ملنی کو اور اک دم کی مہلت مانگتا		پھر دل بیتاب سونے کی نہ مہلت مانگتا
ہے یقین زہر ہلاہل مجکو دیتے آشنا		بوسہ لب یوسف مصری کا گر ملتا مجھے
گر مین حال نزع مین بھی جام شربت مانگتا		قند مصری کا عزیزو پھر نہ شربت مانگتا
غیر حسرت لیگیا یان سے کوئی کیا اپنے ساتھہ		اشک کی گوہر سی پر ہوتی نہ درج چشم گر
آسمان سی کس توقع پر مین دولت مانگتا		تو خزانی سی مین فواری کی دولت مانگتا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
سر میدان عدم کو جو مرا دل دوڑا	۱۳	قتل ہونے کو جو مقتل مین مرا دل دوڑا
باد بن کر مین پس تیغ سن قاتل دوڑا		پہلی ہی قتل کو خنجر لیے قاتل دوڑا
اوسکو صرصر نے کہا مجھسے بھی کیا جلد ہی تو		شب سوے گی کوچہ مہرو کی چلی ہم جسدم
قیس جب دشت جنون مین مرے شامل دوڑا		رہبری کو مہ گردون مری شامل دوڑا
پانون گرداب بلا سے نہ نکالے مین نے		سر سیلاب سرشکون کا ہی دریا پابوس
ہاتھ پھیلا کے مرے واسطے ساحل دوڑا		ہمکنار ہونے کی خاطر مری ساحل دوڑا
قیس پیغام ہی کہتا ہوا اللہ رے شوق		قافلے اشکون کی آمد جو مری سن پائی
ساتھ قاصد کے گیا تھا کئی منزل دوڑا		موج سے لینے کو دریا کئی منزل دوڑا
یار رہ ہی تری کوچے کی سوا ہر جادہ		اپنے ہاتھون ہی سے کاٹین گے گلا ہم اپنا
اتنی جاسوس نہ بھیجی مری قاتل دوڑا		ہاتھ مین تیغ لے تو کس لیے قاتل دوڑا
آگیا دھیان جو قاتل کی ہم آغوشی کا		ہوتی گر طاقت پرواز تو اڑ جاتی ہم
ہاتھ پھیلا کے لپٹنے کو مین بسمل دوڑا		کہین دیکھا ہے کسینے بھی کہ بسمل دوڑا
ابر سان گرد جو اوٹھی فرس قاتل کی		عشق کاکل مین پریرے کی ہوا جوش جنون
برق کی طرح مین پابند سلاسل دوڑا		سوی صحرا دل پابند سلاسل دوڑا
شمع رو جو نظر آیا مجھے اس محفل مین		تھا جو شبگرد وہان پاسبان رو کا اوسنے
مثل پروانہ جان باز مرا دل دوڑا		یار کے کوچہ کی جانب جو مرا دل دوڑا
دل گرا اوسکی نظر سے تو اوٹھانے کے لیے		بار غم سی جو زمین پر لگا گرنے گردون
چھوڑ کر عرش کو ہر حامل دوڑا		تھامنے کے لیے جب عرش کا حامل دوڑا
تو جو محفل سی اوٹھا رات کو تیری پیچھے		شمع رو کا جو سنا عاشق جانباز مجھی
چھوڑ کر شمع کو پروانہ محفل دوڑا		دل ہی کو مرے پروانہ محفل دوڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

حریداری ہے عالم مین نسیم زلف جانان کی
بس اب سودا ترا ای نافۂ مشک ختن بگڑا

مزہ یاد آگیا ہے کس لب شیرین کے بوسے کا
تمہارا ذائقہ جو آج ای کام و دہن بگڑا

بگڑ جاتا ہے سیب بیخہ گر دس روز رکھنے مین
تماشا ہی کہ برسون مین نہ وہ سیب ذقن بگڑا

وہی گالون کی رنگت ہی وہی آنکھون کی گردش ہی
ہوا آغاز خط لیکن نہ وہ نازک بدن بگڑا

یہ خط مصحف رخ یکقلم کیا خوب لکھا ہی
نہ کوئی کاتب قدرت سی حرف ای سیم تن بگڑا

بنایا میکشون نے رات ایسا جوش مستی مین
کہ سب عمامۂ زاہد میان انجمن بگڑا

بنایا تھا ہدف مجکو گرایا غیر کو تونے
ترا کچھ ہاتھ ان روزون سے ای ناوک فگن بگڑا

بتون پر مر گیا ہون مین بتون کے نام لکھنے سے
کفن دو اور مجکو مومنو وہ تو کفن بگڑا

نہین ممکن ضرر شبنم سے رنگ جامۂ گل کو
پہننے سے کبھی اوسکا نہ رنگ پیرہن بگڑا

غزل کہوائی ہے جگر یہ مجھسے ایک صاحب نے
نہین اسمین قصور اصلا جو انداز سخن بگڑا

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

پریشانی دماغ زلف رکھتا ہی عفونت سی
کہین کیا نافۂ آہو مین تھا مشک ختن بگڑا

ہوا ہے آفت جان اگلو اس باغ مین خندہ
صبا سے جب کھلا غنچہ وہین اوسکا دہن بگڑا

ثمر کو داغ کے لگنے سے ہوتا ہی ضرر پیدا
تعجب ہے نہ ہرگز خال سی سیب ذقن بگڑا

مرے اوس سیمبر کا حسن وہ صافی درخشان ہے
ہوا ہمسر کیا کہ زردی سے ہی کندن کا بدن بگڑا

کہان تاب ایسی جو اوس روے روشن سے وہ ہمسر ہو
رکھی داغ سیہی ماہتاب نے اپنا تن بگڑا

بنائی بات بہوتیری نہ سنبھلا کچھہ مزاج اوسکا
مرا وہ شمعرو مجھسے میان انجمن بگڑا

نہو تیر نگہ سے طائر دل جان بری تیری
نظر آتا ہی مجکو چشم کا ناوک فگن بگڑا

تیری تیغ نگہ کا زخم کاری تھا لگا دل پر
کہ خونریزی سے جسکی قبر مین میرا کفن بگڑا

نہ آب ابر سے دھوکر صفائی ہو سکی ہرگز
گل لالہ کا داغون سی ہے اب تک پیرہن بگڑا

ہے ہر چند طبع کو مرے قلم پر فخر اوستادی
بناتی ہے درست اصلاح دی دی کر سخن بگڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کہتے ہین مارا گیا نے جرم تیغ ناز سے
کوچہ قاتل مین ناسخ نام جو بیچارہ تھا

۱۹

جو بوسہ لینے مین کل مجھسے وہ شیرین دہن بگڑا
لگا کہنے بہت تیرا ہے ان روزون چلن بگڑا
حضور اوس بت کے کرتے تھی بہت دعوی صباحت کا
سزا ہے جو ترا بھی شمع کا وہ زری بدن بگڑا
ہوا ہے خلق مین چرچا بہت بیہودہ گوئی کا
ترا کیا نیل کا یہ ماٹ ای چرخ کہن بگڑا
مین عاشق زلف کا ہون مشک آجراح کہتا تھا
ترے مرہم سے دیکھہ آخر مرا ہر زخم تن بگڑا
مین کہتا تھا نہ بیٹھا کر رقیبونکی تو صحبت مین
مزاج آخر یہ تیرا مجھسے ای پیمان شکن بگڑا
جو بجکو جذب دل لایا تو میری موت آپہونچی
ہمارا کھیل سارا ہی ای گل پیرہن بگڑا
بسر جاکر کرونگا آبوان دشت غربت مین
تمھارا طور مجھہ وحشی سی ای اہل وطن بگڑا
ہوئے گل زرد سنبل ہو پریشان سرو خم گشتہ
ترے جاتی ہی ای رشک چمن رنگ چمن بگڑا
بنائی کوہ پر تصویر شیرین کی تسلی کو
ترا لقمہ نظر آتا ہے پیرای کوہ کن بگڑا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

زہر کھا کر اوس لب شیرین کے ہجران مین موا
اس دل بیمار کو ہر چند اور کیا چارہ تھا

۱۹

جو گالی تلخ دیتے ہو ترا شیرین دہن بگڑا
زبان چلتی ہے بدگوئی مین اوسکا بھی چلن بگڑا
مری اس آہ آتشناک کی گرمی نے پھونکا ہی
کہ داغ نجم سے جلکر فلک کا بھی بدن بگڑا
نہ کی اوس نوجوان دوست کی تدبیر ملنے کی
تو کیون مانند دشمن ہمسی ای چرخ کہن بگڑا
مرے پاس آیا جب دلبر گیا قابو سے دل میرا
نہ سنوری بات کچھہ مطلب کی تھا جو ہو شکن بگڑا
کیا کل وصل کا وعدہ نہ آیا آج تک جانان
رقیبون کے ہے بہکانی سی وہ پیمان شکن بگڑا
چمن مین گاہ ز شبنم اوسی ہر شب کو دھوتا ہے
رہے ای بلبلو پھر گل کا کیونکر پیرہن بگڑا
وہ بگڑا یار جب میرا بگڑ مجھسے سبھی سارے
گلہ غیرون کا کیا کیجی مزاج اہل وطن بگڑا
فغان کرتی ہے بلبل باغبان دلگیر رہتا ہے
خزان سی ہو گیا ماتم کدہ طور چمن بگڑا
مراد دل کی مایوسی سے ہو آزردگی حاصل
نہ جوئی شیر جب نکلی مزاج کوہکن بگڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرہنی
تو نے آنکھین پھیر لین یان کام آخر ہو گیا	شمع کو پروانون نے شب بھر نہ دیکھا بزم مین
طائر جان پاے بند رشتۂ زنّار تھا	شمع رو کی بس فروغ حسن کا نظارہ تھا
شب ترے پرتو سی لبریز لطافت تھا چمن	شمع روشن شب کو محفل مین جو روتی تھی کھڑی
ہر گل شبو سے جاری نور کا فوارہ تھا	طرفہ تر دہ آب ریزان آتشین فوارہ تھا
آسمان کو کچھ جوانی مین نہین پہونچا دماغ	سو یا اک دم بھر نہ طفل اشک رونا ہی رہا
عرش سے طفلی مین آویزان مرا گہوارہ تھا	چشم کی گردش سے گو آرام کو گہوارہ تھا
کوچۂ قاتل کو سب کہتے تھے گلشن جن دنون	شب کو دانہ انجم قطرے آب کے آئے نظر
نہر تھی میرے لہو کی زخم کا فوارہ تھا	کہکشان سے چھٹتا باغ چرخ مین فوارہ تھا
مجکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی	سوز شاہ حسن سے ہم صاحب نوبت ہوے
روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا	جو پڑا سینہ مین چھالا صورت نقارہ تھا
حرمی ہوتی ہے بیدردونکی سیر باغ مین	کیا کسیکی خنجر مژگان کا رکھتا ہے خیال
ہمنے جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تھا	ہمنے جب پہلو کو دیکھا زخم دل صد پارہ تھا
خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخل رقیب	کب ہمین قاصد کی ہو نامہ بری کی احتیاج
جن دنون اپنا خیال اغیار کا ہر کارہ تھا	مرغ شوق دل ہمارا تیز رو ہر کارہ تھا
شب نظر کی مین نے فرقت مین جو سوے آسمان	تیغ ابرو مصحف رخ نے کیا زخمی مجھے
اڑ رہا تھی کہکشان عقرب ہر اک سیارہ تھا	جانب سینہ جو دیکھا دل مرا سیپارہ تھا
اے اجل دی تو نے بار جسم سے آکر نجات	بار غم سے ہی سبکدوشی کسے اس باغ مین
کب سے میری پیٹھ پر یہ خاک کا پشتارہ تھا	خار کی بھی پشت پر گل کا بڑا پشتارہ تھا
پہلا سیپارہ کیا مکتب مین جب تو نے شروع	عشق گلرو کا ہوا ہے جب سے جی مین جاگزین
دل مرا اوسدن بھی تیرے عشق مین صد پارہ تھا	دل کو جب سینہ مین دیکھا اک گل صد پارہ تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خبر ہوئی نہ شب تار ہجر کی مجکو
تمام رات خیال عذار روشن تھا
مین رشک حسن سے کسطرح جھانکتا اوسکو
کہ چشم شیر تھی دیوار مین جو روزن تھا
جھلک دکھاتی ہی وہ شہسوار جبکہ چلا
ہمارا پیکر خاکی غبار توسن تھا
وہ آشنا ترا ہے جو غیر ہو سب سے
مین شیخ دیر مین تھا کعبہ مین برہمن تھا
ہر ایک موج بھی زنجیر پا ہے دریا مین
ترا جو حسن جنون خیز عکس افگن تھا
مین نالہ زن تھا فقط اور تھی سبھی خنداں
مین عندلیب تھا شاید زمانہ گلشن تھا
ہوا ہے موم ترے عکس رخ سے آئینہ
دیا کبھی کف داؤد مین یہ آہن تھا
فنا ہے خضر کو لیکن مجھی نہین ناسخ
زیادہ آب بقا سے بھی آب آہن تھا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

شب فراق کی تاریکی کو ہوئی حیرت
چراغ داغ جو گھر مین ہمارے روشن تھا
ہزار چشم سے فوارہ کو تھا گریۂ غم
وہ خونفشان مرے زخم جگر کا روزن تھا
چلا جو تیز قدم شہسوار آہ جگر
فلک بھی ابر سے گویا غبار توسن تھا
تھا تار سنبل زنار شقہ تھا گل سے
بہار موسم گل مین چمن برہمن تھا
تھا روز فرقت مہ رو مین میرا وہ قاتل
خط شعاع سے خورشید تیغ افگن تھا
گیا جو سیر کو وہ گل بہار حسن کو دیکھیے
اوڑھا برنگ صبا رنگ رو گلشن تھا
طپش وہ خون مین مرے تھی کہ تیغ قاتل کا
برنگ شعلہ دم قتل آب آہن تھا
زمین تھی نقش سے ہر چند تختہ گلزار
لگا جو کفش مین اوس گل کے نعل آہن تھا

۱۳ گلخن سینہ مین داغ دل بھی آتش پارہ تھا
شعلہ رو کے حسن کا جو دھیان مین نظارہ تھا
مین ہون وہ وحشی کہ صحرا مین مرا مشت غبار
ہر طرف مثل بگولا سر بسر آوارہ تھا

رات بھر جو سامنے آنکھون کے وہ مہ پارہ تھا
غیرت مہتاب بینا دامن نظارہ تھا
بن گئی گرد اب سیل اشک جائے گرد باد
ابر تر کی طرح مین جس دشت مین آوارہ تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سحر دھنی
قابل نظارۂ جان بازیٔ عاشق ہے تو		بیوفائی دلربا کی دیکھکر ہے جان پہ رنج
عشق کا مجکو کرون کیا حوصلہ جاتا رہا		دل لگی کا دل کو میرے حوصلہ جاتا رہا
چند روز آگے نظر آیا نہ مجکو ای پری		نالۂ وآہ وفغان کا کیون نہ دلمین ضبط ہو
وہ جنون عشق کا اب ولولہ جاتا رہا		ضعف سے درد جگر کا ولولہ جاتا رہا
تھا جو ناسخ فرق صبح وشام مین دن رات کا		یار سے ہمچشم ہو تو ہی مڑ آپس مین دل
اوسنے مونھہ پر زلف چھوڑی فاصلہ جاتا رہا		گو کہ ہر چند دور تھا پر فاصلہ جاتا رہا
۴۶ چراغ رزیست مراجب تلک کہ روشن تھا	۱۵	چراغ ماہ جو شب کو فلک پہ روشن تھا
فتیلہ نالۂ دل تھا تو اشک روغن تھا		لگا فتیلہ نہ اوسمین پڑا نہ روغن تھا
نظر پڑا جو مجھے ایک کودک دہقان		ہوا ہے عشق مین یہ کشت چشم سے حاصل
بسان ماہ وہ کافر میان خرمن تھا		کہ دانہ اشکون سے دامان مین مرے خرمن تھا
گلہ نہین ہے خرابی کا کچھہ کہ مثل حباب		چلی جو تیر نگہ اوس کمان ابرو کے
طفیل اشک ملا اپنا خانۂ تن تھا		بزنگ تودہ کے سارا چھنا ہوا تن تھا
رہی نہین مجھے اب دوستی حسینون سے		ہوئی تھی دل لگی جب سے تھا دلمین کھٹکا
گئے وہ دن کہ مرا اک جہان دشمن تھا		کی ترک دوستی اوس سے کہ جان کا دشمن تھا
نہ کیون لطیف کو ہوتی کثیف سے نفرت		غبار قبر مرا اوسنے جھاڑا دامن سے
کہ روح کو تن خاکی غبار دامن تھا		وہ نازنین ہی نزاکت سے بار دامن تھا
فراغ غم سے ہوا جب سے دل بتون نے لیا		اندھیری رات تھی دل جاتا تھا میرا اوس راہ
بغل مین مال جو تھا مجکو بیم رہزن تھا		تو کاٹا اوسکو نہ تھی مانگ مار رہزن تھا
جو موج رنگ ہے سنبل تو گرد باد ہے سرو		نہال شوق تمنا ہوا ثمر آور
نشان بھی پاؤن کی کل مجکو دشت گلشن تھا		شب وصال مری بر مین شاک گلشن تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہین		آناسن اوس شمعرو کا شب کو بزم رقص مین
فکر کے زانو سے اے ناسخ بس اپنا سر اوٹھا		ہر طرف تکتی رہی شمع بھی ہرچند سر اوٹھا
۴۴		
مرغ دل کو چہ سفاک کو گلشن سمجھا	۷	بلبل دل رخ گلرنگ کو گلشن سمجھا
تیغ کو طایر جان شاخ نشیمن سمجھا		شاخ ابرو کو بھی وہ شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اوسکا گوارا جو نہین ہے ناصح		خواب مین یار کا دامن نہ پکڑ کر چھوڑا
دامن دشت کو مین یار کا دامن سمجھا		جون زلیخا اوسی یوسف کا مین دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی سیہ کاری کا		جب تجلی رخ تابان کی نظر آئی مجھے
لحد تیرہ کو مین خانہ روشن سمجھا		شعلہ نور سر طور مین روشن سمجھا
خوب دھوکا مجھے مسی کی اودا ہٹ نے دیا		کھائی ہے چوٹ غم گلرو کی دلپر اوسنے
دہن یار کو مین غنچہ سوسن سمجھا		نیلگون باغ مین یون غنچہ سوسن سمجھا
بے گمان مورچہ خط کا اسی سے ہے وفور		دمبدم خون جگر اوس سے روان رہتا ہے
مین ترا چاہ ذقن مور کا روزن سمجھا		اپنے ناسور کو فوارہ کا روزن سمجھا
کسنی اوسنگلی یہ رکھی فاتحہ کو فند ق بند		دھیان نے اوسکے کیا محفل دل کو پر نور
شمع معکوس لحد پر جو مین روشن سمجھا		مشعل مہ سے رخ یار کو روشن سمجھا
کاٹے کھاتی ہے مجھے فکر سخن اے ناسخ		گردن یار پہ ہرچند سیہ زلف کو دیکھ
دو زبان قلم اپنے کو مین ناگن سمجھا		شاخ صندل پہ لٹکتی ہوئی ناگن سمجھا
۴۵		
ساتھ ملنے کا بھی اب مجکو گلہ جاتا رہا	۸	منزل جانان کے جانے کا گلہ جاتا رہا
کیا نسیم بوے گل کا قافلہ جاتا رہا		ساتھ مین جاتا تھا جسکے قافلہ جاتا رہا
سنبل جنت ہوئی لیلی کی زلف عنبرین		دست شانہ نے کیا زلفون کو گرچہ تار تار
قیس کی دیوانگی کا سلسلہ جاتا رہا		پر دل سودائی کا کب سلسلہ جاتا رہا

غزلیات

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرخوشی
پانون اوٹھہ سکتے نہین کیا جاؤن کو بے یار کو		وصل ہو گا صبر کر خاموش ہو بیٹھا رہو
ہاتھہ اپنی زیست سے اب آے دل مضطر اوٹھا		شور گریہ ہجر مین ذرے دل مضطر اوٹھا
دشمن سر ہے میری گردن کشی مانند شمع		سرکشی اس بزم مین ہے باعث نقصان جان
افسر زر شوق سے رکھہ پر نہ اتنا سر اوٹھا		کاٹتا گلگیر ہے شمع کا جسدم سر اوٹھا
کردیا ہے یاد چشم و گردن جانان نے مست		خاک سے میرے بنا ساقی تو جام میکدہ
سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اوٹھا		یار مے نوشی کو لیگا ہاتھہ مین ساغر اوٹھا
مجھہ سے ہلواتا ہی لیزم اب جنون زنجیر کی		چرخ کب پیر ہی جوان ہے وقت تسبے ہاتھہ مین
اور کوہ عشق کے کہتا ہی تو مگدر اوٹھا		کہکشان و ماہ نو کی لیزم و مگدر اوٹھا
زندگی مین صرف کرتا ہو سبکدوشی حصول		آبرو کو خاک کرتی ہے ہوائے سیم و زر
مثل قارون خاک مین جا کر نہ بار زر اوٹھا		بوتہ گل آگ مین جلتی ہے حرص زر اوٹھا
چاہیے تعمیر دل جو ساتھہ اوٹھا لیجائیگا		کیون نہو خوش قطع ہے معمار قدرت کی بنا
یون خرابی کے لیے دیوار اوٹھا یا در اوٹھا		جسنے کاخ حسن کو دیکھا وہی ششدر اوٹھا
ہون وہ بیخود گرد اوڑائے خاک وحشت مین کبھی		ہمنشین پہلو مین میرے ہو گیا درد جگر
تو یہی سمجھا غبار تو سن دلبر اوٹھا		پاس ہی جسدم کہ وہ آرام جان دلبر اوٹھا
بات جن نازک مزاجون سے نہ اوٹھی تھی کبھی		سیمبر کے سوز سے کشتہ ہوا سیماب دل
بوجھہ اون سے سیکڑون مین خاک کا کینو کر اوٹھا		خاک لیجائین مری مفلس نواب کیونکر اوٹھا
مصحف رخ کا جو بوسہ لیکے مین منکر ہوا		آبرو دے رد آئینہ سے حیرت ہے مجھے
مجھسے کہتا ہے کہ اب قد آن تو سر پر اوٹھا		صاف رد کی کیا ملی ہے خاکیا سر پر اوٹھا
خاک مین ملتی ہے عزت روند تا ہی ہیکو غبر		جینے تک ہیکو رسائی کوے جانان مین نہین
اس گلی سے بس ہمارے خاک ای مرصر اوٹھا		بعد مردن خاک لیجا[illegible] صر اوٹھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرشار دھنی
آزاد ہین قیود سے افتادگان خاک		کیا ذوق زمزمہ ہوا صرصر کو مطربا
اوڑتا پھرا شجر سے جو برگ خزان گرا		پر شور شاخ نخل سے برگ خزان گرا
عالم کو تیرے چاہ زنخدان سے عشق ہے		نکلے عزیز یوسف دل اوس سے کسطرح
یوسف بھی اوس کنوئین مین مع کاروان گرا		چاہ ذقن مین آنکے خود کاروان گرا
پامال جو کریگا مجھے پائے گا سزا		کیونکر چلون کہ چل نہین سکتا ہون اک قدم
شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا		اب سو سو راہ ضعف سے مین ناتوان گرا
لغزش رہ سلوک مین افتادونکو ہو کیا		طوفان اوٹھا کہ شہر دن کی تعمیر بہ گئی
ٹھوکر نہ کھاکے ایک دن آب روان گرا		اب آبشار چشم سے آب روان گرا
کیا مال رعب فقر کے آگے ہے سلطنت		بالائے تخت زیست تلک جلوہ گر رہا
رویا مین سر سے افسر نوشیروان گرا		مر کر نشیب قبر مین نوشیروان گرا
ناسخ نگاہ مست سے دیکھا جو یار نے		ہر چند مژگان گریہ سے شاخ نہال ہے
مانند مست ہر شجر بوستان گرا		ٹپکا جو اشک سرخ گل بوستان گرا
جب خرام ناز کو تو اے پری پیکر اوٹھا	۱۵	شور حسن فتنہ زا جب اے پری پیکر اوٹھا
ہر قدم پر گرد کی جا فتنۂ محشر اوٹھا		بیٹھے بیٹھے بولے سب ہنگامۂ محشر اوٹھا
آپ مین دیوانہ پھوڑے ڈالتا ہون اپنا		ضعف ایسا ہے بنے گر جام میری خاک سے
دست نازک سے نہ اپنے الصنم پتھر اوٹھا		کب صدا نکلے اگر مارے کوئی پتھر اوٹھا
طرفہ گل اس باغ مین ہین اور شبنم عجیب		سانس بھر اپنے ٹھکانے پر نہ بیٹھے گا کبھی
ہنس کے جو بیٹھا میری محفل مین وہ رو کر اوٹھا		اے دل محزون نہ درد غم سے غل کر اوٹھا
ہو صفائے دل کے آگے خاک آئینہ کی قدر		صاف تن آئینہ رو کا کیا نظر آیا اوسے
میری محفل سے مکدر ہو کے اسکندر اوٹھا		دست حسرت مار کر زانو پہ اسکندر اوٹھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
سمجھے سب اپنے ٹکڑے سے یہ ٹکڑا خورشید		پنجشاخہ کی طرح پنجۂ جراح جلا
جب کہ داغ سر شوریدہ سے پھاہا اوترا		زخم سوزان سے مرے لیک نہ پھاہا اوترا
چشم زاہد مین ہون گو خوار گناہون سے مگر		دوش پر بار چڑھا سر کا ہے قاتل تو اوتار
مغفرت کا تو مری شان مین آیا اوترا		جوہر تیغ سے ہے موت کا آیا اوترا
کسی حالت مین مجھے ہوش سے کچھ کام نہین		تاکے تھی ساقی بدمست کی کل میگون چشم
چڑھ گئے انجرے سودا کے جو نشا اوترا		آج تک کیف سے اوسکے نہین نشا اوترا
بار دامن سے اوکھڑ جاے نہ کیون تیری کمر		ہاتھ سے پھول رکھا گلرو نے جب پگڑی مین
آستین کا یہ ہوا بوجھ کہ شانا اوترا		پہونچے سے پہونچی لچک بازو سے شانا اوترا
نہین چڑھتا ہون کسیکی بھی نظر پر ناسخ		سر مژگان سے ٹپک خاک مین پامال ہوا
یار کی نظرون سے افسوس مین ایسا اوترا		نظرون سے اشک سا ہر چند مین ایسا اوترا
۱۷۲ سر پہ پہاڑ اونکے نہ اے آسمان گرا	۱۱	مین سمجھا سر پہ ٹوٹ کہین آسمان گرا
جو برگ گل کو سمجھین کہ سنگ گران گرا		جب دل پہ غم مہ رو کا بار گران گرا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب		کیا شوق پا بوسی مہرو ہوا اوسے
سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا		روے زمین پہ عکس خور آسمان گرا
مٹی وہان کی لیگئے عطار سب عطر		ہے ضعف ناتوانی سے وقت خرام مین
اوس رشک گل کے مونھ کا پسینا جہان گرا		اوٹھا عصا سے آہ پکڑ کر جہان گرا
رشک چمن ہوا ہے ہر اک نونہال سرو		وہ داو پیچ یاد ہین اس نال چرخ کو
کٹ کٹ کے تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا		آیا جو اوسکے ہیچ مین پیر و جوان گرا
پائی شکست دل نے برنگ شکست رنگ		جوش جنون کو میرے پسند ہے یہ شور و غل
بالاے سنگ شیشہ مرا نالہ وہ نے فغان گرا		سنگ سر پہ جسنے مارا تو وہ نے فغان گرا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہو
ہون مین وہ بیخود پئے دفع صداع وآبلہ		صندلین رنگ کے تب غم کا ہوا ہے درد سر
گر خاسر پر ملے ناسخ تو چندن زیبا		دور کب ہو گر ملین ہر چند چندن زیبا
۱۴۱ کیا مرے رونے سے اک یار کا چہرا اوترا	۱۴	خوف سے حضرت طوفان کا چہرا اوترا
آب اشک ایسا چڑھا شرم سے دریا اوترا		سیل اشکون کا جو پایاب جا دریا اوترا
مُردے جی اوٹھے جو ہین طاق سے مینا اوترا		میکدے مین گئے ہم طاق سے مینا اوترا
رند کہنے لگے کعبے سے مسیحا اُوترا		دل بیمار کے درمان کو مسیحا اوترا
وزن مین کاغذ تصویر تصور ہے گران		دیکھیے اوسکا اوتار اور کہان تک اوترے
جب سے وہ دھیان چڑھا کیا بدن اپنا اوترا		جب سے غم دلپہ چڑھا جسم ہے اپنا اوترا
ہین وہ تیرے لب جانبخش کہ نظارے کو		قبر پر جانان جو آیا تو پوکار اٹھے کو
ملے صنم چرخ چہارم سے مسیحا اوترا		مردہ تھا جی اوٹھا جانا کہ مسیحا اوترا
ہم تو حاضر ہوئے لیکن نہ کیا تو نے قبول		چرخ پر دیکھا جو شب عقد ثریا سمجھے
تن سے اوترا جو نہ سر بوجھ تو سر کا اوترا		گوہرین مہ رو کا جھومر کہین سر کا اوترا
دوپہر سے ترے کوچہ مین ہم آکر بیٹھے		نور کا پتلا ہے اور تسپہ جوانی کا چڑھاؤ
ہو گئی شام نہ دیوار سے سایا اوترا		آفتاب حسن کا تیرے کہان سایا اوترا
اشک حسرت یہ بہا وقت وداع جانان		چشم پر آب مین پایاب پھرے تیرتا ہے
کہ مرے گھر سے جو نکلا چھڑے گنگا اوترا		طفل اشک کو دیکھو کہ ہے گنگا اوترا
خُم کے خُم صحبت ساقی مین چڑھا جاتے ہین		سنورش غم نے دیا آنکھ سے پانی کو سکھا
ہجر مین جی سے اب اک بند قطرا اوترا		ہجر مین رو دئے تو آنکھون سے نہ قطرا اوترا
یون فلک سے کبھی اوترے نہ شہاب ثاقب		بجلی سی چمکی مچین آنکھ کہ جب کوٹھے سے وہ
جس طرح بام سے اپنے وہ بھبوکا اوترا		زرین پوشاک پہن بن کے بھبوکا اوترا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہلی
خاک پر رکھے حنائی پاؤن اپنے تو اگر	شمع رو کا گر مرے پروانہ دیکھے حسن رخ
پنجۂ خورشید کی جا ہو روشن زیر پا	رکھے بے قدری سے رد شمع روشن زیر پا
خاک صحرا چھانتا پھرتا ہون اس غربال مین	کاش فرش سبزہ پر رکھے قدم جو سبز خط
آبلون مین کر دیئے کانٹون نے روزن زیر پا	نازک ہے ہو نشتر سبزہ سے روزن زیر پا
زلف جانان یاد آتی ہے جو صحرا مین مجھے	یاد ہے خار کو میرے کیا فن افسونگری
جادۂ صحرا ہوئے ہین مار رہزن زیر پا	نقش مسطر سے رکھے ہر مار رہزن زیر پا
سنگ مقناطیس کی ہو لوح میری قبر پر	رنگ سے مہندی کے وہ ہمرنگ کفن کیون نہو
یار کا رکھتا ہے تو سن نعل آہن زیر پا	میرے گر اوس سیم تن کے آئے آہن زیر پا
سرو دیکھین گے جو اوس سرو خراماں کا خرام	جائے کب وہ گلبدن بہر تماشا باغ مین
پھر نہ ٹھہرے گی زمین صحن گلشن زیر پا	رکھے مہندی سے بہار رشک گلشن زیر پا
دوستون کے روندتا ہے دل پہن کر کفش تو	سرکشی رکھتا ہے کیون کہ خاکساری رہ نظر
ای پری کہتا ہے بیجا تجکو دشمن زیر پا	آئے گی اک روز خاک دوست دشمن زیر پا
اس عمارت کو نہ تو سر پر اوٹھا لیجائے گا	نقش نعل کفش پا دیکھا جو بر روئے زمین
دیکھ اے غافل ذرا تیرا ہے مسکن زیر پا	سمجھے ماہ نو کا ہم سر رو کے مسکن زیر پا
رقص مین آتی نہین آوسکے گھونگرو کی صدا	کب صدا وقت خرام ہے زنگ کی پازیب کی
کرتے ہین آسودگان خاک شیون زیر پا	طایر رنگ حنا کرتے ہین شیون زیر پا
دیکھکر اوس سرو کو حیرت سے بولین قمریان	دم مین زندہ ہووے اعجاز مسیحی سے ترے
طائر رنگ حنا کا ہو نشیمن زیر پا	طائر قالین کا گر ہووے نشیمن زیر پا
دیکھکر پائے حنائی کو خدائی نے کہا	ایک دم مین فیض عکس حسن سیم اندام سے
وہ صنم یاقوت کی رکھتا ہے معدن زیر پا	نقرہ خالص ہو جو رانگے گی ہو معدن زیر پا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یاد اوس زلف کی رہ رہ کے مجھے دلوائی
ہجر مین مجکو شب تارنے سونے نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہی میرا ہر صبح
نالۂ مرغ گرفتارنے سونے نہ دیا
سمجھی تھی بعد فنا پائینگی راحت ناسخ
حشر تک وعدۂ دیدارنے سونے نہ دیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرشار دھنی

بی پری رو کی نظر آئی ہمین سایۂ دیو
صبح تک ہای شب تارنے سونے نہ دیا
طایر دل مرا شب بھر جو قفس مین روہا
ہمصفیرون کو گرفتارنے سونے نہ دیا
یاد ہرچند رہی مہرو کی شب سے تا صبح
رہی جیتی غم دیدارنے سونے نہ دیا

۱۸

باغ مین روندے بہت پھولون کے خرمن زیر پا
لاکبھی اپنے شہیدون کی بھی مدفن زیر پا
یہ اثر رنگ حنا کا ہے کہ کان لعل ہو
ایکدم آجاے گر ہیرے کی معدن زیر پا
ہاتھہ دوڑائی زمین سی سو شہید ناز نے
آگیا چلنی مین قاتل کا جو دامن زیر پا
گلشن تصویر قالی تیرے اوٹھہ جانی کی ساتھہ
صورت برگ خزان کرتا ہے شیون زیر پا
اوسکے تلوون کی نزاکت کا کرون کیا مین بیان
روئین ہین قالین کی مانند سوزن زیر پا
دیگی تیری بازوئی نازک کو پھر تکلیف تیغ
لائیو اپنے شہیدون کی نہ مدفن زیر پا
آج چھو سکتا نہین کوئی بھی تجکو ہاتھہ سے
ایکدن روندینگے سب تیرا بھی مدفن زیر پا

سینہ پر گل سی میری ہو گل کا خرمن زیر پا
گلبدن جسوقت لائی میرا مدفن زیر پا
دم مین بن جائے نہ کیون رنگ خاسی کیمیا
ایکدم آجاے گر ہیرے کی معدن زیر پا
سیم تن کے آئی گر پاری کی معدن زیر پا
وای ری دست جنون کیا ہے تری پردہ دری
چاک کر جامہ کو لاتا ہے تو دامن زیر پا
سوز ہجر شعلہ رو سے ہیگا شعلہ ہون مین
کرتا ہے دم غسل پانی جل کے شیون زیر پا
روی گل پر پاؤن گر رکھدی مراد گلبدن
رگ سی اوسکی ہو خلش چون نوک سوزن زیر پا
میری سر پر بعد مردن بھی تیرا احسان ہو
سنگدل لائی اگر تو سنگ مدفن زیر پا
پا سر تربت رکھے گر کاشکے وہ سبز رنگ
سبز جون برگ حنا ہو سنگ مدفن زیر پا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھکر تجکو تناسخ کی مقر کہتے ہین
دوسری بار ہوا ہے مہ کنعان پیدا
ہر شجر نے جو دیا باغ جہان مین یک پھل
شجر قد سے ہوا سیب زنخدان پیدا
چشم تر مین ہے یہ عالم مژۂ پر خون کا
جس طرح بحر مین ہو پنجۂ مرجان پیدا
میری زنجیر یہ کہتی تھی بآواز بلند
بعد مجنون کے ہوا سلسلہ جنبان پیدا
کیون نہ ہم عالم امکان مین کرین ترک لباس
جب کہ خالق نے کیا ہو ہمین عریان پیدا
تار ہین سبحۂ معبود مین ناسخ مصروف
سر سے اسوا سبطے ہوتے ہین سب انسان پیدا

غزلیات تصنیف ہرچند سرور دھنی

حسن پر نور ترا غیرت صد مہر ہوا
سایہ سے تیری نہ کیون ہو مہ کنعان پیدا
چاہ کر کسنے پیا آب چہ غبغب سے
تشنون کی دھوکہ کو ہے چاہ زنخدان پیدا
شاخ مژگان کو نہ کیون پنجۂ مرجان سمجھون
اشک خونین سے ہوا دانۂ مرجان پیدا
دل جو سودائی مرا عشق پریرو مین ہے
وہ رگ جان سے ہوا سلسلہ جنبان پیدا
پوست تن کی دی پوشاک ازل مین حق نے
یون تو گر پوچھتے ہو ہم ہوئے عریان پیدا
بھولا ہرچند تو کیون یاد الٰہی دل سے
کیا ہے بہر عبادت تجھے انسان پیدا

۳۹

ساتھہ اپنے جو مجھے یار نی سونی ندیا
رات بھر مجکو دل زار نی سونی ندیا
خواب ہی مین نظر آتا وہ شب ہجر کہین
سو مجھے حسرت دیدار نی سونی ندیا
خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خواب عدم
عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونی ندیا
مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کراہا شب کو
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے ندیا

۷

ہای ری شب کو غم یار نی سونی ندیا
اک پلک بھی چشم زار نی سونی ندیا
یاد رخسار کی دلمین جو رہی ساری رات
صبح تک حسرت دیدار نی سونی ندیا
خواب مین یار سے ہمنے جو لگائین آنکھین
صبح تک دیدۂ بیدار نے سونی ندیا
رات بھر رو رو کے چشمون سے بہائی جسنے
اک پلک بھی دل بیمار نی سونی ندیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہون مین بیمار گیا غیر کے دل کا دھڑکا
کی مری روز فزونی نے خاصیت درمان پیدا
طلب آتش حسن ازلی مین ہون وہ سرگرم
کہ ہوا مضغۂ دل سینے مین بریان پیدا
اوس پری رو کو جو ارسال کرون نامۂ شوق
بیضۂ مور سے ہو مرغ سلیمان پیدا
اس طرح خاک سی وہ چہرۂ پرنور بنا
ظلمت شب سے ہو جیسی مہ تابان پیدا
تو ہے خورشید ستاری ہین حسینان جہان
تیری پرتو سی ہوا ہے مہ کنعان پیدا
بدلے تار دل کے اوسی چاند کو مین نے دیکھا
آنکھ کھلتے ہی ہوا جلوۂ جانان پیدا
آشیان میری چمن مین جو لگائی اکثر
بیضۂ زاغ سے ہو مرغ خوش الحان پیدا
شادی و رنج ازل سی ہین ہم میری ساتھ
زخم کی طرح مرے لب ہوئے خندان پیدا
روز مولد سی نہین عیش و طرب قسمت مین
زمزمہ ہے جو بشر ہوتے ہین گریان پیدا
آدمی پر ہے تعلق کو جہان مین سبقت
بعد کانٹون کے ہوا گوشۂ دامان پیدا

غزلیات تصنیف ہرچند سبرہنی

ہو مرض جسکو یہ مرکر اوسے صحت ہو نصیب
تپ ہجران کا ہوا ہے کہان درمان پیدا
مرغ دل سوختہ ہے سوز سے رکھے پر آہ
کہ ہوا مضغۂ دل سینے مین بریان پیدا
اوس پری رو کو جو ارسال کرون نامۂ شوق
گردش چشم کو ہے تخت سلیمان پیدا
جعد مشکین مین گوندھا قبۂ زرین سمجھ
شب یلدا مین ہوا ہے مہ تابان پیدا
دیکھتی کاش زلیخا جو مرا غیرت مہر
ہوتا کب اوسکو یہ عشق مہ کنعان پیدا
ہے نہان چشم بصیرت سے نظر آتا ہے
ہر جگہہ دیکھہ لے ہی جلوۂ جانان پیدا
نغمہ سنجی قفس تن مین اوسی کیا کیا ہے
طوطی دل سے کہان مرغ خوش الحان پیدا
دیکھکر گریان مجھی یار کری ہے خندہ
میری گریہ سی ہوئی صورت خندان پیدا
باعث خندۂ دیگر ہو تولد اوسکا
جب شکم والدہ سے لڑکا ہو گریان پیدا
پنجۂ دست جنون نے کیا پیراہن چاک
ہو قبا کو میری کس طور سے دامان پیدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

راست گو کون ہے ایسا کہ زبان مین نہو فرق
شمع کی طرح مرا سر ہو جو سو بار جدا
فصل کیونکر کروں دونون مین گوارا ناسخ
گر محمد سے نہین حیدر کرار جدا

۳۸

پیشتر سر سے یہان ہوتی ہین ساماں پیدا
کھانے کے وقت سے اوّل ہوئے دندان پیدا
ہوگئے دفن ہزارون ہی گل اندام اسمین
اسلیے خاک سے ہوتے ہین گلستان پیدا
ہے شب ہجر نہ اوٹھوا مری دست فریاد
صبح محشر نہوتا چاک گریبان پیدا
خار غم مین نی جو پنہان کیے ہین ساری عمر
کہ خدا نے تو کیے خاک سے انسان پیدا
ہم ضعیفون کو کہان آہ و شد کی طاقت
آنکھہ کی بند ہوا کوچۂ جانان پیدا
صدمہ دل کو جو ہوا نالۂ سوزان نکلے
جس طرح سنگ سے ہو آتش پنہان پیدا
سنگ کہسار برے اسر شوریدہ بنے
ہوئے پاؤن کے لیے خار بیابان پیدا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

شمع روشن بھی جلی آتش رو کی لو مین
سو رسینہ ہے جدا اشک شرر بار جدا
فتحیابی نہو ہرچند کیون اعدا سے تجھے
فضل رب ہے مدد حیدر کرار جدا

۲۴

نعمتین کھانے کا حق نے کیا ساماں پیدا
عہد طفلی سے دہن مین کیے دندان پیدا
آئے گر وقت فغان اوس قدر رعنا کا خیال
آہ سے ہو سرو گلستان پیدا
دیکھہ گلزار مین گلرو کو ہوا دیوانہ
چاک گریبان ہوا چاک گریبان پیدا
سر مین سو دارکھون ہون سنگ بیابان بالوسر
آبلہ پائی کو ہین خار مغیلان پیدا
دیکھکر حسن پریرو کو کہا پریون نے
غیرت حور کیا حق نے یہ انسان پیدا
دل سے سب کے گیا ہے تاب و توان ہوش و خرد
جان لینے کو ہوا ہی غم جانان پیدا
شمع رو کی جو لگی رہتی ہے لو آٹھہ پہر
شمع سان دلمین ہوئی سوزش پنہان پیدا
کوچۂ یار مین رہنے نہ دیا کوئی دن
جوش سودا نے کیا سیر بیابان پیدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہی دلچسپ ہے واللہ بدن اوس بت کا
مثل رگ ہوتے نہین رشتۂ زنار جدا
ہم بغل ہوتے ہی ہین جزو بدن بن جاؤن
نہ تن یار سے ہو میرا تن زار جدا
نام رکعت ہے کہین لغزش مستانہ کہین
نہین شغل حرم و خانۂ خمار جدا
عیش ہے عاریت حسن باغمین اور رنج مدام
کیا ہون گلبن ہے بھلا گل کی روش خار جدا
سر و ساماں ہے کیا ذکر کہ غافل اک دن
جسم سے سر ہے جدا سر سے ہے دستار جدا
بوجھہ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر مین نے
ہوئی تعمیر میری سقف سے دیوار جدا
سبزۂ خط سے ہوئے میرے حواشی روپوش
کرتی ہے حاشیون کو جدول زنگار جدا
تخلیہ چاہیے جسوقت میسر ہو وصال
قبر مین رکھتی ہی کیونکر نہون غمخوار جدا
مثل ناقوس لب جام فغان کرتے ہین
مونھہ سے کرتا ہے جو وہ کافر میخوار جدا
گل چلے جاتے ہین تو کہتے ہین برگ گلبن
ہم تہی دستون سے کیونکر نہون زردار جدا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

پیر گردون کو مین کیون طفل برہمن نہ کہون
قشقۂ ماہ ہے اور کہکشان زنار جدا
ہون تپ ہجر سے مین یا نقیہ ولا غر
کب دکھائی دے ہے بستر سے تن زار جدا
اشک خونین سے بھرے بادۂ گلگون انمین
میری چشمون کا ہوا خانۂ خمار جدا
خوبرویان چمن سے نہ وفادار ہوا لگ
رنگ گل گل سے کہان ہوتا ہے جون خار جدا
سیمبر کی کرون پوشاک کا عالم کیا بیان
رکھنی زرتار سے ہے طرۂ دستار جدا
اوس پریرو کے شب تار مین جو دوری ہے
پاس سے میرے ہوا سایۂ دیوار جدا
سبز خط کے مین ہوا تیغ نظر سے مجروح
زخم سے ہو نہ کبھی مرہم زنگار جدا
نعرہ و آہ فغان درد کو رکھتا ہون رفیق
کس طرح دل سے کرون ہجر کے غمخوار جدا
اشک گلرنگ کی مے سے کری میخواری ہے
مردم چشم کو دیکھو کہ ہے میخوار جدا
مثل قارون کے خزانہ در اشکون سے نہ رکھہ
مردم چشم ہوا دیکھہ لو زردار جدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ رنگ موج ہوا میری آہ گرم سے ہے
ہر ایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا
جہان نظر مین یہ تاریک تھا کہ اے ناسخ
سواد گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

۲۷

زلف سے کیجیو شانہ کو نہ زنہار جدا
کاٹ کھاتا ہے جو ہوتا ہے سر مار جدا
آنکھ نے لطف ہے پلکین ہون جو اے یار جدا
کس طرح آبلہ پا سے کرون خار جدا
دل کو مجھسے کرین گے ابروے خمدار جدا
عضو سے عضو کو کر دیتی ہے تلوار جدا
لون جو بوسہ نہ لبون سے ہون لب یار جدا
ہے وہ بلبل ہی جو غنچے سے ہو منقار جدا
سر عشاق یہان بکتے ہین معشوق وہان
کوے قاتل ہے جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہے اور ہے حیوان حیوان
تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھون نے کاٹ کے سر رکھدیے قاتل کے حضور
اون گلیان ہو گئین یوسف پہ جو دو چار جدا
تیغ ابرو ہے جو بے قبضہ کرے خونریزی
ورنہ مہمل ہے جو قبضہ سے ہو تلوار جدا

غزلیات تصنیف سر چند سر دھنی

جو شمع رو کا مرے حسن آتشین دیکھا
تو جلکے بزم مین پروانہ بھی کباب ہوا
فروغ حسن وہ ہر چند رشک مہر رکھے
کہ زرد دیکھتے ہی جسکو ماہتاب ہوا

۲۰

عارض سیمین پہ کاکل ہنوز نہار جدا
گنج سے انس رکھے کس طرح ہو مار جدا
عارض صاف سے خط ہووے کب اے یار جدا
گل سے کسطرح بھلا ہو سکے ہے خار جدا
دل سے ہو کس طرح دھیان ابروی خمدار جدا
میان سے رہتی نہین قاتلا تلوار جدا
رنگ چہرہ کا ہے گل سے تیرے اے یار جدا
تجھ سا کیا بولے گی بلبل کی ہی منقار جدا
سنگ طفلان سے بنا سنگ ترا زواو کو
میرے سودا کا ہے ہنگامہ بازار جدا
ہو رفاقت کہان درماندون سے ہمراہی کی
ناتوانی سے ہوئی طاقت رفتار جدا
سیکڑون دلمین ہین ارمان کہون یک یک مین
بار دگر یار ملے آگرین دو چار جدا
تشنہ آب دم تیغ ہوا ہون قاتل
ہو لب زخم سے میرے کہان تلوار جدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول
پڑا تھا اوسکے رخ آتشین کا عکس اوسمین

ہمارے رونے سے جسدم وفور آب ہوا
تو سوز غم سے دل بحر آب آب ہوا

ترے بدن پہ اگر ایک بوند غم کی پڑی
ہے دردناکی ہوئی نامہ کیا شکن سے پیچ

برنگ برق مرے دل کو اضطراب ہوا
رقم جو اوسمین مرا حال اضطراب ہوا

جو آنکھین نشہ سے رہتی ہین سرخ پرخون مین
نہ دیکھی شام جدائی کی گاہی صبح وصال

فراق یار مین کیا ہائے انقلاب ہوا
ہمارے گردش طالع کو انقلاب ہوا

جو یاد بزم مین آئی وہ نرگس میگون
ہے خوف دل مین کہ جل جائے یہ خس مژگان

نظر مین ساغر مے دیدۂ پر آب ہوا
کہ آتشین مری اس چشم تر کا آب ہوا

نجات ہوگی عذاب حساب سے سبکو
کیون راتدن کری ہے جور بیحساب ہم پر

جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا
کہ روز حشر کا پیدا پئے حساب ہوا

جلا نہ آتش سودائے عشق سے جو یہان
نہ آئی موت ہے مرجاتی چھوٹتی غم سے

تو واجب اوس پہ جہنم کا بس عذاب ہوا
یہ جیناروز جدائی مین اور عذاب ہوا

یہ رنگ عارض گلرنگ ہے کہ نام خدا
اس اشک خونین کی رنگسازی دیکھیے خوشرنگ

پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا
کہ رنگین پردۂ دیدہ بھی چون شہاب ہوا

نگہ ٹھہرتی نہین اپنے عکس پر اوسکی
جو رشک مہ نے رکھا پا تو سنگ تربت پر

شعاع حسن سے آئینہ آفتاب ہوا
فروغ حسن سے پر نور آفتاب ہوا

خلل پذیر ہمیشہ ہے کارخانۂ عقل
خزان سے باغ کی سرسبزی کی ہو بربادی

کبھی نہ خانۂ زنجیریان خراب ہوا
کہ خشک ہوکے گل تر کا تن حراب ہوا

یہ حسن و عشق ہین ہر حال مین شریک ہم
ہم اپنے یوسف ثانی کی دیکھتے صورت

کہ آیا عشق مجھے اوسکا جو وقت خواب ہوا
نہ ایک بار زلیخا سا شب کو خواب ہوا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

غزلیات تصنیف ناسنج لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
ہے وہ تیغ اوسکی نگہ دیکھے اگر میری غزل		سر مین وصف پای رنگین یار کا آیا خیال
طائر بسمل وہین ہر طائر مضمون ہوا		شعر کا رنگ حنا سے سرخرو مضمون ہوا
ساتھہ زر کے پستی ہمت بھی ہوتی ہے زیاد		چشم گریان مین خزانہ ہے دردیا قوت کا
ورنہ مائل سوے اسفل کس لیے قارون ہوا		مردم دیدہ تو نگر ہمسر قارون ہوا
باغ مین تقطیع اوس سرو روان کی دیکھکر		رنگ مہندی سے ہوا گلگون جو دست گلبدن
سرو کا مصرعہ میری نظرون مین موزون ہوا		پنجہ گل دیدہ بلبل مین ناموزون ہوا
اژدہے سے بارہا آئے دفینون مین نظر		پختہ مغزون کو تعلق ہو نہ کشت دہر سے
کیا ہوا گر نیک کے نزدیک بد مدفون ہوا		جو بھنا دانہ نہ پھر زیر زمین مدفون ہوا
میکدے مین ہے مزے پر انقلاب روزگار		میکدہ سے اوسکے مے نوشی کرون مین کسطرح
جام مے سیدھا ہوا شیشہ اگر واژون ہوا		گردش طالع سے جام چرخ بھی واژون ہوا
میکشو روز ازل سے دہ مین صاف ظرف ہون		کیا کہین خورشید رو کا ہو گیا ہے سوز عشق
جسکے اک پیمانہ سے خالی خم گردون ہوا		داغ انجم سے جو سوزان سینہ گردون ہوا
بیت ابرو مین اسیر ایسا ہوا چھوٹا نہ پھر		خامہ اپنا بن گیا ہے چون تفنگ صید باز
طائر دل بھی ہمارا طائر مضمون ہوا		شوق سے نخچیر اوسکا طائر مضمون ہوا
گر گرا دونگا عروج شاہین تو دیکھنا		ہجر مہ رو مین جو نعرہ زن دل پر درد ہے
ایک ٹھوکر مین کئی ٹکڑے خم گردون ہوا		ہو گئی لرزان زمین اور چرخ مین گردون ہوا
کیونکرائے ناسنج خوار عجل دشمن ہو خوار		جو نکالے کون ہے ہر چند ایسا کاروان
کیسے موسی کا علی شیر خدا ہارون ہوا		غرق گر چاہ ذقن مین یہ دل ہارون ہوا
معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا ۳۶	۱۳	وہ رنگ آتشین ہے جس سے شعلہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشہ گلاب ہوا		کہ تاب حسن سے غنچہ خم گلاب ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
عشق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا	۱۹	حضرت جن کا نہ اوسکو کارگر افسون ہوا
سایہ دیکھا اوس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا		سایہ مین آکر پریرو کے کہ جو مجنون ہوا
فرقتِ خالِ سیہ مین کشتہ مین محزون ہوا		کیف مین سرشار اوسکے یہ دلِ محزون ہوا
موت افیونی کی آئی جبکہ بے افیون ہوا		خال کے تلکے سے گویا نشۂ افیون ہوا
اوس ادا سے دھوئے ہین دست حنائی آپنے		ناخنِ دستِ پریرو پر نہین رنگِ حنا
ہر حبابِ آبجو اک دیدۂ پُرخون ہوا		خنجرِ قاتل کسی کے خون سے پُرخون ہوا
نکلونگا مثلِ شرر سنگِ صنم سے روزِ حشر		عالی رتبون کو نہین کچھ فرزعہ دنیا سے کام
زیرِ دیوارِ حرم گو آج مین مدفون ہوا		دانۂ انجم نہ گاہے خاک مین مدفون ہوا
بوسۂ خالِ سیہ تیرے نہین صاحب اگر		کیون پسینے مین نہ مست ناز کی ہو کیف مے
ایک دن سنتا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا		خال کو جو تاکنے مین نشۂ افیون ہوا
ماہ تابان مین ہوا ہالہ ہوا مار سیاہ		سمجھا مین ہر مار پیچان سا غریر شیر
چودھوین شب گر خیالِ کاکلِ شبگون ہوا		اوس رخِ رشکِ سحر پر خطِ شبگون ہوا
چین کی جا کوئی دنیا مین نہین جز خانقاہ		میکدہ برباد طوفان نے کیا اس اشک کے
کیا ہی دانا تھا کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا		بچ رہا زندہ مقیم خم جو افلاطون ہوا
توڑے بند و قوس کے تارے چاند جبکی ماہتاب		آب شبنم آب خنجر سان ہوا تیغ ہلال
اے شبِ فرقت ترا آنا مجھے شبخون ہوا		ہاتھ سے اوسکے گلون کا باغ مین شبخون ہوا
ہم شہیدونکی جو خاک اوسکی سواری سے اوڑی		زیرِ ران رکھین سبکساران سواری تیز رو
اکدم مین توسنِ بادِ صبا گلگون ہوا		نکہت گل گو خرام باد سے گلگون ہوا
طوق ہالہ کا پڑا اوسکے گلے مین کس لئے		ہو گئی صحرانوردی خضر راہِ عشق مین
چاند بھی شاید اوسیکے عشق مین مجنون ہوا		نقشِ پا کا میرے پیرو نجد مین مجنون ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرھنی
زندگی چشم جہان بین خوار رکھتی ہے دلا	کیا کہون درد جگر سے جو مری حالت ہوئی
دوش پر سبزی لیا جب آدمی بیدم ہوا	نبض ہاتھون سے چھٹی سینہ مین دم بیدم ہوا
مے کشی بے فرقت ساقی نے مارا ہے مجھے	دیکھتے ہی اک نظر آنکھون سے اوسکو مر گیا
شربے مانند اکل ناگوار اسم ہوا	حق مین میرے وہ سواد مرد ماک بھی سم ہوا
حرف سکے کے ہون کیسے پر ادب ہوتا نہین	عالی قدرون کو ترقی مین تنزل ہو نصیب
زر سے جو چسپیدہ دل ہے اوسکا رتبہ کم ہوا	دوپہر کے وقت دیکھو سایۂ خور کم ہوا
آبلے چیچک کے جب نکلے عذار یار پر	فرش سبزہ پر قدم گلرو نے رکھا باغ مین
بلبلون کو برگ گل پر شبہۂ شبنم ہوا	پائے نازک مین پھپولا قطرۂ شبنم ہوا
فاقے سے اپنے شکم پر سنگ باندھا جس گھڑی	سب پریزادون پہ یہ دعوے ہوئے طاعت گزین
وہ سلیمان زمان بھی صاحب خاتم ہوا	جب سلیمانی کا اوس انگشت مین خاتم ہوا
منتین کر کر کے احسان کرتے ہین ہم پر مست	میکدہ مین کب یہی ہے سرکشون کی سرکشی
جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا	وقت مے ریزی کے پیش جام مینا خم ہوا
سب حسین آگل ترے آگے ہوئے خجلت سے آب	عارض رنگین کو اوسکے گر کہون مین برگ گل
ہر ستارا بھی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا	کان کا موتی نہ کیون پھر قطرۂ شبنم ہوا
خلق کو مارا عرق آلودہ زلف یار نے	اوس لب شیرین پہ تھا خال سیہ بھی جانگزا
اوسکا ہر قطرہ بھی کام اژدہا مین سم ہوا	مر گئے ہم بوسۂ تل شکری مثل سم ہوا
ہو گیا ہے جوش سودا سے مرا مشہور نام	اوسمین کندیدہ حروف نقش داغ غم کے ہین
حلقۂ زنجیر گویا حلقۂ خاتم ہوا	حلقۂ ہالہ سے مہ کو حلقۂ خاتم ہوا
عشق اوس نور الٰہی کا ازل سے ہے مجھے	حسن سے اوسکے پریزادون کے پران ہوش مین
جس سے اے ناسخ ہزارون سال بعد آدم ہوا	رشک خور ہر چند ہے پر صورت آدم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر خند سرہندی
اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنے پانو کی	راستکارون کی اطاعت کج نہادونکو ہو فرض
قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا	تیر کی تعظیم کو گوشہ کمان کا خم ہوا
سبز آتے ہین نظر اشجار مسمومون کی طرح	یوسف مصری کا اپنے بو سے لیکر مر گیا
فرقت جانان مین آنا فصل گل کا سم ہوا	کیا تماشا ہے کہ قند مصر ہمکو سم ہوا
نام ہے روشن زمانے مین مرا اشعار سے	کیون نہو زیر نگین اوسکے خط فرمان پری
سر جھکا جب فکر مین زانو پہ مین خاتم ہوا	نقش عشوہ ناز سے کندہ نگین خاتم ہوا
پاؤن مین اوس پاکدامن کے تصدق سے بجا	پاکدامن ہے نہ دامن دیکھنے پائے غبار
جنکی پابوسی کو پیدا پنجہ مریم ہوا	خلعت عصمت کا زیبا قد پہ چون مریم ہوا
جیب کیا مونھہ کھل گئی جب زلف جانانی گرہ	صورت مضمون و معنی کا تماشا ہے یہان
بڑھ گئی گو رات تو اوسکے عوض دن کم ہوا	کان سر آئینہ ہے یا کہ جام جم ہوا
تا بہار عارض گلرنگ سب تھی شاعری	ساتھہ مین اوس گلبدن کے ہم گئین تھے سیر باغ
اب وہ دفتر شل دوران خزان برہم ہوا	حیف ہے وہ دور جون برگ خزان برہم ہوا
نشہ مے مین نظر آتی ہین سیر نشاتین	پہلو مین بیٹھا ہے جبکہ کب اوٹھائے سے اوٹھے
ساقیا یہ ساغر مے رشک جام جم ہوا	جان کے لینے کی خاطر درد دل بھی جم ہوا
ہے برنگ برق ہنسنا آدمیت سے بعید	دیکھکر شیدائی ہون دیو و ملک حور بہشت
سالہا باران غم بہر گل آدم ہوا	حسن مین رشک پری ہے گرچہ وہ آدم ہوا
اک پری کے عشق نے مجکو سلیمان کر دیا	کیون نہ چومون جام کی طرح لبون سے مونھہ لگا
لخت دل نگہ ہے تو حلقہ چشم کا خاتم ہوا	خط نقش جام سے زیبا خط خاتم ہوا
کل ابرو کی طرف مژگان برگشتہ نہین	سیکڑون خم کھائے گرچہ مارنے سر مار ما
تیر بھی پیش کمان بہر تواضع خم ہوا	حلقہ کاکل سے ہمسر ایک بھی کب خم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نقد جان ہے ما جو سائل کوے جانان کا تو دون
ان دنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا
خاکساروں کو ملا کرتے ہین جھک کر سر بلند
آسمان پیش زمین بہر تواضع خم ہوا
ناتوانی سر اوٹھانے دیتی ہے سجدہ سے کب
سنگ در تیرا نگین مین حلقۂ خاتم ہوا
آدمی مین آدمی تم کیون نہو باہم ملاپ
حرف کو دیکھو کہ کیا ہم جنس سے مدغم ہوا
زیست بھر مجکو نہ سوجھا چارۂ سودائے عشق
بارے کافور حنوط اب داغ کو مرہم ہوا
ہو گیا گور غریبان مین عیان حال جہان
کاسنۂ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا
راز پوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال
یار بھی ہرگز نہ میرے راز سے محرم ہوا

غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی

جب سخاوت میری دیکھی دسنے بالائے زمین
تیغ غم کھا مر گیا زیر زمین حاتم ہوا
یہ دل دیوانہ اوسمین پھنس گیا کب ہو سکا
حلقۂ جولان اوسی گیسو کا پیچ و خم ہوا
دفتر عشق ہو مسجل کیون نہ اوسکی مہر سے
داغ دل اپنا بجائے حلقۂ خاتم ہوا
عین حلقہ چشم کا ابرو ہے مرکز کاف کا
دفتر خوبی کا ہم جنسون سے ہی مدغم ہوا
دلفگاران ازل کو کام کیا جراح سے
سودمند زخم تن گل کو کہان مرہم ہوا
نشہ سے اسکے عیان ارض و سما کا حال ہو
ساقیا یہ جام بادہ میرا جام جم ہوا
ہاتھ کا ملنا کف افسوس کو ہر چند ہے
یار کے محرم سے جب دست نظر محروم ہوا

۱۳ کل شب فرقت مین اک ماتم کدہ عالم ہوا
شعلۂ رو کے سوز غم کا دلمین جب عالم ہوا
چاند بھی ہالے مین ہمکو حلقۂ ماتم ہوا
پیچ سے دود جگر کے حلقۂ ماتم ہوا
جوش پر طوفان اشک آلود دیدۂ پرنم ہوا
اشک باران ارسان جب دیدۂ پرنم ہوا
آگے تھا اک ہجر کا غم اب غم عالم ہوا
موجۂ سیلاب سے غرقاب اک عالم ہوا
دیکھکر دور خط شبرنگ ایسا غم ہوا
تیری فرقت سے دل رنجور کو وہ غم ہوا
حلقۂ گیسو بھی مجھکو حلقۂ ماتم ہوا
مرثیہ غم کا پڑھی رو نے سے ہر ماتم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

میکدہ مین جا بے ساقی نہ پی مین نے شراب
آج اس ظلمت کدہ مین مین سکندر ہو گیا

کسقدر فرقت مین ہے میرا سیہ خانہ مہیب
شمع کے اوڑ بھا گنے کو شعلہ شہپر ہو گیا

جل نہین جاتا وہ وصف رخ آتشناک سے
طائر مضمون بھی اب گویا سمندر ہو گیا

گھر مرا تاریک ایسا ہے کہ لیکر خط یار
چاند نا آیا تو وہ کالا کبوتر ہو گیا

دشت غربت مین بدن ہے کوچۂ جانان مین روح
جسم بیجان کی طرح خالی مرا گھر ہو گیا

جان کر کانٹا مسافر بچ کے رکھتے ہین قدم
اسقدر مین وادی غربت مین لاغر ہو گیا

فصل گل مین اسقدر خم سے ہوا جوش شراب
مثل باران دامن باد صبا تر ہو گیا

بازو وران و میان و گردن محبوب کا
رشتۂ پیمایش اے ناسخ برابر ہو گیا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

دیکھتا خلوت مین رخ یار کو ہے بے حجاب
کیا ہی آئینہ کا اب طالع سکندر ہو گیا

کیون نہ پریشان ہو کے اب جائے وہ کوئے یار مین
مرغ دل کو آہ سے پیدا جو شہپر ہو گیا

آسمان مین ماہ نو کی کیون نہ کشتی غرق ہو
چشم طوفان زا کا ہر قطرہ سمندر ہو گیا

کیا عجب اوڑ جائے نامہ خود ہوائے شوق سے
جو لکھا مصرع وہی بال کبوتر ہو گیا

جب وہ گل گھر سے گیا میری گئی گھر کی بہار
اک خزان دیدہ چمن سا بلبلو گھر ہو گیا

دیکھ لو آنکھون سے آتے ہین نظر داغ جگر
اشک شوئی گرچہ دامان نے نہ کی پر تشنہ بھی

آب اشک چشم سے فرش زمین تر ہو گیا
سر بلندی سے ہے ہر چند نام روشن بزم مین
شمع کا جو شعلہ رد سے قد برابر ہو گیا

۴۳

کیا کہین مرگ احبا مین جو ہمکو غم ہوا	۹	دور پیچ ناف جوئے حسن کا کیا غم ہوا
جو ہوا دشمن کوئی اوسکا بھی اک ماتم ہوا		بحر کو گرداب سے جو حلقۂ ماتم ہوا
بخل جتنا ہے زیادہ جود اوتنا کم ہوا		چشم تر سا دہر مین فیاض پیدا کم ہوا
آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا		جود مین در بخش مثل اسکے کہان حاتم ہوا

غزلیات تصنیف ناسنج لکھنوی

کر رہا ہون شام سے مین انتظار اوس ماہ کا
دیدۂ بیدار ہر اک آج اختر ہوگیا

ہے عجب راہِ عدم بھی جو چلا اس راہ مین
اک قدم مین پیش قدمون کے برابر ہوگیا

کر گئی پرواز رنگت تیرے ہونٹون کے حضور
پیش ازین جو لعل تھا اب سنگ مرمر ہوگیا

پڑ گیا ہے عکس جو میرے تنِ پُرداغ کا
سارے جسم یار مین پھولون کا زیور ہوگیا

دیکھکر خورشید کا چہرہ جو ہم غش ہوگئے
سایہ اپنا کوچۂ جانان مین بستر ہوگیا

باغ مین یاد آگئی مجکو جو اوس گل کی ہوا
بہر مرغِ روح ہر گلبرگ شہپر ہوگیا

تیغ قاتل نے جو کھولے میرے چھاتی کے کواڑ
حسرتِ دل کے نکلنے کو عجب در ہوگیا

خجلتِ دندان جانان سے گہر مین آب آب
رشتۂ سلک اپنی مژگان کی طرح تر ہوگیا

جب سے اوس بت کا سنہرا رنگ ہے پیشِ نظر
حلقہ اپنے چشمِ تر کا خاتم زر ہوگیا

مجکو جرمِ میکشی پر جب کیا حاکم نے قتل
جسم نے سر خم سر نے جسم ساغر ہوگیا

غزلیات تصنیف ہرخید سُرُدھنی

جب سے آوہ آہ کا اوڑ کر گیا سوئے فلک
چرخ کو لرزہ ہوا بیتاب اختر ہوگیا

رکھتا ہے درد جگر ہنگامۂ شور و شغب
روز فرقت روز محشر سے برابر ہوگیا

ہوگیا کعبہ مین ظاہر حسن صافی یار کا
سنگ اسود کو جو چوما سنگ مرمر ہوگیا

حسن گلگون یار کا تھا بارکب ڈھونڈے ملے
باعثِ گم گشتگی پھولون کا زیور ہوگیا

گھر مین جانے اوس پری رو کے نہ پائے آخرش
سایۂ دیوار اوسکا اپنا بستر ہوگیا

مثل عنقا کیون نہو اب اوج پروازی اوسے
آہ کی طایر کو سوزِ سینہ شہپر ہوگیا

جب نظر آنکھون سے آیا کاخ خوبی کا جمال
دل ہمارا عالمِ حیرت مین ششدر ہوگیا

صاف دل کو ہو فروماید سے فیض آبرو
قطرۂ نیسان صدف مین گوہر تر ہوگیا

کیمیائی کا ہوا بادِ صبا مین کیا ہنر
کیسۂ گلشن گل و غنچون سے پرزر ہوگیا

میکدہ مین ہمنے جب اپنا نہ دیکھا سبز رنگ
زہر کا پیالہ ہمین وہ مے کا ساغر ہوگیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرخوشی
حسرت بوسِ قاتل دل سے نکلی وقتِ قتل		تیغ قاتل سے سبکدوشی ہوئی ہر چند میں
تیغ کا ناسخ بڑا اس پر یہ احسان رہ گیا		سر ہوا تن سے جدا پر سر پہ احسان رہ گیا
۳۲		
پہلے ہر قطرہ عرق کا صاف گوہر ہو گیا	۲۷	بالی کامہ رو کے کیا خوش آب گوہر ہو گیا
بعد ازیں گوہر فروغِ رخ سے اختر ہو گیا		پھر وہی مہتاب کے پرتو سے اختر ہو گیا
تار مسطر جب ہمارا جسم لاغر ہو گیا		ہجر گل رو میں مرا تن ایسا لاغر ہو گیا
کیا مشابہ کاغذ مسطر سے بستر ہو گیا		تار بستر کا خلش میں خار بستر ہو گیا
اوس پری نے جب اوٹھایا سنگ مجھ دیوانہ پر		آتشین رخسار کا جب سے ہوا سینہ میں داغ
آتش رنگِ حنا سے صاف اخگر ہو گیا		لختِ دل گرمی سے جلکر رشکِ اخگر ہو گیا
کر دیا ایسا خمیدہ ناتوانی نے مجھے		ہے جو اوس پائے نگارین کا مرے سر میں خیال
چور اپنی ٹھوکروں سے کاسۂ سر ہو گیا		جام چینی سان منقش کاسۂ سر ہو گیا
مجکو یوں آئی لب گور فریدون سے صدا		ٹھوکروں سے پانوں کے پامال ہیں وہ آج دیکھ
کاسۂ سر بھی جدا مانند افسر ہو گیا		جن کا سر کل زینت دہ تاج و افسر ہو گیا
دیکھکر عنبر کو یاد آئی جو وہ زلفِ سیاہ		جب نظر آیا گوندھا باف جعد یار میں
موجۂ دریا نگل جانے کو اژدر ہو گیا		دل ڈرایہ مار تھا اب کیونکہ اژدر ہو گیا
تجکو جس گل پیرہن نے اک نظر دیکھا کبھی		ہو گیا پردہ نشین کا عشق گریہ سے عیان
نکہتِ گل کی روش جامہ سے باہر ہو گیا		پردۂ دیدہ سے طفل اشک باہر ہو گیا
ایکدم سیکین جو آنکھیں روے آتشناک سے		شعلۂ رد کا سوز دل اب دیکھیے اور کیا کرے
جل گیا تار نظر پر دیدہ اخگر ہو گیا		سینہ میں داغ جگر جو تھا سو اخگر ہو گیا
میں جو زندان میں بھی ستان سے ہوا آزاد سر		کیوں نہ خونریزی کرے اہل زمین کی ترک چرخ
طوق تھا جو میری گردن میں وہ خنجر ہو گیا		ماہ نو سے ہاتھ میں اوسکے جو خنجر ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عمر بھر وحشت مین گرد صحرا نوردی کی گئی
سیر کے قابل جو تھا دل کا بیابان رہ گیا
فصل گل مین بھی نہ زندان کے تعلق سے چھٹا
ناتوانی سے مرا طوق گریبان رہ گیا
روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا عمر بھر
شب کی شب گویا مین اس محفل مین مہمان رہ گیا
اشک نے تاثیر کو نادم کیا برسات کی
منہ کے باعث رات میرے گھر مین جانان رہ گیا
کتنے سیارے فلک حیرت سے ثابت رہ گئے
دیکھکر تجکو نہ اک آئینہ حیران رہ گیا
روح جب رخصت ہوئی سمجھا مین اپنے جسم کو
ماہ کنعان جب گیا خالی سیہ زندان ہو گیا
بید ماغی مین کہان تصنیف دیوان کا خیال
اپنی خاطر ہی کا مجموعہ پریشان ہو گیا
کر چکی تھی خلق مین رسوا جدائی یار کی
موت کی شفقت سے میرا راز پنہان رہ گیا
زیر خنجر کر دیا نظارۂ قاتل نے محو
ذبح ہونے کے مزے کا مجکو ارمان رہ گیا
مین زوال حسن مین سمجھا یہ مار زلف کو
ہو گیا خالی خزانہ مار بیجان رہ گیا

غزلیات تصنیف ہر چند سرھنی

کون سے خورشید رو کی انتظار ی ہے اوسے
چشم وا جو ذرۂ ریگ بیابان رہ گیا
دست وحشت نے میرے دامن کو پھاڑا ہی دے
صورت طوق گلو چاک گریبان رہ گیا
آخرش کرنا سفر ہو جون صبا اس باغ سے
کیا ہوا دو دن اگر گل یان پہ مہمان رہ گیا
ہے اوسے پیری کا عالم دل مین حیرت ہے مجھے
حسن تو جاتا رہا کیون جور جانان رہ گیا
ماہ نے دیکھا کہین ہے حسن رشک مہر کا
جو سرایا صورت آئینہ حیران رہ گیا
رات دن ہون مثل مصرع گرچہ مین صحرا نورد
جوش سودا کو و لے ارمان زندان رہ گیا
دھیان تجکو جب سے اوس زلف پریشان کا ہوا
جان الجھی اوسمین و ہان یان دل پریشان رہ گیا
ضعف سے رونے کی کب طاقت دل بیمار کو
ضبط نالہ سے یہ راز عشق پنہان رہ گیا
تلخی زہر فراق یار ہے مجکو نصیب
بوسۂ شیرین دہن کا دل مین ارمان رہ گیا
بل پہ بل آئی نظر جو کاکل بلدار کی
مار کر سر کو زمین پر مار پیچان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نقش مین تسخیر دل کے واسطے نقش قدم
سایہ تیرا اے پری جادو کا پتلا ہو گیا
ہے کشاد و بست کار عاشقان کا تیرے ہاتھ
کھل گیا جسدم دریچہ بند رستا ہو گیا
تیرے آگے چاک پھر پیراہن یوسف ہوا
اندنون دست جنون دست زلیخا ہو گیا
بنگیا جب بہر خود بینی کے دل صاف آئینہ
تھا نہان اپنی نظر سے مین سو پیدا ہو گیا
آگئین جو یاد تیری بازوؤنکی مچھلیان
ایسے ہم روئے کہ جاری ایک دریا ہو گیا
دیکھیے کیا روز فرقت مین ہو عالم شام تک
دوپہر مین ہائے میرا جسم آدھا ہو گیا
پاؤن مین تا خلوت جانان رسائی کسطرح
وہ تو میرے واسطے ناسخ اکیلا ہو گیا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

دل لوبھاتا ہے ہر اک کا اک نگاہ ناز سے
مردم دیدہ ترا جادو کا پتلا ہو گیا
تیری خاطر چرخ پر جانے کو اے آہ جگر
کہکشان سے خوب سیدھا صاف رستا ہو گیا
بخت خفتہ نے نہ دیکھا یوسف اپنا خواب مین
کون کہتا ہے مجھے خواب زلیخا ہو گیا
ہو گیا داغ سوید اچشم دل کو مردمک
تھا نہان اپنی نظر سے مین سو پیدا ہو گیا
ابر باران ہو گیا پانی سے پتلا دیکھکر
چشم گریان کا روان جسدم کہ دریا ہو گیا
ماہ دو ہفتہ نے دیکھا حسن مہ رو یک نظر
گھٹ کے سوز غم سے اک ہفتہ مین آدھا ہو گیا
گھر پر رہ کے چلون ہر چند اندھیری رات مین
ساتھ سے سایہ گیا اب مین اکیلا ہو گیا

۳۱

۱۴ یار دن نے راحت عدم مین کی مین نالان رہ گیا
سوز غم سے تن جلا پر دل یہ نالان رہ گیا
خاک برباد ہو گئی داغ جگریان رہ گیا
میری خونریزی سے کیون ابرو کمان کو عذر ہے
تیر گذرا دل سے ہے سوراخ پیکان رہ گیا
آئینہ رو دیکھکر چون آئنہ حیران ہوا
مردم دیدہ بھی تکتا روے جانان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی
اب کی بہار مین یہ ہوا جوش اے جنون		ہمدم کی درد ہجر نے بیدم کیا مجھے
سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا		بیتاب دم تھا وہ بھی بدن سے نکل گیا
اوس رشک گل کے جاتی ہی بس آگئی خزان		سودائے عشق غنچہ دہان کا ہے پردہ در
ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا		گل جامہ چاک کر کے چمن سے نکل گیا
اہل زمین نے کیا ستم نو کیا کوئی		مہ روے نوجوان کے روتا ہون یا دین
نالہ جو آسمان کہن سے نکل گیا		گریہ کا شور چرخ کہن سے نکل گیا
سن سان مثل وادی غربت ہے لکھنؤ		ہر چند لعل لب کی ہے بالا مین بیقدر
شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا		پائی جب آبرو کہ وطن سے نکل گیا
تیری گیسو مین نے دیکھی مجکو سودا ہو گیا	۱۳	گرمی سوز جگر سے دلمین سودا ہو گیا
روے آتش رنگ سے ہیجان صفرا ہو گیا		ضعف تھا تب ہجر سے اب زور صفرا ہو گیا
کیا فقط روتی ہین پریان اوس پری کے عشق مین		چشم گریان کے جو پونچھے اشک اوس سے دمبدم
شاہ جنات الیسار و یا شاہ دریا ہو گیا		تار دامان کا بھی ہر اک موج دریا ہو گیا
کوئی اے صیاد تیرے عشق مین زندہ نہین		دیکھا کب مرغ نظر نے اک پلک بھی آنکھ سے
طایر جان جسکو کہتے ہین وہ عنقا ہو گیا		یار کا موے کمر بھی بال عنقا ہو گیا
تو وہ یوسف ہے جو موکھہ تیر اندیکھا ایکدن		دیکھتا ہے یار کی صورت کو وہ ہمچشم ہو
صورت یعقوب آئینہ بھی اندھا ہو گیا		آینہ بنیا ہے کب نے پتلی اندھا ہو گیا
کون دل بچھلا نہ تیرے روے آتشناک پر		خام نقرہ نے جو دیکھی آب و تاب حسن یار
تھا جو سیم اندام تیرے آگے رانگا ہو گیا		تاب سے جون آب گھل کر صاف رانگا ہو گیا
چشم حیران جام کو اوس چشم میگون نے کیا		آتشین رو کا جو ہر دم دل مین رہتا ہے خیال
بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہو گیا		خون سینہ مین مرے دھوان سے پتلا ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۲۸

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا
ایک دل کے کردیے قاتل نے مجکو لاکھ دل
جو لگا پیکان مرے پہلو مین وہ دل ہوگیا
کیون نہ اب عالم ہوا اوسکا تختۂ مشق ستم
وقت بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہوگیا
کچھہ بھی حاصل باکمالون کو نہین ہے جز زوال
مورد نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا
مصحفِ رخسار جانان مین نہین ہے ایک خال
نے فقط قرآن بھی دنیا مین نازل ہوگیا
وادی وحشت مین کیون مثل جرس نالان ہے قیس
ایک لیلی کیا یہان کس کس کا محمل ہوگیا
صبح ہوتے کچھہ نظر آیا نہ غیر از آفتاب
کون کون اک رات کو یان شمع محفل ہوگیا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

تھا صفائی کا اوسے دعوی سو باطل ہوگیا
روے صافی سے جب آئینہ مقابل ہوگیا
ہوگیا طوقِ سلاسل پیچ ہر مو کا مجھے
دیکھکر زلف سیہ سو دازدہ دل ہوگیا
جان نثاری کے لیے شوقِ شہادت دلکو تھا
دیکھتے ہی خنجر ابرو کو بسمل ہوگیا
ماہ نو نے جب وہ دیکھا حسن رشک آفتاب
فیض سے اوسکے سراپا ماہ کامل ہوگیا
شب جو وہ رشکِ قمر آیا مری آغوش مین
سمجھا مین برج حمل مین مہر نازل ہوگیا
ہوگیا دل اپنا منزل کاروانِ عشق کو
شور نالہ سے صدائے زنگ محمل ہوگیا
اوٹھہ گیا ہر چند رشکِ شمع واں سے جس گھڑی
مثل پروانے کے پرّان رنگ محفل ہوگیا

۲۹

دم بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا جو مین سن سے نکل گیا
لایا وہ ساتھہ غیر کو میرے جنازے پر
شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا
ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشین
شعلہ سا بن کے میرے دہن سے نکل گیا

دم میرا اوسکے ساتھہ مین تن سے نکل گیا
جو سن سے نکل گیا
تربت مین جب تصور رنگِ کفک ہوا
خونِ جگر اوبل کے کفن سے نکل گیا
اندھیارا دن مین ہوگیا جیسے اندھیری رات
جب وہ دو آہ دل کا دہن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اب کی بہار مین یہ ہوا جوش اے جنون
سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

اوس رشک گل کے جاتی ہی بس آگئی خزان
ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا

اہل زمین نے کیا ستم نو کیا کوئی
نالہ جو آسمان کہن سے نکل گیا

سن سان مثل وادی غربت ہے لکھنؤ
شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

ہمدم کی درد ہجر نے بیدم کیا مجھے
بیتاب دم تھا وہ بھی بدن سے نکل گیا

سودائے عشق غنچہ دہان کا ہے پردہ در
گل جامہ چاک کرکے چمن سے نکل گیا

مہ روے نوجوان کے روتا ہون یا دمین
گریہ کا شور چرخ کہن سے نکل گیا

ہرچند لعل لب کی ہے بالا ہین قیمت در
پائی جب آبرو کہ وطن سے نکل گیا

۱۳

تیری گیسو مین نے دیکھی مجکو سودا ہوگیا
روے آتش رنگ سے ہیجان صفرا ہوگیا

کیا فقط روتی ہین پریان اوس کے عشق مین
شاہ جنات الیسار و یا شاہ دریا ہوگیا

کوئی اے صیاد تیرے عشق مین زندہ نہین
طایر جان جسکو کہتے ہین وہ عنقا ہوگیا

تو وہ یوسف ہے جو موکھہ تیر اندیکھا ایکدن
صورت یعقوب آئینہ بھی اندھا ہوگیا

کون دل بچھلا نہ تیرے روے آتشناک پر
تھا جو سیم اندام تیرے آگے رانگا ہوگیا

چشم حیران جام کو اوس چشم میگون نے کیا
بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہوگیا

گرمی سوز جگر سے دلمین سودا ہوگیا
ضعف تھا تب ہجر سے اب زرد صفرا ہوگیا

چشم گریان کے جو پونچھے اشک اوس سے دمبدم
تار دامان کا بھی ہر اک موج دریا ہوگیا

دیکھا کب مرغ نظر نے اک پلک بھی آنکھ سے
یار کا موے کمر بھی بال عنقا ہوگیا

دیکھتا ہے یار کی صورت کو وہ ہمچشم ہو
آینہ بینا ہے کب نے پتلی اندھا ہوگیا

خام نقرہ نے جو دیکھی آب و تاب حسن یار
تاب سے جون آب گھل کر صاف رانگا ہوگیا

آتشین رو کا جو ہر دم دل مین رہتا ہے خیال
خون سینہ مین مرے دھوان سے پتلا ہوگیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۲۸

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا
ایک دل کے کردیے قاتل نے مجکو لاکھ دل
جو لگا پیکان مرے پہلو مین وہ دل ہوگیا
کیون نہ اب عالم ہوا اوسکا تختۂ مشق ستم
وقت بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہوگیا
کچھہ بھی حاصل باکمالون کو نہین ہے جز زوال
مورد نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا
مصحفِ رخسار جانان مین نہین ہے ایک خال
نے فقط قرآن بھی دنیا مین نازل ہوگیا
وادی وحشت مین کیون مثل جرس نالان ہے قیس
ایک لیلی کیا یہان کس کس کا محمل ہوگیا
صبح ہوتے کچھہ نظر آیا نہ غیر از آفتاب
کون کون اک رات کو یان شمع محفل ہوگیا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

تھا صفائی کا اوسے دعوے سو باطل ہوگیا
روے صافی سے جب آئینہ مقابل ہوگیا
ہوگیا طوقِ سلاسل پیچ ہر مو کا مجھے
دیکھکر زلف سیہ سو دازدہ دل ہوگیا
جان نثاری کے لیے شوقِ شہادت دلکو تھا
دیکھتے ہی خنجر ابرو کو بسمل ہوگیا
ماہ نو نے جب وہ دیکھا حسن پر شکِ آفتاب
فیض سے اوسکے سراپا ماہ کامل ہوگیا
شب جو وہ رشکِ قمر آیا مری آغوش مین
سمجھا مین برج حمل مین مہر نازل ہوگیا
ہوگیا دل اپنا منزل کاروانِ عشق کو
شور نالہ سے صدائے زنگ محمل ہوگیا
اوٹھہ گیا ہر چند رشکِ شمع وان سے جس گھڑی
مثل پروانے کے پرّان رنگ محفل ہوگیا

۲۹

دم بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا جو مین سن سے نکل گیا
لایا وہ ساتھہ غیر کو میرے جنازے پر
شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا
ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشین
شعلہ سا بن کے میرے دہن سے نکل گیا

دم میرا اوسکے ساتھہ مین تن سے نکل گیا
جھونکا ہوائے آہ جو سن سے نکل گیا
تربت مین جب تصور رنگِ کفک ہوا
خونِ جگر اوبل کے کفن سے نکل گیا
اندھیارا دن مین ہوگیا جیسے اندھیری رات
جب وہ دو آہ دل کا دہن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہوگیا
اب تو ساقی کی جدائی مین مراقل ہوگیا
بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہوگیا
تیری اڑی سا اثر کا ہیکو رکھتا ہے سہیل
گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہوگیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجاز خلیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہوگیا
نوجوانو میرے مرنے سے نہو ہرگز ملول
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہوگیا
واہ کیا پیر مغان کا ہے تصرف میکشو
محتسب کا اب سخن نکیہ ہی مُل مُل ہوگیا
اسقدر مضمون لکھے کاکل محبوب کے
ریشہ بھی اپنے قلم کا نار سنبل ہوگیا
کیا چلی باد بہاری آج جنون جو خود بخود
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہوگیا
یہ اثر مہدی کی رنگت کا ہے یا اعجاز ہے
پنجہ صیاد مین مرغ چمن گل ہوگیا
آئے ناسخ کیا نظر جز شہسوار لا فتے
سرمہ بینش غبار راہ دلدل ہوگیا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

بادہ ریزی سے کہ جب مینا کا قلقل ہوگیا
میکدہ مین اپنے ساقی بن مراقل ہوگیا
باغ مین گلرو نہ دیکھا آگیا رونا مجھے
یاد مین اوس رشک گل کی شور بلبل ہوگیا
میرے رشک گل کے خندہ کا ہوا ہے کیا خیال
جو ہر اک غنچہ چمن مین صورت گل ہوگیا
گلبدن کے سنور غم سے کھائے ہین جو گل پہ گل
جون خیابان چمن اب سینہ پُر گل ہوگیا
خانہ گلشن مین ہوجائے نہ کیونکر تیرگی
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہوگیا
کون سے مخمور کی محفل مین جانے کا ہے شوق
جو روان بیدست و پا یہ شیشہ پُر مل ہوگیا
باغ مین گلرو کی وہ زلف مسلسل دیکھکر
سرزمین پر ماری ہے سودے سنبل ہوگیا
باغ مین صیاد نے پکڑا مجھے آواز سُن
ہمدم دوام بلا منقار کا غل ہوگیا
جب مرا وہ رشک گل سیر گلستان کو گیا
تھا چراغ گل جو روشن سایہ سے گل ہوگیا
جاے یکدم مین یہ ہرچند تا مکان لامکان
اسپ آہ دل ہمارا رشک دلدل ہوگیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی
فرقت ساقی مین نکلے گا لہو جائے شراب	گر لکھے گا کچھہ بتا شیریں ہی گفتار یار
اب دہان تیشہ زخمون کا دہن ہو جائے گا	خامہ جون تنگ شکر شیرین دہن ہو جائے گا
ہوکے رنجیدہ جو تو تلوار مارے گا مجھے	غم مین شیرین لب کے غمگین ہون اگر چھڑکین نمک
زخم بھی بہر نکو اری دہن ہو جائے گا	خندہ زن زخمون کا میرے کب دہن ہو جائے گا
مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون	عشق مہ رو مین ہے عریانی رہون صرصر انورد
پھائے ان جب لگین گے پیرہن ہو جائے گا	چادر مہتاب ہی سے پیرہن ہو جائے گا
اور جانب کو چلون گا جب دیار یار سے	دھیان رکھتا ہون جو اوس حسن ملیح یار کا
خضر بھی مل جائے گا تو راہ زن ہو جائے گا	زخم تن میرا نمک پر خندہ زن ہو جائے گا
میکدے تک محتسب کو میکشو آنے تو دو	قاصد الکھا ہے اوسمین ہمنے دلشکنی کا حال
دیکھکر پیمانہ کو پیمان شکن ہو جائے گا	کیون نہ خط شکنون سے میرا پر شکن ہو جائے گا
دور دل سے کیجئے جلدی ابھی تازہ ہے عشق	نوجوانی ہے ابھی اے ماہ رو آ مجھسے مل
زخم یہ ناسور ہوگا جب کہن ہو جائے گا	لطف پھر کیا پیر جب چرخ کہن ہو جائے گا
مین وہ وحشی ہون اگر سونگھے گا میرا استخوان	دیکھکر وہ چشم میگون میرے آہو چشم کی
مارے وحشت کے سگ جانان ہرن ہو جائے گا	مے کشون کا نشہ بھی دم مین ہرن ہو جائے گا
یوہین آکر جو ڈوبین گے پریزاد الصنم	سبز خط کی ہوگئی رخسار جانان پر نمود
دوسرا بیر الالم چاہ ذقن ہو جائیگا	خوشنما سبزہ سے اب چاہ ذقن ہو جائے گا
حسن کی زینت اگر چاہے کلام عشق سن	اے قلم دل مین کچھہ اپنے فکر گمنامی نہ کر
گوہر گوش الصنم میرا سخن ہو جائے گا	تیرا بھی مشہور ہر جا پر سخن ہو جائے گا
کیون اچنبھا ہے تجھے ناسخ فراق یار سے	آئینہ مین یار ہرچند شکل دیکھے کسطرح
اکیدن نادان فراق جان و تن ہو جائے گا	حسن صافی کا غبار آلودہ تن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جوششِ مضمون کا خامہ صورِ اسرافیل ہے
یاں زمینِ شعر مین عالم ہے رستاخیز کا

عشق کے آزار مین مرتا ہے پر ہے گرد یار
ہے خدا حافظ دلِ بیمار بے پرہیز کا

گامِ اوّل ہے جہان پڑتا ہے چاہ گور مین
ناسخ آوارہ ہے اوس صحرائے آفت خیز کا

۲۶

اے جنون مجھہ زار کا ذرہ بدن ہوجائے گا
جو لگائے گا وہ پتھر جزوِ تن ہوجائے گا

تیرے جانے سے ہوا رنگ چمن ہوجائے گا
برگ گل جو ہے وہ برگِ یاسمن ہوجائے گا

کارفرما جب مرا شیرین دہن ہوجائے گا
بیستون پر نقش شیرین کوہکن ہوجائے گا

بام پر ننگے نہ آؤ تم شبِ مہتاب مین
چاندنی پڑ جائے گی میلا بدن ہوجائے گا

فکرِ عریانی نہین مجھہ ناتوان عشق کو
پوست ڈھیلا ہوکے تن پر پیرہن ہوجائے گا

گر اوٹھا کر شہر سے صحرا مین پھلادوگے تم
بس وہین مثلِ درخت اپنا وطن ہوجائے گا

ایسی حیرت زا تری آنکھین ہین اے خلقِ خدا
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہوجائے گا

غزلیات تصنیف ہر چند سہ دھنی

شب کو مضمون سوجھتے ہین جو کہ شور انگیز ہین
دل مین عالم ہے ہمارے روز رستاخیز کا

اے دلِ بیمار ہرگز طالبِ بوسہ نہو
توڑنا اچھا نہین بیمار کو پرہیز کا

خال کا دانہ رہا کیون خام ہر چند ہے عجب
جاگزین ہے یہ تو اوس خسار شعلہ خیز کا

۱۷

غم مین گلدو کے مرا لاغر بدن ہوجائے گا
پھر نہ کیونکر خار آسا خشک تن ہوجائے گا

حسن صافی یار سے زیبا چمن ہوجائے گا
آئینہ داری کو برگِ یاسمن ہوجائے گا

موت کو میری غمِ شیرین دہن ہوجائے گا
گور کن میرا نکیون پھر کوہ کن ہوجائے گا

نخلِ سوسن کے تلے بیٹھی ہے کیون اے یار من
بارِ سایہ سے ترا نیلا بدن ہوجائے گا

عشق ہے موئے میان کا جوگی بن کھونگا
تن کو بالون کی لٹا سے پیرہن ہوجائے گا

باد سے برباد ہر سو اوڑکے ہوگی بعد مرگ
حیف خاکِ قبر کو ترکِ وطن ہوجائے گا

سنگساری گل کھلائے گی برنگ لطفِ مسیح
اے جنون زخمون سے تن رشکِ چمن ہوجائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا	۱۳	ہو نہ ایسا زخم کاری خنجر خونریز کا
ہر رگ گردن ہین یان عالم ہے تیغ تیز کا		کاٹ مین جوہر ہے جو تیغ نگاہ تیز کا
دود عنبر سے نہین کچھہ کم ہمارا دود آہ		لحلحہ بھی سونگھنے کو مشک و عنبر ہی کا ہو
ہے بہت دل مین خیال اک زلف عنبر بیز کا		سر مین سودا ہے مرے اوس زلف عنبر بیز کا
ساتھہ آہون کے نہ دود دل نکل جائے کہین		نعرہ زن درد دلی سے ہو صریر کلک بھی
اسلیے ہے ضبط مجکو آہ درد آمیز کا		گر لکھون اک حرف بھی مین شوق درد آمیز کا
نیل پڑ جائے یقینا کھائے گر دریائے نیل		ہجر مین شیرین دہن کے کثرت گریہ ہوا
لطمہ میرے اشک کے دریائے شور انگیز کا		جوش ہے سیلاب مین دریائے شور انگیز کا
دن جو اپنا صرف ہوتا ہے بتون کی یاد مین		آگئی جوش جوانی پر بہار باغ حسن ×
رات بھر رہتا ہے عالم مرغ صبح خیز کا		ہے رخ گلرنگ پر جلوہ خط نوخیز کا
اسقدر روتے ہین میرے جور سے اہل جہان		جور و غصہ مین مرا مہ رو ہے مریخ فلک
نام صفحے سے جہان کے مٹ گیا چنگیز کا		اوسکے آگے جون سہارتبہ نہین چنگیز کا
وصل کی شب پر ہوئی ہے میری رفتار صنم		ہو گیا خون جگر کے رنگ جو اوسکا سرنگ
خاک مین نام اسکے آگے ملگیا شبدیز کا		کیون نہ رکھون نام گلگون آہ کے شبدیز کا
عشق کر دیتا ہے سلطان و گدا کو ایک رنگ		خسرو عشق اسقدر رکھتا ہے عالی منزلت
کوہ کن کی طرح خون آخر کیا پرویز کا		ہے غلامون سے بھی کم رتبہ جہان پرویز کا
مانع رفتار مجھہ وحشی کو کیا ہون خار دشت		اشہب شوق دل بلبل نہ کیون ہو تیز رو
تیز رو کرنا نرگس کو کام ہے مہمیز کا		موج رنگ روے گل مین طور ہے مہمیز کا
اشک گر پڑتے ہین دل ہوتا ہے جسدم بیقرار		باغ مین نرگس بھی اپنے جام سے میگوں ہے
میری آنکھون مین ہے عالم ساغر لبریز کا		آب شبنم سے ہے عالم ساغر لبریز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کر رہا ہون شام سے مین انتظار اوس ماہ کا
دیدۂ بیدار ہر اک آج اختر ہو گیا

ہے عجب راہِ عدم بھی جو چلا اس راہ مین
اک قدم مین پیش قدمون کے برابر ہو گیا

کر گئی پرواز رنگت تیرے ہونٹون کے حضور
پیش ازین جو لعل تھا اب سنگ مرمر ہو گیا

پڑ گیا ہے عکس جو میرے تنِ پُر داغ کا
سارے جسم یار مین پھولون کا زیور ہو گیا

دیکھکر خورشید کا چہرہ جو ہم غش مین گئے
سایہ اپنا کوچۂ جانان مین بستر ہو گیا

باغ مین یاد آ گئی مجکو جو اوس گل کی بہار
بہر مرغِ روح ہر گلبرگ شہپر ہو گیا

تیغِ قاتل نے جو کھولے میرے چھاتی کے کواڑ
حسرتِ دل کے نکلنے کو عجب در ہو گیا

خجلتِ دندان جانان سے گہر مین آب آب
رشتۂ سلک اپنی مژگان کی طرح تر ہو گیا

جب سے اوس بت کا سنہرا رنگ ہے پیشِ نظر
حلقہ اپنے چشمِ تر کا خاتمِ زر ہو گیا

مجکو جرمِ میکشی پر جب کیا حاکم نے قتل
جسم نے سر خم سرنگون جیسا غر ہو گیا

غزلیات تصنیف ہرخید سرُدھنی

جب سے آہ آہ کا اوڑ کر گیا سوئے فلک
چرخ کو لرزہ ہوا بیتاب اختر ہو گیا

رکھتا ہے درد جگر ہنگامۂ شور و شغب
روزِ فرقت روزِ محشر سے برابر ہو گیا

ہو گیا کعبہ مین ظاہر حسنِ صافی یار کا
سنگِ اسود کو جو چوما سنگ مرمر ہو گیا

حسنِ گلگون یار کا تھا بارکب ڈھونڈے ملے
باعثِ گم گشتگی پھولون کا زیور ہو گیا

گھر مین جانے اوس پری رو کے نہ پائے آخرش
سایۂ دیوار اوسکا اپنا بستر ہو گیا

مثلِ عنقا کیون نہو اب اوج پروازی اوسے
آہ کی طایر کو سوزِ سینہ شہپر ہو گیا

جب نظر آنکھون سے آیا کاخِ خوبی کا جمال
دل ہمارا عالمِ حیرت مین ششدر ہو گیا

صاف دل کو ہو فزونی سے فیضِ آبرو
قطرۂ نیسان صدف مین گوہر تر ہو گیا

کیمیائی کا ہوا بادِ صبا مین کیا ہنر
کیسۂ گلشن گل و غنچون سے پرزر ہو گیا

میکدہ مین ہمنے جب اپنا نہ دیکھا سبز رنگ
زہر کا پیالہ ہمین وہ مے کا ساغر ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
حسرت بوسِ قاتل دل سے نکلی وقتِ قتل		تیغ قاتل سے سبکدوشی ہوئی ہر چند ہمین
تیغ کا ناسخ بڑا سر پہ یہ احسان رہ گیا		سر ہوا تن سے جدا پر سر پہ احسان رہ گیا
۳۲		
پہلے ہر قطرہ عرق کا صاف گوہر ہو گیا	۲۷	بالی کامہ رد کے کیا خوش آب گوہر ہو گیا
بعد ازین گوہر فروغِ رخ سے اختر ہو گیا		پھر وہی مہتاب کے پرتو سے اختر ہو گیا
تار مسطر جب ہمارا جسم لاغر ہو گیا		ہجر گل رو مین مرا تن ایسا لاغر ہو گیا
کیا مشابہ کاغذ مسطر سے بستر ہو گیا		تار بستر کا خلش مین خار بستر ہو گیا
اوس پری نے جب اوٹھایا سنگ مجھ دیوانہ پر		آتشین رخسار کا جب سے ہوا سینہ مین داغ
آتش رنگِ حنا سے صاف اخگر ہو گیا		لختِ دل گرمی سے جلکر رشک اخگر ہو گیا
کر دیا ایسا خمیدہ ناتوانی نے مجھے		ہے جو اوس پائنگارین کا مرے سر مین خیال
چور اپنی ٹھوکرون سے کاسہ سر ہو گیا		جام چینی سان منقش کاسہ سر ہو گیا
مجکو یون آئی لب گور فریدون سے صدا		ٹھوکرون سے پانون کے پامال ہین وہ آج دیکھ
کاسہ سر بھی جدا مانند افسر ہو گیا		جن کا سر کل زینت دہ تاج و افسر ہو گیا
دیکھکر عنبر کو یاد آئی جو وہ زلفِ سیاہ		جب نظر آیا گوندھا مالا بافِ جعد یار مین
موجۂ دریا نگل جانے کو اژدر ہو گیا		دل ڈرایہ مار تھا اب کیونکہ اژدر ہو گیا
تجکو جس گل پیرہن نے اک نظر دیکھا کبھی		ہو گیا پردہ نشین کا عشق گریہ سے عیان
نکہتِ گل کی روش جامہ سے باہر ہو گیا		پردۂ دیدہ سے طفل اشک باہر ہو گیا
ایکدم سیکین جو آنکھین روے آتشناک سے		شعلۂ رد کا سوز دل اب دیکھیے اور کیا کرے
جل گیا تار نظر پر دیدہ اخگر ہو گیا		سینہ مین داغ جگر جو تھا سو اخگر ہو گیا
مین جو زندان مین پھنسکاتن سے ہوا آزاد سر		کیون نہ خونریزی کرے اہل زمین کی ترک چرخ
طوق تھا جو میری گردن مین وہ خنجر ہو گیا		ماہ نو سے ہاتھ مین اوسکے جو خنجر ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عمر بھر وحشت مین گرد صحرا نوردی کی گئی
سیر کے قابل جو تھا دل کا بیابان رہ گیا
فصل گل مین بھی نہ زندان کے تعلق سے چھٹا
ناتوانی سے مرا طوق گریبان رہ گیا
روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا عمر بھر
شب کی شب گویا مین اس محفل مین مہمان رہ گیا
اشک نے تاثیر کو نادم کیا برسات کی
مِسّی کے باعث رات میرے گھر مین جانان رہ گیا
کتنے سیارِ فلک حیرت سے ثابت رہ گئے
دیکھکر تجکو نہ اک آئینہ حیران رہ گیا
روح جب رخصت ہوئی سمجھا مین اپنے جسم کو
ماہِ کنعان جب گیا خالی سیہ زندان ہو گیا
بید ماغی مین کہان تصنیف دیوان کا خیال
اپنی خاطر ہی کا مجموعہ پریشان ہو گیا
کر چکی تھی خلق مین رسوا جدائی یار کی
موت کی شفقت سے میرا راز پنہان رہ گیا
زیرِ خنجر کر دیا نظارۂ قاتل نے محو
ذبح ہونے کے مزے کا مجکو ارمان رہ گیا
مین زوالِ حُسن مین سمجھا یہ مار زلف کو
ہو گیا خالی خزانہ مار بیجان رہ گیا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

کون ہے خورشید رو کی انتظاری ہے اُدھر
چشم واجو ذرۂ ریگ بیابان رہ گیا
دست وحشت نے مرے دامن کو پھاڑا ہی تو کیا
صورت طوقِ گلو چاک گریبان رہ گیا
آخرش کرنا سفر ہو جون صبا اس باغ سے
کیا ہوا دو دن اگر گل یان پہ مہمان رہ گیا
ہے اوسے پیری کا عالم دل مین حیرت ہے مجھے
حُسن تو جاتا رہا کیون جورِ جانان رہ گیا
ماہ نے دیکھا کہین ہے حسن رشکِ مہر کا
جو سرایا صورت آئینہ حیران رہ گیا
رات دن ہون مثل مصر گرچہ مین صحرا نورد
جوشِ سودا کو و لے ارمان زندان رہ گیا
دھیان مجکو جب سے اوس زلف پریشان کا ہوا
جان اُلجھی اور سمین وہان یان دل پریشان رہ گیا
ضعف سے رونے کی کب طاقت دلِ بیمار کو
ضبطِ نالہ سے یہ رازِ عشق پنہان رہ گیا
تلخی زہرِ فراق یار ہے مجکو نصیب
بوسۂ شیرین دہن کا دل مین ارمان رہ گیا
بل پہ بل آئی نظر جو کاکل بلدار کی
مار کر سر کو زمین پر مار پیچان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نقش ہین تسخیر دل کے واسطے نقش قدم
سایہ تیرا اے پری جادو کا پتلا ہو گیا
ہے کشاد و بست کار عاشقان کا تیرے ہاتھ
کھل گیا جسدم دریچہ بند رستا ہو گیا
تیرے آگے چاک پھر پیراہن یوسف ہوا
اندنون دست جنون دست زلیخا ہو گیا
بنگیا جب بہر خود بینی کے دل صاف آئینہ
تھا نہان اپنی نظر سے مین سو پیدا ہو گیا
اگئین جو یاد تیری بازوؤنکی مچھلیان
ایسے ہم روئے کہ جاری ایک دریا ہو گیا
دیکھیے کیا روز فرقت مین ہو عالم شام تک
دوپہر مین ہائے میرا جسم آدھا ہو گیا
پاؤن مین تا خلوت جانان رسائی کسطرح
وہ تو میرے واسطے ناسخ اکیلا ہو گیا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

دل لوبھاتا ہے ہر اک کا اک نگاہ ناز سے
مردم دیدہ ترا جادو کا پتلا ہو گیا
تیری خاطر چرخ پر جانے کو اے آہ جگر
کہکشان سے خوب سیدھا صاف رستا ہو گیا
بخت خفتہ نے نہ دیکھا یوسف اپنا خواب مین
کون کہتا ہے مجھے خواب زلیخا ہو گیا
ہو گیا داغ سویدا چشم دل کو مردمک
ہو گیا پیدا ہو گیا
حسن شعلہ رو کا شوق دید پیدا ہو گیا
ابر باران ہو گیا پانی سے پتلا دیکھکر
چشم گریان کا رواں جسدم کہ دریا ہو گیا
ماہ دو ہفتہ نے دیکھا حسن مہ رو مک نظر
گھٹ کے سوز غم سے اک ہفتہ مین آدھا ہو گیا
گھر پر رہ کے چلون ہر چند اندھیری رات مین
ساتھ سے سایہ گیا اب مین اکیلا ہو گیا

۳۱

یار دون نے راحت عدم مین کی مین نالان رہ گیا ۱۴
سوز غم سے تن جلا پر دل یہ نالان رہ گیا
قافلہ منزل پہ جا اور ترا جرس یان رہ گیا
خاک برباد ہو گئی داغ جگریان رہ گیا
کی ادھر دل نے کشش کھینچا ادھر سفاک نے
میری خونریزی سے کیون ابرو کمان کو عذر ہے
ٹوٹ کر آخر مرے سینہ مین پیکان رہ گیا
تیر گذرا دل سے ہے سوراخ پیکان رہ گیا
مین در فردوس پر رضوان کو سمجھا اک رقیب
آئینہ رو دیکھکر چون آئنہ حیران ہوا
بعد مردن بھی خیال روے جانان رہ گیا
مردم دیدہ بھی تکتا روے جانان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
اب کی بہار مین یہ ہوا جوش اے جنون		ہمدم کی درد ہجر نے بیدم کیا مجھے
سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا		بیتاب دم تھا وہ بھی بدن سے نکل گیا
اوس رشک گل کے جاتی ہی بس آگئی خزان		سودائے عشق غنچہ دہان کا ہے پردہ در
ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا		گل جامہ چاک کرکے چمن سے نکل گیا
اہل زمین نے کیا ستم نو کیا کوئی		مہ روے نوجوان کے روتا ہون یاد مین
نالہ جو آسمان کہن سے نکل گیا		گریہ کا شور چرخ کہن سے نکل گیا
سن سان مثل وادی غربت ہے لکھنؤ		ہرچند لعل لب کی ہے بالی مین سبحہ در
شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا		پائی جب آبرو کہ وطن سے نکل گیا
تیری گیسو مین نے دیکھی مجکو سودا ہو گیا	۱۳	گرمی سوز جگر سے دلمین سودا ہو گیا
روے آتش رنگ سے ہیجان صفرا ہو گیا		ضعف تھا تب ہجر سے اب زرد صفرا ہو گیا
کیا فقط روتی ہین پریان اوس پری کے عشق مین		چشم گریان کے جو پونچھے اشک اوس سے دمبدم
شاہ جنات الیسار و یا شاہ دریا ہو گیا		تار دامان کا بھی ہر اک موج دریا ہو گیا
کوئی اے صیاد تیرے عشق مین زندہ نہین		دیکھا کب مرغ نظر نے اک پلک بھی انکھ سے
طایر جان جسکو کہتے ہین وہ عنقا ہو گیا		یار کا موے کمر بھی بال عنقا ہو گیا
تو وہ یوسف ہے جو موکھہ تیر اندیکھا ایکدن		دیکھتا ہے یار کی صورت کو وہ ہمچشم ہو
صورت یعقوب آئینہ بھی اندھا ہو گیا		آینہ بینا ہے کب نے پتلی اندھا ہو گیا
کون دل بچھلا نہ تیرے روے آتشناک پر		خام نقرہ نے جو دیکھی آب و تاب حسن یار
تھا جو سیم اندام تیرے آگے رانگا ہو گیا		تاب سے جون آب گھل کر صاف رانگا ہو گیا
چشم حیران جام کو اوس چشم میگون نے کیا		آتشین رو کا جو ہر دم دل مین رہتا ہے خیال
بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہو گیا		خون سینہ مین مرے دھوان سے پتلا ہو گیا

غزلیاتِ تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیاتِ تصنیف ہر چند سرِ دھنی
۲۸ آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا	۷	تھا صفائی کا اوسے دعوی سو باطل ہوگیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا		روے صافی سے جب آئینہ مقابل ہوگیا
ایک دل کے کردیے قاتل نے مجکو لاکھ دل		ہوگیا طوقِ سلاسل پیچ ہر موکا مجھے
جو لگا پہلو مین مرے پہلو مین وہ دل ہوگیا		دیکھکر زلفِ سیہ سودا زدہ دل ہوگیا
کیون نہ اب عالم ہوا وسکا تختۂ مشقِ ستم		جان نثاری کے لیے شوقِ شہادت دلکو تھا
وقتِ بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہوگیا		دیکھتے ہی خنجرِ ابرو کو بسمل ہوگیا
کچھہ بھی حاصل باکمالون کو نہین ہے جز زوال		ماہ نو نے جب وہ دیکھا حسن رشکِ آفتاب
موردِ نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا		فیض سے اوسکے سراپا ماہ کامل ہوگیا
مصحفِ رخسارِ جانان مین نہین ہے ایک خال		شب جو وہ رشکِ قمر آیا مری آغوش مین
نے فقط قرآن بھی دنیا مین نازل ہوگیا		سمجھا مین برجِ حمل مین مہر نازل ہوگیا
وادیِ وحشت مین کیون مثلِ جرسِ نالان ہے قیس		ہوگیا دل اپنا منزل کاروانِ عشق کو
ایک لیلی کیا یہان کس کس کا محمل ہوگیا		شورِ نالہ سے صدائے زنگ محمل ہوگیا
صبح ہونے کچھہ نظر آیا نہ غیر از آفتاب		اوٹھہ گیا ہر چند رشکِ شمع واں سے جس گھڑی
کون کون اک رات کو یان شمع محفل ہوگیا		مثلِ پروانہ کے پرّان رنگِ محفل ہوگیا
۲۹ دم بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا	۷	دم میرا اوسکے ساتھہ مین تن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا جو مین سن سے نکل گیا		جھونکا ہوائے آہ جو سن سے نکل گیا
لایا وہ ساتھہ غیر کو میرے جنازے پر		تربت مین جب تصور رنگِ کفک ہوا
شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا		خونِ جگر اوبل کے کفن سے نکل گیا
ساقی بغیرِ شب جو پیا آبِ آتشین		اندھیارا دن مین ہوگیا جیسے اندھیری رات
شعلہ سا بن کے میرے دہن سے نکل گیا		جب وہ آہ دل کا دہن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہو گیا
اب تو ساقی کی جدائی مین مرا قل ہو گیا
بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہو گیا
تیری اڑی سا اثر کا ہیکو رکھتا ہے سہیل
گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہو گیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجاز خلیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا
نوجوانو میرے مرنے سے نہو ہرگز ملول
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہو گیا
واہ کیا پیر مغان کا ہے تصرف میکشو
محتسب کا اب سخن نکیہ ہی مل مل ہو گیا
اسقدر مضمون لکھے کاکل محبوب کے
ریشہ بھی اپنے قلم کا نار سنبل ہو گیا
کیا چلی باد بہاری اے جنون جو خود بخود
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہو گیا
یہ اثر مہدی کی رنگت کا ہے یا اعجاز ہے
پنجہ صیاد مین مرغ چمن گل ہو گیا
آئے ناسخ کیا نظر جز شہسوار لافتے
سرمہ بینش غبار راہ دلدل ہو گیا

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

۱ بادہ ریزی سے کہ جب مینا کا قلقل ہو گیا
میکدہ مین اپنے ساقی بن مرا قل ہو گیا
باغ مین گلرو نہ دیکھا آگیا رونا مجھے
یاد مین اوس رشک گل کی شور بلبل ہو گیا
میرے رشک گل کے خندہ کا ہوا کیا جاہل
جوہر اک غنچہ چمن مین صورت گل ہو گیا
گلبدن کے سنو غم سے کھائے ہین جو گل پہ گل
چون خیابان چمن اب سینہ پر گل ہو گیا
خانہ گلشن مین ہو جائے نہ کیونکر تیرگی
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہو گیا
کون سے مخمور کی محفل مین جانے کا ہے شوق
جو روان بیدست و پا یہ شیشہ پر مل ہو گیا
باغ مین گلرو کی وہ زلف مسلسل دیکھکر
سر زمین پر پاری ہے سودائے سنبل ہو گیا
باغ مین صیاد نے پکڑا مجھے آواز سن
ہمدم دوام بلا منقار کا غل ہو گیا
جب مرا وہ رشک گل سیر گلستان کو گیا
تھا چراغ گل جو روشن سایہ سے گل ہو گیا
جائے یکدم مین یہ ہر چند تا مکان لامکان
اسپ آہ دل ہمارا رشک دلدل ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فرقتِ ساقی مین نکلے گا لہو جائے شراب
اب دہانِ تیشہ زخمون کا دہن ہو جائے گا
ہوکے رنجیدہ جو تو تلوار مارے گا مجھے
زخم بھی بہر مکھوا ری دہن ہو جائے گا
مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون
پھائے ان جب لگین گے پیرہن ہو جائے گا
اور جانب کو چلون گا جب دیار یار سے
خضر بھی مل جائے گا تو راہ زن ہو جائے گا
میکدے تک محتسب کو میکشو آنے تو دو
دیکھکر پیمانہ کو پیمان شکن ہو جائے گا
دور دل سے کیجئے جلدی ابھی تازہ ہے عشق
زخم یہ ناسور ہوگا جب کہن ہو جائے گا
مین وہ وحشی ہون اگر سونگھے گا میرا استخوان
مارے وحشت کے سگ جانان ہرن ہو جائے گا
یوہین آ اگر جوڈوبین گے پرنیاں الصنم
دوسرا بیر الالم چاہِ ذقن ہو جائیگا
حسن کی زینت اگر چاہے کلام عشق سُن
گوہر گوش الصنم میرا سخن ہو جائے گا
کیون اچنبھا ہے تجھے ناسخ فراق یار سے
اکدن نادان فراق جان و تن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ہر چند سرہنی

گر لکھے گا کچھ پتا شیریں کی گفتار یار
خامہ جون تنگ شکر شیرین دہن ہو جائے گا
غم مین شیرین لب کے غمگین ہون اگر چھڑکین نمک
خندہ زن زخمون کا میرے کب دہن ہو جائے گا
عشق مہ رو مین ہے عریانی رہون صحرا نورد
چادر مہتاب ہی سے پیرہن ہو جائے گا
دھیان رکھتا ہون جو اوس حسن ملیح یار کا
زخم تن میرا نمک پرخندہ زن ہو جائے گا
قاصد الکھا ہے اوسمین ہمنے دلشکنی کا حال
کیون نہ خط شکنون سے میرا پُرشکن ہو جائے گا
نوجوانی ہے ابھی اے ماہ رو آ مجھسے مل
لطف پھر کیا پیر جب چرخ کہن ہو جائے گا
دیکھکر وہ چشم میگون میرے آہو چشم کی
مے کشون کا نشہ بھی دم مین ہرن ہو جائے گا
سبز خط کی ہوگئی رخسار جانان پر نمود
خوشنما سبزہ سے اب چاہِ ذقن ہو جائے گا
اے قلم دل مین کچھ اپنے فکر گمنامی نہ کر
تیرا بھی مشہور ہر جا پر سخن ہو جائے گا
آئینہ مین یار ہر چند شکل دیکھے کسطرح
حسن صافی کا غبار آلودہ تن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جوششِ مضمون کا خامہ صورِ اسرافیل ہے
یان زمینِ شعر مین عالم ہے رستاخیز کا
عشق کے آزار مین مرتا ہے پر ہے گرد یار
ہے خدا حافظ دلِ بیمار بے پرہیز کا
گامِ اوّل ہے جہان پڑتا ہے چاہ گور مین
ناسخ آوارہ ہے اوس صحرائے آفت خیز کا

غزلیات تصنیف ہر چند سہ دھنی

شب کو مضمون سوجھتے ہین جو کہ شور انگیز ہین
دل مین عالم ہے ہمارے روز رستاخیز کا
اے دلِ بیمار ہرگز طالبِ بوسہ نہو
توڑنا اچھا نہین بیمار کو پرہیز کا
خال کا دانہ رہا کیون خام ہر چند ہے عجب
جاگزین ہے یہ تو اوس رخسار شعلہ خیز کا

۲۶

اے جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائے گا
جو لگائے گا وہ پتھر جزوِ تن ہو جائے گا
تیرے جانے سے ہوا رنگ چمن ہو جائے گا
برگ گل جو ہے وہ برگِ یاسمن ہو جائے گا
کارفرما جب مرا شیرین دہن ہو جائے گا
بیستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائے گا
بام پر نہ آؤ تم شبِ مہتاب مین
چاندنی پڑ جائے گی میلا بدن ہو جائے گا
فکرِ عریانی نہین مجھ ناتوان عشق کو
پوست ڈھیلا ہو کے تن پر پیرہن ہو جائے گا
گر اوٹھا کر شہر سے صحرا مین پھلا دو گے تم
بس وہین مثلِ درخت اپنا وطن ہو جائے گا
ایسی حیرت زا تری آنکھین ہین اے صیاد خلق
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائے گا

۱۷

غم مین گلروکے مرا لاغر بدن ہو جائے گا
پھر نہ کیونکر خار آسا خشک تن ہو جائے گا
حسن صافی یار سے زیبا چمن ہو جائے گا
آئینہ داری کو برگِ یاسمن ہو جائے گا
موت کو میری غمِ شیرین دہن ہو جائے گا
گور کن میرا نکیون پھر کوہ کن ہو جائے گا
نخلِ سوسن کے تلے بیٹھی ہے کیون اے نازنین
بار سایہ سے ترا نیلا بدن ہو جائے گا
عشق ہے موئے میان کا جو گی برہنہ کا ہے کو
تن کو بالون کی لٹا سے پیرہن ہو جائے گا
باد سے برباد ہر سو اوڑ کے ہو گی بعد مرگ
حیف خاکِ قبر کو ترکِ وطن ہو جائے گا
سنگساری گل کھلائے گی برنگ لطمۂ موج
اے جنون زخمون سے تن رشکِ چمن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا	۱۳	ہو نہ ایسا زخم کاری خنجر خونریز کا
ہر رگ گردن ہین یان عالم ہے تیغ تیز کا		کاٹ مین جوہر ہے جو تیغ نگاہ تیز کا
دود عنبر سے نہین کچھہ کم ہمارا دود آہ		لخلخہ بھی سونگھنے کو مشک و عنبر ہی کا ہو
ہے بہت دل مین خیال اک زلف عنبر بیز کا		سر مین سودا ہے مرے اوس زلف عنبر بیز کا
ساتھہ آہون کے نہ دود دل نکل جائے کہین		نعرہ زن درد دلی سے ہو صریر کلک بھی
اسلیے ہے ضبط مجکو آہ درد آمیز کا		گر لکھون اک حرف بھی مین شوق درد آمیز کا
نیل پڑ جائے یقینا کھائے گر دریائے نیل		ہجر مین شیرین دہن کے کثرت گریہ ہوا
لطمہ میرے اشک کے دریائے شور انگیز کا		جوش ہے سیلاب مین دریائے شور انگیز کا
دن جوانی کا صرف ہوتا ہے بتون کی یاد مین		آگئی جوش جوانی پر بہار باغ حسن
رات بھر رہتا ہے عالم مرغ صبح خیز کا		ہے رخ گلرنگ پر جلوہ خط نوخیز کا
اسقدر روتے ہین میرے جور سے اہل جہان		جور و غصہ مین مرا مہ رو ہے مریخ فلک
نام صفحے سے جہان کے مٹ گیا چنگیز کا		اوسکے آگے جون سہارا تہ نہین چنگیز کا
وصل کی شب پر ہوئی ہے میری رفتار صنم		ہو گیا خون جگر کے رنگ جو اوسکا سرنگ
خاک مین نام اسکے آگے مل گیا شبدیز کا		کیون نہ رکھون نام گلگون آہ کے شبدیز کا
عشق کر دیتا ہے سلطان و گدا کو ایک رنگ		خسرو عشق اسقدر رکھتا ہے عالی منزلت
کوہ کن کی طرح خون آخر کیا پرویز کا		ہے غلامون سے بھی کم رتبہ جہان پرویز کا
مانع رفتار مجھہ وحشی کو کیا ہون خار دشت		اشہب شوق دل بلبل نہ کیون ہو تیز رو
تیز رو کرنا فرس کو کام ہے مہمیز کا		موج رنگ روے گل مین طے رہے مہمیز کا
اشک گر پڑتے ہین دل ہوتا ہے جسدم بیقرار		باغ مین نرگس بھی اپنے جام سے مینوش ہے
میری آنکھون مین ہے عالم ساغر لبریز کا		آب شبنم سے ہے عالم ساغر لبریز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یارسے کرتا ہون مین باتین جلے جاتے ہین غیر
صاعقہ اونکو ہوا شعلہ میری آواز کا

آگے مجھکو کامل کے ناقص ہے کمال مدعی
درمیان ہے فرق استدراج اور اعجاز کا

جال اے صیاد اپنی زلف کا تو روک دے
ہے ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا

محو ایسا چاہیے عاشق خیال دوست مین
غیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا

جسقدر جلتا ہے ہوتا ہے سیہ داغ جنون
ہے چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا

گر کوئی پڑھنے لگے بزم غنا مین میری نظم
کان کا پردہ وہین بن جائے پردہ ساز کا

ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجکو گران
آسمان بن جائے گا طاؤس آتش باز کا

میری نظرون مین جو تو پنہان ہوا رسوا ہوا
بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہے یان شدت سے شدت بر شکال اشک نے
کیون نہ واں آجائے موسم سبزے کے آغاز کا

چل کے ناسخ گلشن شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہے بلبل شیراز کا

غزلیات تصنیف ہر خند سرخوشی

استخوانون مین سمایا شور ماتم اسقدر
بعد مردن قبر سے نکلے گا غل آواز کا

مردہ دل ہوتے ہین زندہ سنکے بزم رقص مین
صوت زنگون مین اثر عیسے کے ہے اعجاز کا

گر اوڑے لیکر کبوتر نامہ پر سوز کو
کیا عجب جل جائے شہپر باز دے پرواز کا

پردہ سے باہر نہو تو گرچہ اے پردہ نشین
پردہ ہی مین تو لیے مشتاق ہون آواز کا

چشم کا پردہ ہوا ہے اشک خونین سے وہ سرخ
خوشنما ایسا کہان رنگ ہوسکے رنگساز کا

مطرب باتار رگ جان سے جو نکلے صوت غم
تار تار ہو جائے کیون سنکر نہ پردہ ساز کا

گر جنازے پر نہین چلتے ہو دیکھو دور سے
یہ تو کر پاس محبت عاشق جان باز کا

اے دل پر درد کیون رکتا ہے ضبط نالہ کر
ہو رقیبون پر نہ افشا تا نہانی راز کا

خط جو آخر تک وہ پڑھتا کھلتا میرا حال سب
بند کر دیتا ہے کچھ مضمون بڑھ آغاز کا

اس گل دیوان کی ہر خند گر صبا لیجائے بو
مغز ہو جائے معطر بلبل شیراز کا

غزلیات بتصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرخوشی
دوستون کے سر کیے جن جن نے مقتل مین قلم		پڑ گئی یکدست گرد میری صف رزم مین
چشم بنیا ہے ہر اک جوہر تری شمشیر کا		ہو کہین عقدہ کشا وہ ناخن شمشیر کا
میری قسمت مین ہے بربادی عجب کیا ہے اگر		ہے وفور شوق دل کو گفتگوئے یار سے
کاغذ بادی بنے کاغذ میری تصویر کا		کیا عجب بولے اگر پیکر مری تصویر کا
گلشن کوئے بتان کا ہے جو زندان مین خیال		جب لکھا خامہ نے کچھ دیوانگی کا میرے حال
نغمہ بلبل ہے ہر نالہ مری زنجیر کا		ہو گیا سطرون سے پیدا سلسلہ زنجیر کا
کچھ نہین پروا مجھے دشمن اگر ہے عیب جو		سوز شعلہ رو مین چشمون سے یہ ٹپکے شبنم گرم
خوف کیا شیر نیستان کو ہو آہو گیر کا		پرہ مژگان بنا ہے پرہ آتشگیر کا
نیک یا بد کوئی دنیا مین ہوا مجھسے نہ کام		کام کیا تحریر کا ہے وصف خط مین القلم
سادہ کاغذ ہے مگر نامہ مری تقدیر کا		مو بمو یہ نقش ہے اوس خامہ تقدیر کا
لاغر ایسا ہون کسیکو مین نظر آتا نہین		حالت غم مین مجھے غمگین جو دیکھے اک نظر
چاہیے مانی ورق سادہ مری تصویر کا		اشک باران ہو نہ کیونکر دیدہ تصویر کا
اس خرابے مین بنایا جسنے گھر دیوانہ ہے		اسقدر گریہ کو ہر چند جوش سودا ہو گیا
دیکھہ ہر دروازے پر ناسخ نشان زنجیر کا		بحر مین اوسکے ہے حلقہ موج سے زنجیر کا
۲۸		
سینکڑون آہین کرون پرزہ کیا آواز کا	۱۳	ہجر مہ رو مین ہے نالہ غم بھری آواز کا
تیر ہو آواز دے ہے نقص تیر انداز کا		برق کی عمر اش مین کب ہو شور اس انداز کا
نازنینون سے کرون کیا ربط مین نازک مزاج		خرمن دل کو جلا کر خاک اک دم مین کیا
بوجھ اوٹھہ سکتا نہین مجھسے کسیکے ناز کا		آب آتشگون ہوا تیغ نگاہ ناز کا
رشک سے جلتا ہے ایسا روے جانان دیکھکر		سوز غم آتش شرار آہ کی بارود ہے
طور ہے مہتاب مین مہتاب آتش باز کا		دل ہمارا بنگیا طاؤس آتشباز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شکل اوسکی ایسی ہے دلچسپ گر پڑے جا بجا عکس
تا قیامت آینے مین شبہہ ہو تصویر کا

وہ مصور پیشہ ہون گر ہو مری تربت پہ نخل
ہو ورق ہر برگ کی جا یار کی تصویر کا

کون عالم کے مرقع مین ہے مجھ سا بے ثبات
رنگ اوڑ جاتا ہے کھنچتے ہی مری تصویر کا

لکھتے ہین مضمون سوز داغ دل ہم رات دن
کام کرتا ہے ہمارا خامہ آتش گیر کا

بن گیا بت جو لگا عشق بتان مین مجکو سنگ
بن گیا ہے سنگ سے مجنون قبر یار کا

نالۂ ناقوس ہر نالہ ہوا زنجیر کا
کیا ہے کبر مدعی میری تواضع کے حضور

سرکشی دم مین مٹا دیتا ہے خم شمشیر کا
اے مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے

خاک گلخن سے بنا گردہ میری تصویر کا
کھیلتا ہون اس سے مرغان معانی کا شکار

کام دقت فکر لیتا ہون قلم سے تیر کا
ہے دلیل مرگ انسان واقعی ہوئی سفید

کوہ کن کی موت تھی انجام جوی شیر کا
کسکے عارض کے تصور مین ہون نالان آج مین

ہے دھوان مہتاب میرے نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

چشم تر سے کیون نہ سانون کی جھڑی لگ جائے خشک
ابر کا لگتا بنا کاغذ مری تصویر کا

ہون مین وہ پر درد و غم نقاش گر کھینچے شبیہ
کیون نہ دے آواز نالہ مونہہ مری تصویر کا

خانۂ دیدہ نہ کیونکر ہو نگارستان چین
دھیان ہے پیش نظر جو یار کی تصویر کا

سوزش داغ جگر کا حال گر خامہ لکھے
پرزہ ہو اوسکی زبان کا پرزہ آتش گیر کا

ہون وہ سودائی اوگے گر نخل مجنون قبر پر
شاخ کی جنبش سے پیدا شور ہو زنجیر کا

ہے بجا اوسکو گنون نخل قضا کی شاخ گر
موت کا پھل دیتا ہے پھل یار کی شمشیر کا

ہون وہ تیرہ بخت مین گر رنگ دے رنگسار بھی
رنگ سے رنگین نہو کاغذ مری تصویر کا

گر سوئی گردون کرے سر مرغ زرین بال کا
کب نشانہ ہو غلط ابرو کمان کے تیر کا

حسن یار ہی شیر گو مین شور بخت ہون لیکن
ربط باہم غیر ممکن ہے نمک اور شیر کا

خوف کیا گر گور مین مانگے ہین مردے الامان
روز محشر زا ہے عالم نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
دیکھکر مجکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب رقیب		خاک پا مہ رو کی پہونچی ہے سر گردون تلک
بیشتر کتون کو بھونکاتا ہے جلوہ ماہ کا		ہوگیا پر نور عالم چشم مہر و ماہ کا
یار کا ناسخ پھٹا ہے پیرہن تو کیا عجب		جب چڑھا ہرچند وقت شام مہ رو بام پر
ہے کتان کو چاک کرنا کام نور ماہ کا		چاندنی چھٹکی ہوا پر نور پرتو ماہ کا
۲۴		
وحشت دل ہون مین دیوانہ ترے تاثیر کا	۲۵	ہوگیا دیوانہ دل جو عشق کی تاثیر کا
چشم آہو بن گیا حلقہ ہر اک زنجیر کا		حلقہ زلف پر پیر و حلقہ ہو زنجیر کا
سایہ گلبن پر اگر پڑ جاے مجھہ دلگیر کا		نقشہ گر کھینچے مصور اس دل دلگیر کا
ہو ہر اک غنچہ مین عالم غنچہ تصویر کا		ہوش دلکو اوسکے ہووے عالم تصویر کا
پہونچے ہم آتش زبانون کو ضرر دشمن سے کیا		شاخ شمع سے ثمر چاہے تو کوئی کب ملے
شمع کو کرتا ہے روشن ہر ستم گلگیر کا		گل سے پر ہوتا نہین دامن کبھی گلگیر کا
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اوڑ گیا		ناتوانی سے گرانجانی ہوئی ایسی مجھے
میرے پیکر مین ہے عالم کاغذ تصویر کا		کب ہوا سے بھی اوڑے کاغذ مری تصویر کا
اہل حاجت کی بدولت ہوتی ہے منعم کی قدر		سیمبر کی تیغ ابرو نے کیا کشتہ مجھے
مرتبہ نے مس کے یکسان خاک اور اکسیر کا		خاک سے میرے بنے نسخہ نکیون اکسیر کا
برسون گذرے ہین صدا باہر نکل سکتی نہین		دل مین سودا کے مرے منظور دیرا نہین
ہے ہمارا ضعف دربان خانہ زنجیر کا		کر دیا ہے دیکھہ لو آباد گھر زنجیر کا
ناتوانون سے پناہ اے طالمون مانگا کرو		کیا کہین تھی اوسکو شوق دید روے زخم دل
دیکھہ لو ایک بال ہے یار دوشکن شمشیر کا		صورت دیدہ ہے جوہر یار کی شمشیر کا
شمع ساں جلتے ہین بعد از مرگ اپنے استخوان		مثل شمع ہو گیا مجکو وہین فکر عدم
کام منقار ہما کرنے لگی گلگیر کا		صورت لا دیکھکر قد بزم مین گلگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرفدھنی
نور افشان جب سے ہے دلمین خیال اوس ماہ کا		شعلہ افگن برق سان ہے سوز رشک ماہ کا
طور کا شعلہ دھوان ہے میری شمع آہ کا		چرخ پر پہونچے دخان کیونکر نہ دل کی آہ کا
ہے فرد مایون سے پہلے رنج امید نفع مین		فوج مژگان آب نوشی اوس سے کرتی ہے مدام
ہاتھ بے محنت نہین آتا ہے پانی چاہ کا		ٹوٹ سکتا ہی نہ پانی چشم تر کی چاہ کا
قامت موزون نظر آیا مجھے جب الف		آہ کا پہلے الف جو خامۂ دل نے لکھا
تھا شروع عاشقی دن میری بسم اللہ کا		میرے دیوان کو ہو عنوان بسم اللہ کا
سمجھے میکش دیکھکر ابرو تری بالائے چشم		دیکھتا ہون آنکھ سے جب اوس سبو کا کی شکل
میکدہ سے مرتبہ اعلی ہے بیت اللہ کا		جلوہ آتا ہے نظر تب قدرت اللہ کا
آمد خط مین تو ہونے دے نگاہون کا گذر		خاکساروں سے ملے ہی منزل مقصود دل
دیکھیے پہنچے نہین پاتا ہے سبزہ راہ کا		خط جادہ ہو گیا ہے خضر میری راہ کا
جا برابر ہے دل مادر مین نر فرزند کی		سب کو جانا ہے دیار یار مین رہنا ہے کب
رتبہ زیر خاک یکسان ہے گدا و شاہ کا		ایک رستہ ہے گذرنا ہے گدا و شاہ کا
خلق مین قرآن دیکھا جب ہوا ماہ رجب		کون سے خورشید رو کو دیکھ کر سودا ہوا
ہمنے دیکھا مصحف رخسار اپنے ماہ کا		حلقۂ طوق گلوبانہ ہوا ہے ماہ کا
آتی ہی اوس طفل کے روشن سیہ خانہ ہوا		خامہ نے لکھی حکایت طول درد ہجر کی
شمع سان جلوہ ہے اوسکے قامت کوتاہ کا		حوصلہ کیا ہی بلند ہے اوس قد کوتاہ کا
زرد یا گل کو فلوس داغ سودا دے مجھے		مثل نوکر خدمتی ہون حال تنخواہ کیا لہون
اے فلک موسم یہی ہے میری بھی تنخواہ کا		گالی دینی سمجھے وہ دینا گویا تنخواہ کا
سفلہ ہو جاتا ہے وقت امتحان بے آبرو		زندہ دل رہتے ہین اسمین طفل اشکون کے سدا
ہے دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا		آب حیوان ہے یہ پانی چشم تر کی چاہ کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

میں ایسا پاکدامن ہون یقین ہے بعد مردن بھی
بجائے سبزہ تربت پر اوگے گا پنجہ مریم کا
مسی آلودہ لب کو تو نے جس کپڑے سے پوچھا ہے
وہ میرے زخم دل کے واسطے پھاہا ہے مرہم کا
تماشائے جہان ہم دیکھتے ہین کنج غربت مین
ہمارے بوریہ کا نقش خط ہے ساغر جم کا
گذرنا گاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین
عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینہ زانوے سکندر کا شکستہ تھا
کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک مین جم کا
بیابان جنون مین خاک اوڑاتے پھرتے ہین ہر سو
تردد گرد باد دون کو ہے مجھ نے کس کے ماتم کا
خوشی کا ایکدن دیکھا نہ مینے آکے دنیا مین
رہا ہر ماہ پر مجکو یقین ماہ محرم کا
محب ہین سایہ زہ اور عدو ہین خار زہ ناسخ
مسافر وادی امکان مین گویا ہون کوئی دم کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

جمایا نقش ہے لوح دلون پر اوسکی عصمت نے
مٹایا صفحہ دنیا سے نقشہ نام مریم کا
جگر رزخم تیغ ابرو گلو کا رکھتا ہون
لگانا برگ گل سے ہے مناسب پھاہا مرہم کا
خم تن آخرش دست اجل سے ٹوٹ جاویگا
شکستہ ہوگیا سنگ فنا سے جام بھی جم کا
بجا ہے دلمین سمجھین ہم اگر جان جہان تجکو
کہ لے ہے حسن کا عالم تیرا دل اہل عالم کا
حکومت حشمت و مسند نشینی زندگی مین تھی
زمین بستر اتربت مین مرکر ہے شہ جم کا
اثر غم کا رہے گا آہ دل مین بعد مردن بھی
بنے گا خاک تربت سے بگولا دور ماتم کا
شب فرقت ہے مہ رو کی نہ کیونکر ماتم غم ہو
پڑا روز ولادت مین مرے عشرہ محرم کا
نہ بیتابی سے ہر چند جین جی کو ایک دم کھبرے
غم فرقت مین ہمدم سکے ہے دم کونالہ ہر دم کا

۲۲

۱۴ ہے دل سوزان مین طور اوسکی تجلی گاہ کا
روے آتشناک پر شعلہ ہے اپنی آہ کا
وصل کیا ہم خاکساروں کو ہوا وس دلخواہ کا
خاک مین آلودہ ہونا کب ہے ممکن ماہ کا

بن گیا عرش میدان جسکے جولانگاہ کا
برق سے ہے تیز رو شبدیز دلکی آہ کا
آتا ہے جلوہ نظر اک صورت دلخواہ کا
چشم مین رہتا ہے ہر دم دھیان رشک ماہ کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جوششِ مضمون کا خامہ صورِ اسرافیل ہے
یا زمینِ شعر مین عالم ہے رستاخیز کا
عشق کے آزار مین مرتا ہے پر ہے گرد یار
ہے خدا حافظ دلِ بیمار بے پرہیز کا
گامِ اوّل ہے جہان پڑتا ہے چاہ گور مین
نالِ کا دانہ رہا کیون خام ہر چند ہے عجب
ناسخ آوارہ ہے اوس صحرائے آفت خیز کا
جاگزین ہے یہ تو اوس خسار شعلہ خیز کا

۲۶

اے جنون مجھہ زار کا فربہ بدن ہو جائے گا
جو لگائے گا وہ پتھر جزوِ تن ہو جائے گا
تیرے جانے سے ہوا رنگ چمن ہو جائے گا
برگ گل جو ہے وہ برگِ یاسمن ہو جائے گا
کارفرما جب مرا شیرین دہن ہو جائے گا
بیستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائے گا
بام پر ننگے نہ آؤ تم شبِ مہتاب مین
چاندنی پڑ جائے گی میلا بدن ہو جائے گا
فکرِ عریانی نہین مجھہ ناتوان عشق کو
پوست ڈھیلا ہو کے تن پر پیرہن ہو جائے گا
گر اوٹھا کر شہر سے صحرا مین پھینکوا دو گے تم
بس وہین مثلِ درخت اپنا وطن ہو جائے گا
ایسی حیرت زا تری آنکھین ہین اے صیاد خلق
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ہر چند سہ دھنی

شب کو مضمون سوجھتے ہین جو کہ شور انگیز ہین
دل مین عالم ہے ہمارے روز رستاخیز کا
اے دلِ بیمار ہرگز طالبِ بوسہ نہو
توڑنا اچھا نہین بیمار کو پرہیز کا
نالِ کا دانہ رہا کیون خام ہر چند ہے عجب
جاگزین ہے یہ تو اوس خسار شعلہ خیز کا

۱۷

غم مین گل کر کے مرا لاغر بدن ہو جائے گا
پھر نہ کیونکر خار آسا خشک تن ہو جائے گا
حسن صافی یار سے زیبا چمن ہو جائے گا
آئینہ داری کو برگِ یاسمن ہو جائے گا
موت کو میری غمِ شیرین دہن ہو جائے گا
گور کن میرا نکیون پھر کوہ کن ہو جائے گا
نخلِ سوسن کے تلے بیٹھی ہے کیون اے یار من
بارِ سایہ سے ترا نیلا بدن ہو جائے گا
عشق ہے موئے میان کا جو گی بن کھڑکا نہ کر
تن کو بالون کی لٹا سے پیرہن ہو جائے گا
باد سے برباد ہر سو اوڑ کے ہو گی بعد مرگ
حیف خاکِ قبر کو ترکِ وطن ہو جائے گا
سنگساری گل کھلائے گی بزنگِ لطف سے
اے جنون زخمون سے تن رشکِ چمن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا	۱۳	ہو نہ ایسا زخم کاری خنجر خونریز کا
ہر رگِ گردن ہین یان عالم ہے تیغ تیز کا		کاٹ مین جوہر ہے جو تیغ نگاہ تیز کا
دود عنبر سے نہین کچھ کم ہمارا دود آہ		لخلخہ بھی سونگھنے کو مشک و عنبر ہی کا ہو
ہے بہت دل مین خیال اک زلف عنبر بیز کا		سر مین سودا ہے مرے اوس زلف عنبر بیز کا
ساتھ آہون کے نہ دود دل نکل جائے کہین		نعرہ زن درد دلی سے ہو صریر کلک بھی
اسلیے ہے ضبط مجکو آہ درد آمیز کا		گر لکھون اک حرف بھی مین شوق درد آمیز کا
نیل پڑ جائے یقینا کھائے گر دریائے نیل		ہجر مین شیرین دہن کے کثرت گریہ ہوا
لطمہ میرے اشک کے دریائے شور انگیز کا		جوش ہے سیلاب مین دریائے شور انگیز کا
دن جوانی کا صرف ہوتا ہے بتون کی یاد مین		آگئی جوش جوانی پر بہار باغ حسن
رات بھر رہتا ہے عالم مرغ صبح خیز کا		ہے رخ گلرنگ پر جلوہ خط نوخیز کا
اسقدر روتے ہین میرے جور سے اہل جہان		جور و غصہ مین مرا مہ رو ہے مریخ فلک
نام صفحے سے جہان کے مٹ گیا چنگیز کا		اوسکے آگے جون سہارتبہ نہین چنگیز کا
وصل کی شب پر ہوئی ہے میری رفتار صنم		ہو گیا خون جگر کے رنگ جو اوسکا سرنگ
خاک مین نام اسکے آگے مل گیا شبدیز کا		کیون نہ رکھون نام گلگون آہ کے شبدیز کا
عشق کر دیتا ہے سلطان و گدا کو ایک رنگ		خسرو عشق اسقدر رکھتا ہے عالی منزلت
کوہ کن کی طرح خون آخر کیا پرویز کا		ہے غلامون سے بھی کم رتبہ جہان پرویز کا
مانع رفتار مجھ وحشی کو کیا ہون خار دشت		اشہب شوق دل بلبل نہ کیون ہو تیز رو
تیز رو کرنا فرس کو کام ہے مہمیز کا		موج رنگ رو گل مین طور ہے مہمیز کا
اشک گر پڑتے ہین دل ہوتا ہے جسدم بیقرار		باغ مین نرگس بھی اپنے جام سے میگوش ہے
میری آنکھون مین ہے عالم ساغر لبریز کا		آب شبنم سے ہے عالم ساغر لبریز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر خند سرہندی
یارسے کرتا ہون مین باتین جلے جاتے ہین غیر	استخوانون مین سمایا شور ماتم اسقدر
صاعقہ اڈکو ہوا شعلہ میری آواز کا	بعد مردن قبر سے نکلے گا غل آواز کا
آگے مجھ کامل کے ناقص ہے کمال مدعی	مردہ دل ہوتے ہین زندہ سنکے بزم رقص مین
درمیان ہے فرق استدراج اور اعجاز کا	صوت زنگون مین اثر عیسے کے ہے اعجاز کا
جال اے صیاد اپنی زلف کا تو روک دے	گر اوڑے لیکر کبوتر نامہ پر سوز کو
ہے ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا	کیا عجب جل جائے شہپر باز وے پرواز کا
محو ایسا چاہیے عاشق خیال دوست مین	پردہ سے باہر نہو تو گرچہ اے پردہ نشین
غیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا	پردہ ہی مین بولیے مشتاق ہون آواز کا
جسقدر جلتا ہے ہوتا ہے سیہ داغ جنون	چشم کا پردہ ہوا ہے اشک خونین سے وہ سرخ
ہے چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا	خوشنما ایسا کہان رنگ ہوسکے رنگساز کا
گر کوئی پڑھنے لگے بزم غنا مین میری نظم	مطرب با تار رگ جان سے جو نکلے صوت غم
کان کا پردہ وہین بن جائے پردہ ساز کا	تار تار ہو جائے کیون سنکر نہ پردہ ساز کا
ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجکو گران	گر جنازے پر نہین چلتے ہو دیکھو دور سے
آسمان بن جائے گا طاؤس آتش باز کا	یہ تو کر پاس محبت عاشق جان باز کا
میری نظرون مین جو تو پنہان ہوا رسوا ہوا	اے دل پر درد کیون روتا ہے ضبط نالہ کر
بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا	ہو رقیبون پر نہ افشا تا نہانی راز کا
کی ہے یان شدت سے شدت برشکال اشک نے	خط جو آخر تک وہ پڑھتا کھلتا میرا حال سب
کیون نہ واں آجائے موسم سبزے کے آغاز کا	بند کر دیتا ہے کچھ مضمون بڑھ آغاز کا
چل کے ناسخ گلشن شیراز کو آباد کر	اس گل دیوان کی ہر خند گر صبا لیجائے بو
آشیان ویران پڑا ہے بلبل شیراز کا	مغز ہو جائے معطر بلبل شیراز کا

غزلیات بتصنیف ناسخ لکھنوی

دوستوں کے سر کیے جن جن نے مقتل میں قلم
چشم بنیا ہے ہر اک جوہر تری شمشیر کا
میری قسمت میں ہے بربادی عجب کیا ہے اگر
کاغذ بادی بنے کاغذ میری تصویر کا
گلشن کوئے بتاں کا ہے جو زندان میں خیال
نغمۂ بلبل ہے ہر نالہ مری زنجیر کا
کچھ نہیں پروا مجھے دشمن اگر ہے عیب جو
خوف کیا شیر نیستاں کو ہوا ہو گیر کا
نیک یا بد کوئی دنیا میں ہوا مجھسے نہ کام
سادہ کاغذ ہے مگر نامہ مری تقدیر کا
لاغر ایسا ہوں کسیکو میں نظر آتا نہیں
چاہیے مانی ورق سادہ مری تصویر کا
اس خرابے میں بنایا جسنے گھر دیوانہ ہے
بحر میں اوسکے ہے حلقہ موج سے زنجیر کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرِ دھنی

پڑ گئی یکدست گرد میری کلفِ بست میں
ہو کہیں عقدہ کشا وہ ناخنِ شمشیر کا
ہے وفورِ شوق دل کو گفتگوئے یار سے
کیا عجب بولے اگر پیکر مری تصویر کا
جب لکھا خامہ نے کچھ دیوانگی کا میرے حال
ہو گیا سطروں سے پیدا سلسلہ زنجیر کا
سوز شعلہ رو میں جشموں سے یہ ٹپکے شبنم گرم
پرۂ مژگان بنا ہے پرہ آتشگیر کا
کام کیا تحریر کا ہے وصف خط میں القلم
مو بمو یہ نقش ہے اوس خامۂ تقدیر کا
حالتِ غم میں مجھے غمگین جو دیکھے اک نظر
اشک باراں ہو نہ کیونکر دیدۂ تصویر کا
اسقدر گریہ کو ہر چند جوش سودا ہو گیا
بحر میں اوسکے ہے حلقہ موج سے زنجیر کا

۲۴

سینکڑوں آہیں کروں ہر ذکر کیا آواز کا
تیر ہو آواز دے ہے نقص تیر انداز کا
ناز نینوں سے کروں کیا ربط میں نازک مزاج
بوجھ اوٹھا سکتا نہیں مجھسے کسیکے ناز کا
رشک سے جلتا ہے ایسا روے جاناں دیکھکر
طور ہے مہتاب میں مہتاب آتش باز کا

۱۳

ہجر مہ رو میں ہے نالہ غم بھری آواز کا
برق کی غرش میں کب ہو شور اس انداز کا
خرمنِ دل کو جلا کر خاک اک دم میں کیا
آب آتشگوں ہوا تیغ نگاہِ ناز کا
سوز غم آتش شرار آہ کی بارود ہے
دل ہمارا بنگیا طاؤس آتشباز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شکل اوسکی ایسی ہے دلچسپ گر پڑے جا بجا عکس
تا قیامت آینے مین شبہہ ہو تصویر کا
وہ مصور پیشہ ہون گر ہو مری تربت پہ نخل
ہو ورق ہر برگ کی جا یار کی تصویر کا
کون عالم کے مرقع مین ہے مجھسا بے ثبات
رنگ اوڑ جاتا ہے کھنچتے ہی مری تصویر کا
لکھتے ہین مضمون سوز داغ دل ہم رات دن
کام کرتا ہے ہمارا خامہ آتش گیر کا
بن گیا بت جو لگا عشق بتان مین مجکو سنگ
بن گیا بت جو لگا عشق بتان مین مجکو سنگ
نالۂ ناقوس ہر نالہ ہوا زنجیر کا
کیا ہے کبر مدعی میری تواضع کے حضور
سرکشی دم مین مٹا دیتا ہے خم شمشیر کا
اے مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے
خاک گلخن سے بنا گردہ میری تصویر کا
کھیلتا ہون اس سے مرغان معانی کا شکار
کام وقت فکر لیتا ہون قلم سے تیر کا
ہے دلیل مرگ انسان واقعی ہوئی سفید
کوہ کن کی موت تھی انجام جوی شیر کا
کسکے عارض کے تصور مین ہون نالان آج
ہے دھوان مہتاب میرے نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

چشم تر سے کیون نہ سانون کی جھڑی لگا مونہہ خشک
ابر کا لگا بنا کاغذ مری تصویر کا
ہون مین وہ پردرد و غم نقاش گر کھینچے شبیہ
کیون نہ دے آواز نالہ مونہہ مری تصویر کا
خانۂ دیدہ نہ کیونکر ہو نگارستان چین
دھیان ہے پیش نظر جو یار کی تصویر کا
سوزش داغ جگر کا حال گر خامہ لکھے
کام کرتا ہے ہمارا خامہ آتش گیر کا
پرتو ہوا اوسکی زبان کا پرہ آتش گیر کا
ہون وہ سودائی اوگے گر نخل مجنون قبر پر
شاخ کی جنبش سے پیدا شور ہو زنجیر کا
ہے بجا اوسکو گنون نخل قضا کی شاخ گر
موت کا پھل دیتا ہے پھل یار کی شمشیر کا
اے مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے
ہون وہ تیرہ بخت مین گر رنگ ہے دیوار بھی
رنگ سے رنگین نہو کاغذ مری تصویر کا
گر سوئی گردون کرے سر مرغ زرین شکار
کب نشانہ ہو غلط ابر و کمان کے تیر کا
حسن یار ہی شیر گو مین شور بخت ہون کیون ہو
ربط باہم غیر ممکن ہے نمک اور شیر کا
خوف کیا گر گور مین مانگے ہین مردے الامان
روز محشر زا ہے عالم نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
دیکھکر مجکو نہ کیونکر نعرہ زن ہو سب عجب		خاک پا مہ رو کی پہونچی ہے سر گردون تلک
بیشتر کتون کو بھونکاتا ہے جلوہ ماہ کا		ہوگیا پر نور عالم چشم مہر و ماہ کا
یار کا ناسخ پھٹا ہے پیرہن تو کیا عجب		جب چڑھا ہرچند وقت شام مہ پورا ہوا
ہے کتان کو چاک کرنا کام نور ماہ کا		چاندنی چھٹکی ہوا پر نور پرتو ماہ کا
وحشت دل ہون مین دیوانہ ترے تاثیر کا	۲۵	ہوگیا دیوانہ دل جو عشق کی تاثیر کا
چشم آہو بن گیا حلقہ ہر اک زنجیر کا		حلقۂ زلف پر پیر و حلقہ ہو زنجیر کا
سایہ گلبن پر اگر پڑ جاے مجھہ دلگیر کا		نقشہ گر کھینچے مصور اس دل دلگیر کا
ہو ہر اک غنچہ مین عالم غنچۂ تصویر کا		ہوش دلکو اوسکے ہووے عالم تصویر کا
پہونچے ہم آتش زبانون کو ضرر دشمن سے کیا		شاخ شمع سے ثمر چاہے تو کوئی کب ملے
شمع کو کرتا ہے روشن ہر ستم گلگیر کا		گل سے پر ہوتا نہین دامن کبھی گلگیر کا
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اوڑ گیا		ناتوانی سے گرانجانی ہوئی ایسی مجھے
میرے پیکر مین ہے عالم کاغذ تصویر کا		کب ہوا سے بھی اوڑے کاغذ مری تصویر کا
اہل حاجت کی بدولت ہوتی ہے منعم کی قدر		سیمبر کی تیغ ابرو نے کیا کشتہ مجھے
مرتبہ نے مس کے یکسان خاک اور اکسیر کا		خاک سے میرے بنے نسخہ نکیون اکسیر کا
برسون گذرے ہین صدا باہر نکل سکتی نہین		دل مین سودے امرے منظور دیرانے نہین
ہے ہمارا ضعف دربان خانۂ زنجیر کا		کر دیا ہے دیکھہ لو آباد گھر زنجیر کا
ناتوانون سے پناہ اے ظالمون مانگا کرو		کیا کہین تھی اوسکو شوق دید روے زخم دل
دیکھہ لو ایک بال ہے یار و شکن شمشیر کا		صورت دیدہ ہے جوہر یار کی شمشیر کا
شمع سان جلتے ہین بعد از مرگ اپنے استخوان		مثل شمع ہوگیا مجکو وہین فکر عدم
کام منقار ہما کرنے لگی گلگیر کا		صورت لا دیکھکر قد بزم مین گلگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرخوشی
نور افشان جب سے ہے دلمیں خیال اوس ماہ کا		شعلہ افگن برق سان ہے سوز رشک ماہ کا
طور کا شعلہ دھوان ہے میری شمع آہ کا		چرخ پر پہونچے دخان کیونکر نہ دل کی آہ کا
ہے فرد مایوں سے پہلے رنج امید نفع مین		فوج مژگان آب نوشی اوس سے کرتی ہے مدام
ہاتھ بے محنت نہین آتا ہے پانی چاہ کا		ٹوٹ سکتا ہی نہ پانی چشم تر کی چاہ کا
قامت موزون نظر آیا مجھے جاے الف		آہ کا پہلے الف جو خامۂ دل نے لکھا
تھا شروع عاشقی دن میری بسم اللہ کا		میرے دیوان کو ہوا عنوان بسم اللہ کا
سمجھے میکش دیکھکر ابرو تری بالاے خم		دیکھتا ہون آنکھ سے جب اوس سبو کا کی شکل
میکدہ سے مرتبہ اعلی ہے بیت اللہ کا		جلوہ آتا ہے نظر تب قدرت اللہ کا
آمد خط مین تو ہونے دے نگاہون کا گذر		خاکساروں سے ملے ہی منزل مقصود دل
دیکھیے بچنے نہین پاتا ہے سبزہ راہ کا		خط جادہ ہو گیا ہے خضر میری راہ کا
جا بر ابر ہے دل مادر مین نر فرزند کی		سب کو جانا ہے دیار یار مین رہنا ہے کب
رتبہ زیر خاک یکسان ہے گدا و شاہ کا		ایک رستہ سے گذرنا ہے گدا و شاہ کا
خلق مین قرآن دیکھا جب ہوا ماہ رجب		کون سے خورشید رو کو دیکھکر سودا ہوا
ہمنے دیکھا مصحف رخسار اپنے ماہ کا		حلقۂ طوق گلوبانہ ہوا ہے ماہ کا
آتی ہی اوس طفل کے روشن سیہ خانہ ہوا		خامہ نے لکھی حکایت طول درد ہجر کی
شمع سان جلوہ ہے اوسکے قامت کوتاہ کا		حوصلہ کیا ہی بلند ہے اوس قد کوتاہ کا
زر دیا گل کو فلوس داغ سودا دے مجھے		مثل نوکر خدمتی ہون حال تنخواہ کیا لون
اے فلک موسم یہی ہے میری بھی تنخواہ کا		گالی دینی سمجھے وہ دینا گویا تنخواہ کا
سفلہ ہو جاتا ہے وقت امتحان آبرو		زندہ دل رہتے ہین اسمین طفل اشکون کے سدا
ہے دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا		آب حیوان ہے یہ پانی چشم تر کی چاہ کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

میں ایسا پاکدامن ہون یقین ہے بعد مردن بھی
بجائے سبزہ تربت پر اوگے گا پنجہ مریم کا
مسی آلودہ لب کو تو نے جس کپڑے سے پوچھا ہے
وہ میرے زخم دل کے واسطے پھاہا ہے مرہم کا
تماشا گاہ جہان ہم دیکھتے ہین کنج غربت مین
شکستہ ہوگیا سنگ فنا سے جام بھی جم کا
ہمارے بوریہ کا نقش خط ہے ساغر جم کا
بجا ہے دلمین سمجھین ہم اگر جان جہان تجکو
عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہان آئینہ زانوے سکندر کا شکستہ تھا
کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک مین جم کا
بیابان جنون مین خاک اڑاتے پھرتے ہین برسو
تردد گرد بادون کو ہے مجھسے کس کے ماتم کا
خوشی کا ایکدن دیکھا نہ مینے آکے دنیا مین
رہا ہر ماہ پر مجکو یقین ماہ محرم کا
محب ہین سایہ زا اور عدو ہین خار زا ناسخ
مسافر وادی امکان مین گویا ہون کوئی دم کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

جمایا نقش ہے لوح دلون پر اوسکی عصمت نے
مٹایا صفحہ دنیا سے نقشہ نام مریم کا
جگر پر زخم تیغ ابرو ے گلرو کا رکھتا ہون
لگانا برگ گل سے ہے مناسب پھاہا مرہم کا
خم تن آخرش دست اجل سے ٹوٹ جاویگا
شکستہ ہوگیا سنگ فنا سے جام بھی جم کا
بجا ہے دلمین سمجھین ہم اگر جان جہان تجکو
کہ لے ہے حسن کا عالم تیرا دل اہل عالم کا
حکومت حشمت و مسند نشینی زندگی مین تھی
زمین پر بستر اتربت مین مرکر ہے شہ جم کا
اثر غم کا رہے گا آہ دل مین بعد مردن بھی
بنے گا خاک تربت سے بگولا دور ماتم کا
شب فرقت ہے مہ روکی نہ کیونکر ماتم غم ہو
پڑا روز ولادت مین مرے عشرہ محرم کا
نہ بیتابی سے ہر چند چین جی کو ایک دم آیا
غم فرقت مین ہمدم کے ہے دم کو نالہ ہر دم کا

۲۲

۱۴ ہے دل سوزان مین طور اوسکی تجلی گاہ کا
بن گیا عرش میدان جسکے جولانگاہ کا
روے آتشناک پر شعلہ ہے اپنی آہ کا
برق سے ہے تیز رو شبدیز دلکی آہ کا
وصل کیا ہم خاکساروں کو ہوا وس دلخواہ کا
آتا ہے جلوہ نظر اک صورت دلخواہ کا
خاک مین آلودہ ہونا کب ہے ممکن ماہ کا
چشم مین رہتا ہے ہر دم دھیان اوسکے راہ کا

نورالنشان

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا	جو آب چشم گریان کا روان سیلاب ہو جائے
اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا	کرے بر باد یکدم مین وہ گھر نار جہنم کا
نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے	دما دم ایک دم کا ہے نہ آئے دم تو جان جائے
ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا	کہ دم آنا سبب ہے زندگی نوع آدم کا
کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہ بھی	لپٹتا ہے پری رو کا یہ جسکو عشق جن ہو کر
عزیزو گر نہین معراج ممکن عرش اعظم کا	نہ اوترے عاملون سے کب اثر ہوا اسم اعظم کا
بر نگ گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین	بنائے گا بگولا دور ماتم خاک تربت سے
ہوا ہے تیغ غم بے یار نظارہ سیر غم کا	رہے گا آہ دلمین بعد مردن بھی اثر غم کا
رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کو	نہ کیون اوج فلک کے قصر پر دلکی رسائی ہو
غرور آگے مرے کرتا ہے کیا تحصیل تسلم کا	کمند آہ سینہ کو ہوا ہے رتبہ تسلم کا
پریزادون نے اپنا مونھہ چھپایا یار مخملت کے	مواد پھنس گیا جو سلسلہ زلف مسلسل مین
اسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا	قطع پھر سلسلہ کیونکر نہو اولاد آدم کا
ازل سے جو کہ ہین باہم جدا ہوتے ہین دنیا مین	زمانہ کی نہ گردش اک طرح کیسان ہی رہتی ہے
دلیل اسپر جدا ہونا ہے یار طفلان توام کا	کبھی شادی کبھی غم ہے سمان کب ان مین توام کا
حماقت ہے غرور جاہ اہل فقر کے آگے	اوڑائی خاک تربت اسقدر دست ہوائی نے
یہ تاج و تخت ہے رد کردہ ابراہیم ادہم کا	نشان باقی کہان ہے گور ابراہیم ادہم کا
سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے مین	جو ممسک مثل قارون صاحب حشمت ہو کیا حاصل
بخیلون کی بدولت رہگیا ہے نام حاتم کا	ہوا مشہور زر بخشی سے ہر جا نام حاتم کا
میری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اسقدر حلقے	ملا کب خال کا دانہ پھنسا پھندے مین مرغ دل
تصور رات دن رہتا ہے تیری زلف پر خم کا	ہوا دام بلا اوسکو یہ دام زلف پر خم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اہل زینت کو نہین اعلیٰ و اسفل مین تمیز
ہے سرِ طاؤس پر سایہ دمِ طاؤس کا

خاک جو میرے تنِ پُر داغ کی برباد ہے
گرد باد دون پر گمان عالم کوہے طاؤس کا

ہے دہن ہر غنچہ اور آغوش ہے ہر شاخ گل
شوق گلبن کو ہے کیا تیرے کنار و بوس کا

مدتین گذرین کہ قد مو نسے جدا ہوتے نہین
کسقدر ہے شوق کانٹون کو مرے پا بوس کا

سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھسے کیا
دل سے ہون مداح ناسخ بادشاہِ طوس کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

زشت خو کو پاک رویون سے ضرر پہونچے ضرور
خوف ہر دم مار کے دلمین رہے طاؤس کا

داغ انجم سے منقش اور گردش سے ہے رقص
آسمان مین کیا ہی طرفہ طور ہے طاؤس کا

ہمکنار ہمسے اگر خلوت مین ہو وہ بحر حسن
غم کنارہ کش ہو ہو عالم کنار و بوس کا

پہونچی حنا ہاتھ پر اور لب کو چونے ہے مسی
مارین سر کیا دسترس ہمکو نہین پابوس کا

مسکنِ اہل سخن سے سرزمین کو فخر ہو
نام فردوسی سے ہی مشہور ہر چند طوس کا

۲۱

۲۲ رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا
پڑھے گی بلبلِ دلگیر رو رو مرثیہ غم کا

کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہِ محرم کا
مواہون فرقت گلرو مین عشرہ ہے محرم کا

گیا جو اوسکے کوچہ مین وہ ہا چشم پر آب آیا
چہ غبغب کے تشنہ کو نہ سیرابی ہو کچھہ اوس سے

حرم سے جسطرح لاتے ہین زائر آب زمزم کا
بلائے کاشکے اوسکو کوئی گر آب زمزم کا

سلیمانی ہے زیبا اوس پری کو ملکِ خوبی مین
جو دیکھے دل لکھے خطِ غلامی مُہر داغون سے

تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا
خطِ افسون ہے دل لینے کو نقش طرف خاتم کا

جواب اوسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے
یہ ہے منقوش داغون سے پڑھے گا شعلہ رو اوسکو

کہ مُہرین کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنے خاتم کا
جو ہو لخت جگر میرا نگینہ اوسکے خاتم کا

نظر آتا نہین جب سے کسیکا کعبہ ابرو
دلِ تفسیدہ ہو سیراب جسکے ایک بوسہ سے

ہمارے دیدۂ تر مین ہے عالم چاہ زمزم کا
بھرا چاہ ذقن مین آب ہے کیا چاہ زمزم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا	جو آب چشم گریان کا روان سیلاب ہو جائے
اثر سنور غم فرقت مین ہے نار جہنم کا	کرے برباد یکدم مین وہ گھر نار جہنم کا
نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے،	دما دا ایک دم کا ہے نہ آئے دم تو جان جائے
ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا	کہ دم آنا سبب ہے زندگی نوع آدم کا
کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہ بھی	لپٹتا ہے پری رو کا یہ جسکو عشق جن ہو کر
عزیزو گر نہین معراج ممکن عرش اعظم کا	نہ اوترے عاملون سے کب اثر ہو اسم اعظم کا
برنگ گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین	بنائے گا بگولا دور ماتم خاک تربت سے
ہوا ہے تیغ غم بے یار نظارہ سر غم کا	رہے گا آہ دلمین بعد مردن بھی اثر غم کا
رسائی میرے اوج فکر تک ہو گی نہ حاسد کو	نہ کیون اوج فلک کے قصر پر دلکی رسائی ہو
غرور آگے مرے کرتا ہے کیا تحصیل سلم کا	کمند آہ سینہ کو ہوا ہے رتبہ سلم کا
پریزادون نے اپنا مونھہ چھپایا یار مخملت کے	ہوا دو پھنس گیا جو سلسلہ زلف مسلسل مین
اسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا	قطع پھر سلسلہ کیونکر نہو اولاد آدم کا
ازل سے جو کہ ہین باہم جدا ہوتے ہین دنیا مین	زمانہ کی نہ گردش اک طرح کیسان ہی رہتی ہے
دلیل اسپر جدا ہونا ہے یار طفلان توام کا	کبھی شادی کبھی غم ہے سمان کبان مین توام کا
حماقت ہے غرور جاہ اہل فقر کے آگے	اوڑائی خاک تربت اسقدر دست ہوائی نے
یہ تاج و تخت ہے رو کردہ ابراہیم ادہم کا	نشان باقی کہان ہے گور ابراہیم ادہم کا
سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے مین	جو ممسک مثل قارون صاحب حشمت ہو کیا حاصل
بخیلون کی بدولت رہگیا ہے نام حاتم کا	ہوا مشہور زر بخشی سے ہر جا نام حاتم کا
میری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اسقدر حلقے	ملا کب خال کا دانہ پھنسا پھندے مین مرغ دل
تصور رات دن رہتا ہے تیری زلف پرخم کا	ہوا دام بلا اوسکو یہ دام زلف پرخم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرڈھنی
اہل زینت کو نہین اعلیٰ و اسفل مین تمیز	زشت خو کو پاک رو یون سے ضرر پہونچے ضرور
ہے سر طاؤس پر سایہ دم طاؤس کا	خوف ہر دم مار کے دل مین رہے طاؤس کا
خاک جو میرے تن پر داغ کی برباد ہے	داغ انجم سے منقش اور گردش سے ہے رقص
گرد باد دون پر گمان عالم کوہے طاؤس کا	آسمان مین کیا ہی طرفہ طور ہے طاؤس کا
ہے دہن ہر غنچہ اور آغوش ہے ہر شاخ گل	ہمکنار ہمسے اگر خلوت مین ہو وہ بحر حسن
شوق گلبن کو ہے کیا تیرے کنار و بوس کا	غم کنارہ کش ہو ہو عالم کنار و بوس کا
مدتین گذرین کہ قد مونسے جدا ہوتے نہین	پہونچی مہندی ہاتھ پر اور لب کو چونبے ہے مسی
کسقدر ہے شوق کانٹون کو مرے پابوس کا	مارین سر کیا دسترس ہمکو نہین پابوس کا
سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھسے کیا	مسکن اہل سخن سے سرزمین کو فخر ہو
دل سے ہون مداح ناسخ بادشاہ طوس کا	نام فردوسی ہی مشہور ہر چند طوس کا
۲۱	
رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا	پڑھے گی بلبل دلگیر رو رو مرثیہ غم کا
کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہ محرم کا	مواہون فرقت گلرو مین عشرہ ہے محرم کا
گیا جو اوسکے کوچہ مین وہ با چشم پر آب آیا	چہ غبغب کے تشنہ کو نہ سیرابی ہو کچھہ اوس سے
حرم سے جسطرح لاتے ہین زائر آب زمزم کا	بلائے کاشکے اوسکو کوئی گر آب زمزم کا
سلیمانی ہے زیبا اوس پری کو ملک خوبی مین	جو دیکھے دل لکھے خط غلامی مہر داغون سے
تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا	خط افسون ہے دل لینے کو نقش طرف خاتم کا
جواب اوسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے	یہ ہے منقوش داغون سے پڑھے گا شعلہ رو اوسکو
کہ مہرین کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنے خاتم کا	جو ہو لخت جگر میرا نگینہ اوسکے خاتم کا
نظر آتا نہین جب سے کسیکا کعبہ ابرو	دل تفسیدہ ہو سیراب جسکے ایک بوسہ سے
ہمارے دیدہ تر مین ہے عالم چاہ زمزم کا	بھرا چاہ ذقن مین آب ہے کیا چاہ زمزم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
کھل گیا ہی پیرہن میں جسم مجھ مایوس کا	۱۵	دیکھ شمع رو کی لو میں سوز مجھ مایوس کا
ایک عالم کو گمان ہی شمع اور فانوس کا		شمع رو وی مونھ پہ پردہ ڈال کر فانوس کا
جو کہ ہین نے درد کیا اونکو ہی قدر داغ عشق		یار کی خنیا گری کا گر ادھے آئے خیال
مرتبہ زخمی سمجھتے ہین پر طاؤس کا		مرغ بسمل کو خوشی سے رقص ہو طاؤس کا
آئے پائے بزم جانان مین تو یہ بالیدہ ہو		تاب حسن شعلہ رو سے ہو گئی دل مین خجل
پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا		شمع روشن کو ہے پردہ بزم مین فانوس کا
گل نہین جز داغ حسرت بوستان دہر مین		ماہ نو دیکھا ہے کیا وہ حسن شاک آفتاب
طور ہر برگ شجر مین ہے کف افسوس کا		پڑ گیا جو داغ دل پر حسرت و افسوس کا
ہجر مین نالے ہین ہونٹون پر گریبان ہاتھ مین		مضطر ہو شوق سی مونھ کھولین کھولین تھہ بھی
وصل مین کام انسے لیتے ہین کنار و بوس کا		قبر مین یاد آئے عالم جب کنار و بوس کا
کافر عشق بتان ایسا ہون گبر ہو جاون قتیل		ہو گیا پیر فلک اے برہمن کیا بت پرست
شور حلقوم بریدہ سے اوٹھے ناقوس کا		کلکشان زنار ہے اور رعد غل ناقوس کا
کھولے تنخے ہین میرے سامنے لقمے عیش		شعلہ رو کا سودا ہے چون شعلہ ہے عریان تنی
سونگنے والا ہون اے گل مین ترے ملبوس کا		خاک صحرائی سے ہو جامہ نہ کیون ملبوس کا
ہون مین وہ وحشی کہ مثل خانہ زنجیر پا		کب سے اعزا سے رکھے زمین پر پا رکاب
شوق ہے چشم غزالان کو مرے پابوس کا		اسپ پر چڑھنے سے رتبہ یار کے پابوس کا
جو کہ ادنے ہین خوش آمد سے وہ اعلے ہوتے ہین		آتش ہجران سے ہر دم جان کو ہے اضطراب
مور چھل افسر پہ ہوتا ہے دم طاؤس کا		پیچ و تاب آہ دل کو رقص ہے طاؤس کا
زینت ظاہر کے جو پابند ہین نے فیض ہین		روے جانان پر نہین ہین داغ چیچک جا بجا
کس کو دنیا مین ملا سونا پر طاؤس کا		رکھدیا ہے یہ گویا مصحف مین پر طاؤس کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر مین گردشِ بیہودہ جو ہے ایساقی
جام کیا کاسۂ سر ہے کسی سودائی کا

میری آنکھون نے تجھے دیکھ کے وہ کچھ دیکھا
کہ زبان مژہ پر شکوہ ہے بینائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا خون کیا بھائی کا

جام سائل کی طرح ہین مری آنکھین در در
منھ لگائینگے نہ ہم ساقیا محفل مین اوسے

جب سے عاشق ہون کسی کا فرِ ہرجائی کا
دورِ ساغر مین ترے طور ہے ہرجائی کا

عشق کامل جو ہوا ننگ کہان عار کہان
پڑھ کے دیوان جنون کو مرے مجنون رویا

دھیان بدمست کو رہتا نہین رسوائی کا
ہے ہر اک شعر مین مضمون غم و رسوائی کا

قدم اغیار کا رکھنا ہو گوارا کیونکر
طاق ابرو کی ثنا لکھتا ہے کاغذ پہ قلم

تیرے در پر ہے مجھے شغل جبہ سائی کا
شوق پھر اوسکو نہ کیون ہووے وجہ سائی کا

مجھسے رہتا ہے رمیدہ وہ غزال شہری
تیری چشمون کا نظر آیا ہے اوسمین کچھ طور

صاف سیکھا ہے چلن آہوئے صحرائی کا
نقش پا چومتا ہون آہوے صحرائی کا

ہجر مین چٹکے جو غنچے ہوئی آواز تفنگ
شمع رو کے مرے کیا بزم مین دم جائے گی

صحن گلزار ہے میدان صف آرائی کا
شوق شب کو رکھے جو شمع خود آرائی کا

جسنے دیکھا تجھے اے یار ہوا دیوانہ
تیری رعنائی کی گر دیکھے کوئی جلوہ گری

ہے تماشا تری ہر ایک تماشائی کا
خانہ روشن ہو نہ کیون چشم تماشائی کا

سبز رنگون کی ہے خاک مقرر ناسخ
سبز رنگ کے جو خطِ سبز کو دیکھے ہرچند

سبز رنگ اس لیے آتا ہے نظر کائی کا
پردۂ چشم کا کیون رنگ نہو کائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بو کسکی نسیم سحری لائی چمن مین
ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا
نکلے جو ہوا دار پہ وہ برق تجلی
کیونکر نہو عالم کو گمان تخت پری کا
ہر غنچۂ گل فرقت جانان مین ہے پیکان
ہر شاخ مین عالم نظر آتا ہے سری کا
پُر رعب زمین کوچۂ قاتل کی ہے ایسی
ٹھہرے نہ جہان نقش قدم رہگذری کا
ہے گلشن خوبی وہ پریرو سلیمان
خاتم مین نہ کیون نگ ہو عقیق شجری کا
ہون خاک چلون وادی غربت سے وطن کو
صرصر سے ارادہ ہے مجھے ہم سفری کا
پڑھتے ہین یہ مصرعہ دہن گور سے مردے
عالم نظر آیا ہے عجب نے خبری کا
دیوان مین سادی ہی جگہہ چھوڑی ہے ناسخ
مضمون یہ باندھا تری نازک کمری کا
پیری مین کسے زیست کی امید ہے ناسخ
نادان کوئی جھوکا ہے نسیم سحری کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

وہ نور تجلی ہے مرے رشک قمر کو
خورشید کو رتبہ ہے چراغ سحری کا
ساقی نہو میخانہ مین کیون سیر ارستان
ہے مے کی صراحی مین سمان لعل پری کا
ہے زلف پریشان کا جو سودا مرے سر مین
سامان نہ کیون سر کو ہو آشفتہ سری کا
دیکھو کہ ہے کیا مردم دیدہ یہ سبکرو
دیکھا نہ کہین نقش قدم رہگذری کا
خاتم کا نگین میرے نہ کیون لخت جگر ہو
سینہ مین رکھون داغ عقیق شجری کا
صرصر سے نہ پوچھون مین کبھی جادۂ صحرا
ہے جوش جنون خضر مرے رہسفری کا
بوسہ لب میگون نے وہ مخمور کیا ہے
مستی کو مری کیف ہوا بیخبری کا
باریکی مین وہ تو رگ گل سے بھی ہے باریک
اوس گل کا کہون حال کیا نازک کمری کا
پھولون سے دیا باغ کو ہے سیم و زر ہرچند

۱۹
۱۱
ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
مشغلہ آٹھہ پہر ہے یہی تنہائی کا
حسن مین ثانی کوئی کب تری یکتائی کا
کیون نہ خوش آئے یہ عالم مجھے تنہائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو وہ خورشید ہے چہرہ سے اوٹھائے جو نقاب
ہو ہر اک ذرہ مین عالم دمین چنگاری کا
کھا گیا ہے اوسے دو روز مین غم ای مونس
حوصلہ جسنے کیا ہے مری غم خواری کا
رحم دل ایسے ہین ہم صید گہ عالم مین
غم ہوا طائر مضمون کی گرفتاری کا
روے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن
طور فوارہ مین ہو رنگ کی پچکاری کا
دمبدم خندۂ گل سے یہ صدا آتی ہے
باغ عالم مین ہے موقع یہی زرداری کا
خود بخود دستے یہ دستے ہوئے جاتے ہین سیاہ
کیا کہون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

شعلہ رو کی جو ہمین یاد چمن مین آئی
صورت گل مین بھی جلوہ ہوا چنگاری کا
کھاتے کھاتے غم ہجران کو لبون پر جان ہے
حوصلہ دل کو نہ باقی رہا غم خواری کا
میرے صیاد کو ایسا فن تسخیر ہے یاد
زلف سے دام کیا دلکی گرفتاری کا
چشم گریان مین جو خونباری کا ہے جوش بھرا
موے مژگان مین بھی عالم ہوا پچکاری کا
فکر ناداری کی کس طور سے ہو بلبل کو
غنچہ و گل سے رکھے مایہ ہے زرداری کا
رخ روشن کی نہ بے زلف سیہ ہر چند
مرتبہ نور سے افزون ہے سیہ کاری کا

۱۸
۱۳
حنا بندی سے ہے شعلہ قدم اوس رشک پری کا
گر دیکھے لے اوڑ جاے نہ کیون ہوش پری کا
پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبک دری کا
رفتار پہ دیوانہ ہے دل کبک دری کا
طرفہ چمن حسن مین ہے نخل ترا قد
نیلوفری ہو رنگ بدن بار سے اوسکے
کرتا ہے جو ای سرو روان ہولسری کا
گر پہنے وہ گل ہار گل ہولسری کا
کس مرتبہ مجکو غم فرقت نے سکھایا
اس چاہ ذقن کے ترے وہ گرد لگا ہے
اشکون مین نہین مثل گہر نام تری کا
سمجھو نہ خط سبز یہ سبزہ ہے تری کا
پاکان ازل کو نہین پروا مزبی
سے سوز جگر نم مژہ چشم مین باقی
عیسا کو ضرر کچھ نہوا بے پدری کا
کیونکر نہو طفل اشک کو غم بے پدری کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ایک عالم ہے مری غفلت و ہشیاری کا ۱۶
خواب دیکھا نہ کبھی بخت نے بیداری کا
کام خونریزی ہے اوس یوسف بازاری کا
جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا
رحمتِ حق ہے سبب اپنی گنہگاری کا
ابر کرتا ہے اشارہ ہمین میخواری کا
وصفِ خط ہے کہین دیوان مین کہین وصفِ عذار
ساتھ ہو جدول زنگار کے اک باری کا
کور آنکھین ہون کسی طور سے رو دے روتے
اور چارہ نہین ہے دید کی بیماری کا
معنی شعلہ آواز مین شک ہو جسکو
دیکھے عالم میری آہون کی شرر باری کا
ہے یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر
دل مین دروازہ ہے اس گنبد زنگاری کا
تشنہ مین جز قدم یار نہین گرتا مین
بے خودی مین بھی مجھے دھیان ہے خودداری کا
ہے وہ نخلِ چمن حسن یہ ہین پھول اوسکے
جسم محبوب مین گرتا نہین پھلکاری کا
شہسواری کا جو اوس چاند کے ٹکڑے کو ہے شوق
چاندنی نام ہے شبدیز کی اندھیاری کا

غزلیات تصنیف آسخ چند سر دھنی

بخت خفتہ ہی باعث مری ہشیاری کا
خواب دیکھا جو شب وصل کی بیداری کا
سودا کب اون کسی سوداگر بازاری کا
حسن کے مال کا ہے عزم خریداری کا
عالم مستی مین کب خوف گنہگاری کا
شغل مستونکو جو ہر روز ہے میخواری کا
چشم گریان کے دُر اشک سے ہمچشم نہو
ابر نیسان کو ہے گو فیض گہرباری کا
پوچھون نرگس سے علاج اسکا کہ شاید اوسکو
یا دسنخہ ہو کوئی چشم کی بیماری کا
آتشین رو کے ہوا سوز سے سینہ پر داغ
دو و دل نے بھی کیا کام شرر باری کا
شعلۂ آہ اگر جاے فلک پر پہنچے
پردۂ ابر جلے خیمۂ زنگاری کا
تیرہ بختون کو ملے فیض دولت کیونکر
فائدہ کیا پر طاؤس کو زردار ہی کا
سوز گلرو مین کیا داغ کھا سینہ گل کار
چمن دل مین کھلا پھول ہے پھلکاری کا
اسپ خامہ چلے قرطاس پہ تھا شوق ہے
روشنائی سے بندھا پردہ ہے اندھیاری کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیوان کیون بھروں نہ حسینون کے ذکر سے
قرآن مین بھی ذکر ہے غلمان و حور کا
کوثر کی موج کیون نہو اپنی نگاہ پاک
یان چشم تر ہے جام شراب طہور کا
کرتا ہون رنج دوری جانان مین فکر شعر
مضمون کسطرح مجھے سوجھے نہ دور کا
اے شہسوار اگر نکیا کشتہ نگاہ
پھونچا دے قبر مین یہ تپنچہ قبور کا
ہے میرے سر پہ آتش داغ جنون وہ تیز
ہر سنگ طفل لگتے ہی ہو سنگ طور کا
چکھ چکھ کے شیشہ ملتے ہین ہنس ہنس کے جام سے
یہ میکدہ مقام نہین ہے غرور کا
خالی نہین فروغ سے قاتل کی کوئی بات
تلوار کو بھی چاہیے اب سنگ طور کا
مدت سے بے حضور جو ہون مین حضور سے
اب قافیہ بھی بندہ نہین سکتا حضور کا
آواز تیری نغمۂ داؤد ہے اگر
عالم ہے صاف مصحف رخ پر زبور کا
ناسخ لگے جو سنگ تو سودا نے یون کہا
ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

رشک پری کو میرے نہ کیونکر غرور ہو
دل شیفتہ ہے حسن پہ غلمان و حور کا
سایہ سے اونکے روشنی ارض و سما کو ہے
نور ہے یہ مہر و مہ مین بھی اوسکے ظہور کا
دل کا خیال ہو گیا جو دور بین مرا
کیا غم ہے اوسکے رہنے کے نزدیک و دور کا
آتا اسی سے یاد نہین میری قبر پر
مانع ہے دین کرنا زیارت قبور کا
جلتا ہے سوز غم سے نہ اب اشک سے بجھے
داغ جگر چراغ ہے وادی طور کا
دریا مین گھٹ حباب گیا تھا اوٹھایا سر
پامال سر کو کرتا ہے شیوہ غرور کا
رخ سنگدل کا وادی ایمن کا ہے چراغ
روشن ہو عکس پا سے نہ کیون سنگ طور کا
بھولا نہین مین یاد ہین سب بات وصل کی
غیبت مین ورد ہے مجھے لطف حضور کا
افسانہ غم سے دل ہوا زیر و زبر مرا
اور کیا کرون مطالعہ کتاب زبور کا
خورشید و ماہ و برق ستارے چمکتے ہین
ہر چند سب مین نور ہے اوسکے ظہور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی
کوے قاتل مین پہونچکر سر ہوا مجکو وبال		سنگدل کا بار غم بھاری ہوا مانند کوہ
بوجھ اوترنے کی جکھہ دم چڑہ گیا مزدور کا		لے چلے سر پر نہ مقدور اس دل مزدور کا
ہمنے جو پٹی بنائی ہے تیرے موباف کی		زخم دل سے بند کب ہو خون کی ریزش کبھی
نافہ مشکین ہوا ہے منہ ہر اک ناسور کا		داغ سینہ گر ہو پھاہا رخنہ ناسور کا
ہمسے بعد از مرگ بھی چھوٹے حسینون کا نہ ربط		نقشہ اوس میر حسین کے حسن کا کیا لکھہ سکے
حب غبار اپنا اوڑے سرمہ ہو چشم حور کا		خامہ نقاش ہو گر موے زلف حور کا
کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا جواب		حوصلہ عالی ترے خامہ کا ہرچند ہے عیان
ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اوس مغفور کا		لکھا سنجیدہ جواب ہے ناسخ مغفور کا
۱۶		
مطہر وہ بت ہے نور خدا کے ظہور کا	۱۶	ہے آہ دل مین نور جو غم کے ظہور کا
نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا		موسے نے ایسا جلوہ ندیکھا ہو طور کا
ساقی مے وصال ہے عالم ہے نور کا		مژگان کا بال بال ہے فوارہ نور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالہ بلور کا		گریہ مین دھیان ہے رخ رشک بلور کا
جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہے نور کا		وہ آتشین جمال تو پیکر ہے نور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہے نام طور کا		ہو جل کے خاک دیکھہ لے شعلہ جو طور کا
ہین پانون تک جو بال مرے سر کے اے جنون		کیا آہ سرد چرخ پہ پہونچی کہ مہر کو
جاڑے مین ہو گیا ہے لبادہ سمور کا		خط شعاعی سے ہے لبادہ سمور کا
ابرو دکھاؤ یا کوئی تلوار بھیجدو		آنکھین مندین تو دلکو مگر شوق دید ہے
کچھہ تو کرو علاج دل ناصبور کا		دیدار ہے علاج دل ناصبور کا
جھانکے کسی کنوئین مین وہ یوسف مرا اگر		مہ رو کے کیا وہ آتش غم سے رکھے ہے سور
سینہ ہو عکس شعلہ رخ سے تنور کا		گردون کو ہے شفق سے جو عالم تنور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیرہ بختی موذیون پر کرتی ہے نازل بلا
شہد لٹتا ہے شبِ تاریک مین زنبور کا
ہے بجا نزدیک والے مجھسے گر واقف نہین
تیرے شہری نے ارادہ اب کیا ہے دور کا
دعوی باطل سے ہو جاتے ہین اکثر نامور
شہرہ کیا بانگِ انا الحق نے کیا منصور کا
مین ترا عاشق ہون اے عیسے نفس ہے جاے شک
گور لیتی ہے بغل مین لاشہ مجھ رنجور کا
اسقدر مشرب مین وسعت رکھتے ہین ہم مے پرست
اپنے گلشن مین فلک اک خوشہ ہے انگور کا
رشک سے ہر دم جلاتی ہے جو تیری برقِ حسن
ہے گمان ہر سرو قد پر مجکو نخلِ طور کا
بارِ غم سے سایہ گیسو مین دلکو ہے فراغ
شام کر دیتی ہے چھٹکارا ہر اک مزدور کا
خط سے زائل ہو گئی رخسار جانان کی بہار
تھا چمن نازک اوٹھا صدمہ نہ پائے مور کا
ہے جو صاحب درد اوس سے دور ہے سامان عیش
بادہ کھینچا ہے کسینے زخم کے انگور کا
میرے سینے پر بتون کی سرد مہری سے ہین داغ
مشک سے بدتر ہے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرِ دھنی

کلمۂ رنجش بھرا کہتا ہے وہ عقرب نہاد
کاٹ کھائے دلکو میرے نیش ہے زنبور کا
یار اور ہم پاس یکجا بیٹھے ہین دونو تو کیا
دل نہین ملتے ہین باہم فاصلہ ہے دور کا
عشق صادق سے رسائی عالم بالا پہ ہو
دار پر چڑھتے ہی رتبہ بڑھ گیا منصور کا
اے اجل غم ہجر سے جان تنگ ہے یہ جان لے
زندگی سے ہو گیا دل سیر مجھ رنجور کا
ہے گل خودرو گلِ خورشید گلشن مین مرے
عقد پروین بھی بنا اک خوشہ ہے انگور کا
کیا چراغِ داغ دل کے نور کا سایہ پڑا
ہو گیا جون شمع روشن شعلہ کوہِ طور کا
جن دنون تعمیر کی تھی ہمنے قصرِ عشق کی
قیس نامے نام سنتے تھے وہان مزدور کا
نوخطِ مشکین ترا کب چاہ غبغب کی ہے گرد
حیشمۂ شیرین پہ ٹھہرا قافلہ ہے مور کا
عیش ہے جو صاحب درد اوس سے دور ہے سامان عیش
ہے پھپولون مین بھی عالم خوشۂ انگور کا
ہو گیا سوزِ جگر سے زخم دل بھی آتشین
داغ کیا جل جاے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا	جو آب چشم گریان کا روان سیلاب ہو جائے
اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا	کرے برباد یکدم مین وہ گھر نار جہنم کا
نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے	دما دم ایک دم کا ہے نہ آئے دم تو جان جائے
ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا	کہ دم آنا سبب ہے زندگی نوع آدم کا
کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہ بھی	لپٹتا ہے پری رو کا یہ جسکو عشق جن ہو کر
عزیزو گر نہین معراج ممکن عرش اعظم کا	نہ اوترے عاملون سے کب اثر ہوا اسم اعظم کا
برنگ گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین	بنائے گا بگولا دور ماتم خاک تربت سے
ہوا ہے تیغ غم بے یار نظارہ سیر غم کا	رہے گا آہ دلمین بعد مردن بھی اثر غم کا
رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کو	نہ کیون اوج فلک کے قصر پر دلکی رسائی ہو
غرور آگے مرے کرتا ہے کیا تحصیل مسلم کا	کمند آہ سینہ کو ہوا ہے رتبہ سلم کا
پریزادون نے اپنا مونھہ چھپایا یار رخصت کے	ہوا وہ پھنس گیا جو سلسلہ زلف مسلسل مین
اسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا	قطع پھر سلسلہ کیونکر نہو اولاد آدم کا
ازل سے جو کہ ہین باہم جدا ہوتے ہین دنیا مین	زمانہ کی نہ گردش اک طرح کیسان ہی رہتی ہے
دلیل اسپر جدا ہونا ہے یار طفلان توام کا	کبھی شادی کبھی غم ہے سمان کب ان مین توام کا
حماقت ہے غرور جاہ اہل فقر کے آگے	اوڑائی خاک تربت اسقدر دست ہوائی نے
یہ تاج و تخت ہے رو کردہ ابراہیم ادہم کا	نشان باقی کہان ہے گور ابراہیم ادہم کا
سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے مین	جو ممسک مثل قارون صاحب حشمت ہو کیا حاصل
بخیلون کی بدولت رہگیا ہے نام حاتم کا	ہوا مشہور زر بخشی سے ہر جا نام حاتم کا
میری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اسقدر حلقے	ملا کب خال کا دانہ پھنسا پھندے مین مرغ دل
تصور رات دن رہتا ہے تیری زلف پرخم کا	ہوا دام بلا اوسکو یہ دام زلف پرخم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اہل زینت کو نہین اعلیٰ و اسفل مین تمیز
ہے سرِ طاؤس پر سایہ دمِ طاؤس کا

خاک جو میرے تنِ پُر داغ کی برباد ہے
گرد بادون پر گمان عالم کوہے طاؤس کا

ہے دہن ہر غنچہ اور آغوش ہے ہر شاخ گل
شوق گلبن کو ہے کیا تیرے کنار و بوس کا

مدتین گذرین کہ قد مونسے جدا ہوتے نہین
کسقدر ہے شوق کانٹون کو مرے پابوس کا

سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھسے کیا
دل سے ہون مداح ناسخ بادشاہِ طوس کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرِ دھنی

زشت خو کو پاکر دیون سے ضرر پہونچے ضرور
خوف ہر دم مار کے دلمین رہے طاؤس کا

داغ انجم سے منقش اور گردش سے ہے رقص
آسمان مین کیا ہی طرفہ طور ہے طاؤس کا

ہمکنار ہمسے اگر خلوت مین ہو وہ بحر حسن
غم کنارہ کش ہو ہو عالم کنار و بوس کا

پہونچی ہندی ہاتھ پر اور لب کو چونے ہے مسی
مارین سر کیا دسترس ہمکو نہین پابوس کا

مسکنِ اہل سخن سے سرزمین کو فخر ہو
نام فردوسی سے ہے مشہور ہر چند طوس کا

۲۱

۲۲ رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا
پڑھے گی بلبلِ دلگیر رو رو مرثیہ غم کا

کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہِ محرم کا
مواہون فرقت گلرو مین عشرہ ہے محرم کا

گیا جو اوسکے کوچہ مین وہ ماہ چشم پر آب آیا
چہ غبغب کے تشنہ کو نہ سیرابی ہو کچھہ اوس سے

حرم سے جسطرح لاتے ہین زائر آب زمزم کا
بلائے کاش کے اوسکو کوئی گر آب زمزم کا

سلیمانی ہے زیبا اوس پری کو ملکِ خوبی مین
جو دیکھے دل لکھے خطِ غلامی مہر داغون سے

تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا
خطِ افسون ہے دل لینے کو نقش طرف خاتم کا

جواب اوسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے
یہ ہے منقوش داغون سے پڑھے گا شعلہ رو اوسکو

کہ مہرین کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنے خاتم کا
جو ہو لخت جگر میرا نگینہ اوسکے خاتم کا

نظر آتا نہین جس سے کسیکا کعبہ ابرو
دلِ تفسیدہ ہو سیراب جسکے ایک بوسہ سے

ہمارے دیدۂ تر مین ہے عالم چاہ زمزم کا
بھرا چاہ ذقن مین آب ہے کیا چاہ زمزم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی
کھل گیا ہی پیرہن مین جسم مجھہ یاوس کا	۱۵	دیکھہ شمعرو کی لو مین سوز مجھہ یاوس کا
ایک عالم کو گمان ہی شمع اور فانوس کا		شمع رو وی مونھہ پہ پردہ ڈال کر فانوس کا
جو کہ ہین نے درد کیا اونکو ہی قدر داغ عشق		یار کی ضیاگری کا گر ادہے آئے خیال
مرتبہ زخمی سمجھتے ہین پر طاؤس کا		مرغ بسمل کو خوشی ہے رقص ہو طاؤس کا
آئے یا ئے بزم جانان مین تو یہ بالیدہ ہو		تاب حسن شعلہ رو سے ہو گئی دل مین خجل
پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا		شمع روشن کو ہے پردہ بزم مین فانوس کا
گل نہین جز داغ حسرت بوستان دہر مین		ماہ نو دیکھا ہے کیا وہ حسن رشک آفتاب
طور ہر برگ شجر مین ہے کف افسوس کا		پڑ گیا جو داغ دل پر حسرت و افسوس کا
ہجر مین نالے ہین ہونٹون پر گریبان ہاتھہ مین		مضطر ہو شوق سی مونھہ کھولین کھولین ہاتھہ بھی
وصل مین کام انسے لیتے ہین کنار و بوس کا		قبر مین یاد آئے عالم جب کنار و بوس کا
کافر عشق بتان ایسا ہون گبر ہو جاؤن قتیل		ہو گیا پیر فلک اے برہمن کیا بت پرست
شور حلقوم بریدہ سے اوٹھے ناقوس کا		کہکشان زنار ہے اور رعد غل ناقوس کا
کھولے غنچے ہین میرے سامنے لقمے عبث		شعلہ رو کا سودا ہے چون شعلہ ہے عریان تنی
سونگنے والا ہون اے گل مین ترے ملبوس کا		خاک صحرائی سے ہو جامہ نہ کیون ملبوس کا
ہون مین وہ وحشی کہ مثل خانہ زنجیر پا		کب سے اعزا سے رکھے زمین پر پا رکاب
شوق ہے چشم غزالان کو مرے پابوس کا		اسپ پر چڑھنے سے رتبہ یار کے پابوس کا
جو کہ ادنے ہین جوش آمد سے وہ اعلے ہوتے ہین		آتش ہجران سے ہر دم جان کو ہے اضطراب
مور چھل افسر پہ ہوتا ہے دم طاؤس کا		ہیچ دود آہ دل کو رقص ہے طاؤس کا
زینت ظاہر کے جو پابند ہین نے فیض ہین		روے جانان پر نہین ہین داغ چیچک جا بجا
کس کو دنیا مین ملا سونا پر طاؤس کا		رکھدیا ہے یہ گویا مصحف مین پر طاؤس کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر مین گردشِ بیہودہ جو ہے ایساقی
جام کیا کاسۂ سر ہے کسی سودائی کا

میری آنکھون نے تجھے دیکھ کے وہ کچھ دیکھا
کہ زبان مژہ پر شکوہ ہے بینائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا خون کیا بھائی کا

جام سائل کی طرح ہین مری آنکھین در در
سونپھ لگائینگے نہ ہم ساقیا محفل مین اوسے

جب سے عاشق ہون کسی کا فرہرجائی کا
دورِ ساغر مین ترے طور ہے ہرجائی کا

عشق کا مل جو ہوا ننگ کہان عار کہان
پڑھکے دیوان جنون کو مرے مجنون رویا

دھیان بدمست کو رہتا نہین بسوائی کا
ہے ہر اک شعر مین مضمون غم و رسوائی کا

قدم اغیار کا رکھنا ہو گوارا کیونکر
طاق ابرو کی ترا لکھتا ہے کاغذ پہ قلم

تیرے در پر ہے مجھے شغل جبہ سائی کا
شوق پھر اوسکو نہ کیون ہووے وجہ سائی کا

مجھسے رہتا ہے رمیدہ وہ غزال شہری
تیری چشمون کا نظر آیا ہے اوسمین کچھ طور

صاف سیکھا ہے چلن آہوئے صحرائی کا
نقش پا چومتا ہون آہوے صحرائی کا

ہجر مین چٹکے جو غنچے ہوئی آواز تفنگ
شمع روکے مرے کیا بزم مین وہ جائے گی

صحن گلزار ہے میدان صف آرائی کا
شوق شب کو رکھے جو شمع خود آرائی کا

جسنے دیکھا تجھے اے یار ہوا دیوانہ
تیری رعنائی کی گر دیکھے کوئی جلوہ گری

ہے تماشا تری ہر ایک تماشائی کا
خانہ روشن ہو نہ کیون چشم تماشائی کا

سبز رنگون کی ہے خاک مقرر ناسخ
سبز رنگ کے جو خطِ سبز کو دیکھے ہر چند

سبز رنگ اس لیے آتا ہے نظر کائی کا
پردۂ چشم کا کیون رنگ نہو کائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بوسکی نسیم سحری لائی چمن مین
ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا
نکلے جو ہوا دار پہ وہ برق تجلی
کیونکر نہو عالم کو گمان تخت پری کا
ہر غنچۂ گل فرقت جانان مین ہے پیکان
ہر شاخ مین عالم نظر آتا ہے سری کا
پُر رعب زمین کوچۂ قاتل کی ہے ایسی
ٹھہرے نہ جہان نقش قدم رہگذری کا
ہے گلشن خوبی وہ پریرو سلیمان
خاتم مین نہ کیون نگ ہو عقیق شجری کا
ہون خاک چلون وادی غربت سے وطن کو
صرصر سے ارادہ ہے مجھے ہم سفری کا
پڑھتے ہین یہ مصرعہ دہن گور سے مردے
عالم نظر آیا ہے عجب بے خبری کا
دیوان مین سادی ہی جگہہ چھوڑی ہے نئی نے
مضمون یہ باندھا تری نازک کمری کا
پیری مین کسے زیست کی امید ہے ناسخ
نادان کوئی جھوکا ہے نسیم سحری کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

وہ نور تجلی ہے مرے رشک قمر کو
خورشید کو رشتہ ہے چراغ سحری کا
ساقی نہو میخانہ مین کیون سیر پرستان
ہے مے کی صراحی مین سمان لعل پری کا
ہے زلف پریشان کا جو سودا مرے سر مین
سامان نہ کیون سر کو ہو آشفتہ سری کا
دیکھو کہ ہے کیا مردم دیدہ یہ سبکرو
دیکھا نہ کہین نقش قدم رہگذری کا
خاتم کا نگین میرے نہ کیون لخت جگر ہو
سینہ مین رکھون داغ عقیق شجری کا
صرصر سے نہ پوچھون مین کبھی جادۂ صحرا
ہے جوش جنون خضر مرے رہسفری کا
بوسہ لب میگون نے وہ مخمور کیا ہے
مستی کو مری کیف ہوا بیخبری کا
باریکی مین وہ تور گل سے بھی ہے باریک
اوس گل کا کہون حال کیا نازک کمری کا
پھولون سے دیا باغ کو ہے سیم و زر ہرچند
فیاض ہے دم کیا ہی نسیم سحری کا

۱۹

۱۱

ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
مشغلہ آٹھہ پہر ہے یہی تنہائی کا

حسن مین ثانی کوئی کب تری یکتائی کا
کیون نہ خوش آئے یہ عالم مجھے تنہائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو وہ خورشید ہے چہرہ سے اوٹھا دو نقاب
ہو ہر اک ذرہ مین عالم دمین چنگاری کا
کھا گیا ہے اوسے دو روز مین غم ای مونس
حوصلہ جسنے کیا ہے مری غم خواری کا
رحم دل ایسے ہین ہم صید گہ عالم مین
غم ہوا طائر مضمون کی گرفتاری کا
روے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن
طور فوارہ مین ہو رنگ کی پچکاری کا
دمبدم خندہ گل سے یہ صدا آتی ہے
باغ عالم مین ہے موقع یہی زرداری کا
خود بخود دستے یہ دستے ہوئے جاتے ہین سیاہ
کیا کہون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرمہنی

شعلہ رو کی جو ہمین یاد چمن مین آئی
صورت گل مین بھی جلوہ ہوا چنگاری کا
کھاتے کھاتے غم ہجران کو لبون پر جان ہے
حوصلہ دل کو نہ باقی رہا غم خواری کا
میرے صیاد کو ایسا فن تسخیر ہے یاد
زلف سے دام کیا دل کی گرفتاری کا
چشم گریان مین جو خونباری کا ہے جوش بھرا
موے مژگان مین بھی عالم ہوا پچکاری کا
فکر ناداری کی کس طور سے ہو بلبل کو
غنچہ و گل سے رکھے مایہ ہے زرداری کا
رخ روشن کی نہ بے زلف سیہ ہر چند
مرتبہ نور سے افزون ہے سیہ کاری کا

۱۸

۱۳ مہندی سے ہے شعلہ قدم اوس شوخ پری کا
گر دیکھ لے اوڑ جاے نہ کیون ہوش پری کا
پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبک دری کا
طرفہ چمن حسن مین ہے نخل ترا قد
کرتا ہے جو ای سرو روان ہولسری کا
کس مرتبہ مجکو غم فرقت نے سکھایا
اشکون مین نہین مثل گہر نام تری کا
پاکان ازل کو نہین پروا مزبی
حیسا کو ضرر کچھ نہو ابے پدری کا

گر پہنے وہ گل ہار گل ہولسری کا
اس چاہ ذقن کے ترے وہ گرد لگا ہے
سمجھو نہ خط سبز یہ سبزہ ہے تری کا
ہے سوز جگر نم نرہا چشم مین باقی
کیونکر نہو طفل اشک کو غم بے پدری کا

غزلیات تصنیف پاسخ لکھنوی

ایک عالم ہے مری غفلت و ہشیاری کا
بخت خفتہ ہی ہے باعث مری ہشیاری کا

خواب دیکھا نہ کبھی بخت نے بیداری کا
خواب دیکھا جو شب وصل کی بیداری کا

کام خونریزی ہے اوس یوسف بازاری کا
سودا اک لون کسی سودا گر بازاری کا

جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا
حسن کے مال کا ہے عزم خریداری کا

رحمتِ حق ہے سبب اپنی گنہگاری کا
عالم مستی مین کب خوف گنہگاری کا

ابر کرتا ہے اشارہ ہمین میخواری کا
شغل مستونکو جو ہر روز ہے میخواری کا

وصفِ خط ہے کہین دیوان مین کہین وصفِ رخ
چشم گریان کے دُر اشک سے ہمچشم نہو

ساتھ ہو جدول زنگار کے اک باری کا
ابر نیسان کو ہے گو فیض گہرباری کا

کور آنکھین ہون کسی طور سے رو دے روتے
پوچھون نرگس سے علاج اسکا کہ شاید اوسکو

اور چارہ نہین ہے دید کی بیماری کا
یاد نسخہ ہو کوئی چشم کی بیماری کا

معنی شعلہ آواز مین شک ہو جسکو
آتشین رو کے ہوا سوز سے سینہ پر داغ

دیکھے عالم میری آہون کی شرر باری کا
دود دل نے بھی کیا کام شرر باری کا

ہے یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر
شعلۂ آہ اگر جاے فلک پر میرا

دل مین دروازہ ہے اس گنبد زنگاری کا
پردۂ ابر جلے خیمۂ زنگاری کا

تشنہ مین جز قدم یار نہین گرتا مین
تیرۂ بختون کو ملے فیض دولت سے کبھی

بے خودی مین بھی مجھے دھیان ہے خودداری کا
فائدہ کیا پر طاؤس کو زرداری کا

ہے وہ نخل چمن حسن یہ ہین پھول اوسکے
سوز گلرو مین کیا داغ کھا سینہ گل کار

جسم محبوب مین گرتا نہین پھلکاری کا
چمن دل مین کھلا پھول ہے پھلکاری کا

شہسواری کا جو اوس چاند کے ٹکرے کو ہے شوق
اسپ خامہ چلے قرطاس پہ تھا شوق ہی سے

چاندنی نام ہے شب دیز کی اندھیاری کا
روشنائی سے بندھا پردہ ہے اندھیاری کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیوان کیون بھروں نہ حسینون کے ذکر سے
قرآن مین بھی ذکر ہے غلمان و حور کا
کوثر کی موج کیون نہو اپنی نگاہ پاک
یان چشم تر ہے جام شراب طہور کا
کرتا ہون رنج دوری جانان مین فکر شعر
مضمون کسطرح مجھے سوجھے نہ دور کا
اے شہسوار اگر نکیا گشتہ نگاہ
پھونچا دے قبر مین یہ تپنچہ قسور کا
ہے میرے سر پہ آتش داغ جنون وہ تیز
ہر سنگ طفل لگتے ہی ہو سنگ طور کا
چکھہ چکھہ کے شیشہ ملتے ہین ہنس ہنس کے جام مے
یہ میکدہ مقام نہین ہے غرور کا
خالی نہین فروغ سے قاتل کی کوئی بات
تلوار کو بھی چاہیے اب سنگ طور کا
مدت سے بے حضور جو ہون مین حضور سے
اب قافیہ بھی بندہ نہین سکتا حضور کا
آواز تیری نغمۂ داؤد ہے اگر
عالم ہے صاف مصحف رخ پر زبور کا
ناسخ لگے جو سنگ تو سودائی یون کہا
ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

رشک پری کو میرے نہ کیونکر غرور ہو
دل شیفتہ ہے حسن پہ غلمان و حور کا
سایہ سے اونکے روشنی ارض و سما کو ہے
نور ہے یہ مہر و مہ مین بھی اوسکے ظہور کا
دل کا خیال ہو گیا جو دور بین مرا
کیا غم ہے اوسکے رہنے کے نزدیک و دور کا
آتا اسی سے یاد نہین میری قبر پر
مانع ہے دین کرنا زیارت قبور کا
جلتا ہے سوز غم سے نہ اب اشک سے بجھے
داغ جگر چراغ ہے وادی طور کا
دریا مین گھٹ حباب گیا تھا اوٹھایا سر
پامال سر کو کرتا ہے شیوہ غرور کا
رخ سنگدل کا وادی ایمن کا ہے چراغ
روشن ہو عکس پا سے نہ کیون سنگ طور کا
بھولا نہین مین یاد ہین سب بات وصل کی
غیبت مین ورد ہے مجھے لطف حضور کا
افسانہ غم سے دل ہوا زیر و زبر مرا
اور کیا کرون مطالعہ کتاب زبور کا
خورشید و ماہ و برق ستارے چمکتے ہین
ہر چند سب مین نور ہے اوسکے ظہور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی
کوے قاتل مین پہونچکر سر ہوا مجکو وبال		سنگدل کا بار غم بھاری ہوا مانند کوہ
بوجھ اوترنے کی جکھہ دم چڑہ گیا مزدور کا		لے چلے سر پر نہ مقدور اس دل مزدور کا
ہمنے جو پٹی بنائی ہے تیرے مونہ کی		زخم دل سے بند کب ہو خون کی ریزش کبھی
نافہ مشکین ہوا ہے منہ ہر اک ناسور کا		داغ سینہ گر ہو پھاہا رخنہ ناسور کا
ہمسے بعد از مرگ بھی چھوٹے حسینون کا نہ ربط		نقشہ اوس میر حسین کے حسن کا کیا لکھہ سکے
جب غبار اپنا اوڑے سرمہ ہو چشم حور کا		خامہ نقاش ہو گر موے زلف حور کا
کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا جواب		حوصلہ عالی ترے خامہ کا ہرچند ہے عیان
ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اوس مغفور کا		لکھا سنجیدہ جواب ناسخ مغفور کا
۱۶		۱۶
مطہر وہ بت ہے نور خدا کے ظہور کا		ہے آہ دل مین نور جو غم کے ظہور کا
نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا		موسے نے ایسا جلوہ ندیکھا ہو طور کا
ساقی مے وصال ہے عالم ہے نور کا		مژگان کا بال بال ہے فوارہ نور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالہ بلور کا		گریہ مین دھیان ہے رخ رشک بلور کا
جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہے نور کا		وہ آتشین جمال تو پیکر ہے نور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہے نام طور کا		ہو جل کے خاک دیکھہ لے شعلہ جو طور کا
ہین پانون تک جو بال مرے سر کے اے جنون		کیا آہ سرد چرخ پہ پہونچی کہ مہر کو
جاڑے مین ہو گیا ہے لبادہ سمور کا		خط شعاعی سے ہے لبادہ سمور کا
ابرو دکھاؤ یا کوئی تلوار بھیجدو		آنکھین مندین تو دلکو مگر شوق دید ہے
کچھہ تو کرو علاج دل ناصبور کا		دیدار ہے علاج دل ناصبور کا
جھانکے کسی کنوئین مین وہ یوسف مرا اگر		مہ رو کے کیا وہ آتش غم سے رکھے ہے سور
سینہ ہو عکس شعلہ رخ سے تنور کا		گردون کو ہے شفق سے جو عالم تنور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیرہ بختی موذیون پر کرتی ہے نازل بلا
شہد لٹتا ہے شب تاریک مین زنبور کا
ہے بجا نزدیک والے مجھسے گر واقف نہین
تیرے شہری نے ارادہ اب کیا ہے دور کا
دعوی باطل سے ہو جاتے ہین اکثر نامور
شہرہ کیا بانگ انا الحق نے کیا منصور کا
مین ترا عاشق ہون اے عیسے نفس ہے جائے شک
گور لیتی ہے بغل مین لاشہ مجھہ رنجور کا
اسقدر مشرب مین وسعت رکھتے ہین ہم مے پرست
اپنے گلشن مین فلک اک خوشہ ہے انگور کا
رشک سے ہر دم جلاتی ہے جو تیری برق حسن
ہے گمان ہر سرو قد پر مجکو نخل طور کا
بار غم سے سایہ گیسو مین دلکو ہے فراغ
شام کر دیتی ہے چھٹکارا ہر اک مزدور کا
خط سے زائل ہو گئی رخسار جانان کی بہار
تھا چمن نازک اوٹھا صدمہ نہ پائے مور کا
ہے جو صاحب درد اوس سے دور ہے سامان عیش
بادہ کھینچا ہے کسینے زخم کے انگور کا
میرے سینے پر بتون کی سرد مہری سے ہین داغ
داغ کیا جل جائے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

کلمۂ رنجش بھرا کتا ہے وہ عقرب نہاد
کاٹ کھائے دلکو میرے نیش ہے زنبور کا
یار اور ہم پاس یکجا بیٹھے ہین دونو تو کیا
دل نہین ملتے ہین باہم فاصلہ ہے دور کا
عشق صادق سے رسائی عالم بالا پہ ہو
دار پر چڑھتے ہی رتبہ بڑھ گیا منصور کا
اے اجل غم ہجر سے جان تنگ ہے یہ جان لے
زندگی سے ہو گیا دل سیر مجھہ رنجور کا
ہے گل خودرو گل خورشید گلشن مین مرے
عقد پروین بھی بنا اک خوشہ ہے انگور کا
کیا چراغ داغ دل کے نور کا سایہ پڑا
ہو گیا جون شمع روشن شعلہ کوہ طور کا
جن دنون تعمیر کی تھی ہمنے قصر عشق کی
قیس نامے نام سنتے تھے وہان مزدور کا
نو خط مشکین ترا کلب چاہ غبغب کے ہے گرد
حلقۂ شیرین پہ ٹھہرا قافلہ ہے مور کا
ہے جو صاحب درد اوس سے دور ہے سامان عیش
میگون لب کے سوز سے سینہ ہوا پر آبلہ
ہے پھپولون مین بھی عالم خوشۂ انگور کا
ہو گیا سوز جگر سے زخم دل بھی آتشین
داغ کیا جل جائے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی
ہجر مین کیا میکشی ناسخ کہ سودا کی طرح		باغ کے انگور ہر چند کھائین کب نہ ہے باغبان
زخم نے دل کے نہ دیکھا موسم کبھی انگور کا		قطرہائی چشم تر سے خوشہ ہے انگور کا
۱۵		
کیا اثر میری سیہ بختی کے آگے نور کا	۲۳	شام غربت کو مری کب ہووے عالم نور کا
ماہ ہے اک خال رخسار شب دیجور کا		جلوہ روز حشر ہے غم کی شب دیجور کا
مر گیا ہون دیکھکر جلوہ رخ پر نور کا		قطرۂ عرق رخ مہ رو ہے تارا نور کا
میری لوح قبر کو زیبا ہے پتھر طور کا		ہو گیا ہے یا شرر افشان یہ شعلہ طور کا
پاس ہون یارون کے جب تک مجکو کہتے ہین بزرگ		ہو نہ غافل پاس رکھہ موجود سامان سفر
خرد آتا ہے نظر انسان کو انسان دور کا		جانا کوئے یار کو ہے ہے وہ رستہ دور کا
اوس پری کے چہرہ کی تشبیہ کس سے دیجیے		حسن سے مہ رو کے میرے ماہ کنعان تھا سہا
جسکا ہر نقش قدم دکھلائے نقشہ حور کا		اوسکے آگے زشت و نازیبا جمال ہے حور کا
ترک لذت کر دلا پہونچے نہ تا تجکو گزند		موذیون سے کب کسیکو کچھہ کہین راحت ملے
نوش تو پیچھے ہے پہلے نیش ہے زنبور کا		باعث تکلیف دیکھو نیش ہے زنبور کا
شب جو دھیان اوس ماہ کا آیا دم فکر سخن		گر فتیلہ پنبۂ صبح سے رکھتا ہو چراغ
صبح تک مضمون نہ ہاتھہ آیا شب دیجور کا		تو بھی روشن ہو نہ گھر میری شب دیجور کا
مجھسے اول خانۂ زندان مین تھا مجنون لوگیا		ضعف سے لاغر تنی ہے قبر کھودین چیتیان
ہر محل مین پہلے ہوتا ہے گذر مزدور کا		اوسکی پھر کندیدگی کو کام کیا مزدور کا
ہجر مین ساغر سے آئی مجکو ساقی بو بخون		قطرہای اشک چشم تر سے پھولا باغ خشک
بادہ کھچوایا ہے شاید زخم کے انگور کا		شاخ مژگان پر ثمر ہے دانۂ انگور کا
دل ہمارا اسقدر سوزش طلب پروانہ ہے		خال سی ڈالین ہین اوسکے رخ پہ غلمان اسلیے
شمع سے بجھکے جو اوسمین میل ہو کافور کا		احتمال اوڑنے کا تھا جو حسن کے کافور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فقر کے عالم مین بھی اپنی وہی ہے عمدگی
بہر گدیہ چاہیے کاسہ سر فغفور کا
حسن بھی کیا چیز ہے زاہد ذرا انصاف کر
اپنے بندونکو خدا دیتا ہے لالچ حور کا
ہوگی طے راہ عدم کیونکر کہ مجکو ضعف ہے
اوسکے مونھہ تک ہاتھہ لیجاتا سفر ہے دور کا
پہلے کر لیتا ہون گل اپنے سیہ خانہ کی شمع
جب کہین مضمون پاتا ہون شب دیجور کا
دیکھیو شیرین ذرا ہم عاشقون کی بیخودی
اپنے سر کو کوہکن سمجھا ہے سر شاپور کا
موذیون پر قہر یارب لطف سے خالی نہین
کیا مزا دیتا ہے لٹنا خانۂ زنبور کا
جلوہ فرما ہو یونہین شاید کبھی وہ برق حسن
اپنے گھر مین ہم لگائین کوئی پتھر طور کا
سوزش اپنے داغ مین بھی ہو برنگ آفتاب
چاہیے جراح مرہم صبح کے کافور کا
باغ مین جو میکشی منظور ہو اوس مست کو
دانۂ انگور شیشہ ہوئے انگور کا
تو نہین ساقی تو میخانہ مین اک برپا ہے حشر
شیشۂ مے کا نظر آتا ہے نقشہ صور کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

سرکشی کرتا ہے کیون چند روزہ زندگی
پاکی ٹھوکر مین رُلا مرکر ہے سر فغفور کا
تخمۂ بلور ہوتا خوشنما ہے نگ جڑا
دانۂ چیچک سے زیبا رخ ہے رشک حور کا
سوز شعلہ رُو سے روشن ہو گیا داغ جگر
روشن ایسا ماہ کب وہ ہے چراغ دُور کا
کیا کہین گوہر بکھری دیکھی میرے مہ رو کی مانگ
کہکشان سے دل دوپارہ ہے شب دیجور کا
رشک شیرین کا لکھا غم تیشۂ کز لنگ کا
خامہ کا سر ہو گیا سر کوہکن شاپور کا
عشق کے عقرب نے کاٹا ہے کہ تڑپون رات دن
اسقدر زہری نہین ہے نیش بھی زنبور کا
جس گھڑی اوس سنگدل کی چشم مین سرمہ لگا
ہو گیا نازک بدن کوہ طور کا
سوز آتش رو کی کیا دل مین لگی ہے اوسکی لو
تبہ گیا گھل کر جگر جو شمعۂ کافور کا
پستہ لب کے کیون مین دیکھون تاک بادام چشم
یان ثمر لایا گل زخم جگر انگور کا
نالۂ جانکاہ مین ہے شور محشر سے بھی زور
کیون نہو اک دم مین یان دم بند بانگ صور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
گرتے ہین دانت جھڑتے ہین باد خزان سے گل		ہو غم سے زرد رنگ جو دیکھے گل چمن
فصل بہار عمر ہے عالم شباب کا		گلرو کا پر بہار ہے عالم شباب کا
آرایش جمال خداداد عیب ہے		آشفتہ خاطرون کو نہ زینت سے کام ہے
موے کمر کو ذوق نہین ہے خضاب کا		سنبل کے مو کو شوق نہین ہے خضاب کا
پیری مین شعلہ رویون سے خالی کنار ہے		خوش رنگ حسن پہلے تھا اب زیب ہے دوچند
کیونکر گذر کمان مین ہو تیر شہاب کا		گلرو نے پہنا جامہ جو رنگ شہاب کا
کس شعلہ رو کو باغ مین ہے قصد میکشی		دیکھی ہے اوسنے کیا طپش آہ دل مری
ہر شاخ گل مین رنگ ہے سیخ کباب کا		جلتا ہے سوز رشک سے سینہ کباب کا
ناسخ شراب پی شب تاریک ہے تو کیا		آب اشک سے نہ ہر چند داغ جگر ہو دور
محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا		باران نہ دھوے داغ دل ماہتاب کا
تیرے پرتو نے کیا گنگا کو دریا نور کا	۱۶	کیا نظر آیا ہے جلوہ عارض پر نور کا
جسنے دیکھا لہر کو سمجھا وہ شعلہ طور کا		جل گیا جو داغ غم سے دل چراغ طور کا
اوس پری رو کے کف پا مین ہے عالم نور کا		شعلہ رو کے حسن مین ایسا ہے عالم نور کا
سنگ پا کے واسطے منگوائین پتھر طور کا		جسکا پرتو سی ہو اروشن چراغ طور کا
کیا کہون مین سوز اپنے داغ کے ناسور کا		سوز آتشناک ہے اس زخم کے ناسور کا
شمع سوزان ہے فتیلہ مرہم کافور کا		پارۂ اخگر ہے پھاہا مرہم کافور کا
جسنے دیکھا تجکو عریان وہ یہی کہنے لگا		گر زبان شمع کہدے حال جان سوزی مرا
خوب آذر نے بنایا ہے صنم کافور کا		مثل پروانہ طپان ہو جا دل کافور کا
کشتی مے فرقت ساقی مین اب ہو گی تباہ		بعد مردن مونھہ سے نکلے گی جو آہ آتشین
جوش خم مین نہین طوفان ہے تنور کا		کیون نہ عالم گور مین گرمی سے ہو تنور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گر ہین رواق چشم مین جائے تو کیا عجب
برسون گذر ہوا نہین فرقت مین خواب کا
ہم ایرانِ ساقی کوثر ہین واعظا
کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا
اے میکشو یقین ہے نکلے بط شراب
وہ مست ناز توڑے جو بیضہ حباب کا
راحت طلب کرون تجھے ملے آسمان سے رنج
موئے مژہ کے مثل ہے لاغر تنی مجھے
حاضر ہو موت آجو خیال آئے خواب کا
جو ہے حسین اوسکو ہے نفرت جہان سے
ہوتا نہین ادھر کبھی مونھ آفتاب کا
شعلہ اگر نہین وہ صنم سر سے پانو تک
موئے کمر مین کیا ہے سبب پیچ و تاب کا
گھل گھل کے مر گیا ہون مین دریائے عشق مین
کافی ہے میرے دفن کو گنبد حباب کا
جوہر ہین برگ گل ترے چہرے کے عکس سے
بن جائے کیون نہ آینہ تختہ گلاب کا
رونے سے ایک دل جو ہو زندہ عجب نہین
عالم کی زندگی ہے برسنا سحاب کا
صبح فراق مین ہوئی قدر شب وصال
آیا ہے یاد شیب مین عالم شباب کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

دن رات جاگتے ہین جو عاشق تمھارے ہین
دیکھا نہ آنکھ سے نہ سنا نام خواب کا
اون شعلہ گون کے لب میگون کے مونھ چڑھے
ہو جائے کیون نہ آتشین رنگ آب شراب کا
مونھ سے نہ نازکی ہو بیان بحر حسن کی
ہو جسکے سر کو بار کلاہ حباب کا
موئے مژہ کے مثل ہے لاغر تنی مجھے
چشمون کو ہو گیا ہے گران بار خواب کا
دایم نہین بہار کسی گل کو دہر مین
ہر شام ہے خزان زدہ گل آفتاب کا
عاشق ہے بحر حسن پہ کھتا ہے درد دل
دریا کو کھانا موجون سے ہے پیچ و تاب کا
غم بحر حسن مین نہ ہار روتے روتے اشک
چشمون کو دیکھو میرے ہے عالم حباب کا
خامہ لکھے جو عارض گلرو کے وصف کو
ہر صفحہ کتاب ہو تختہ گلاب کا
دیوانہ ہو گیا ہے مری جسم زار پر
رشتہ سے تار تار ہے جامہ سحاب کا
اک شب تو یان بھی آؤ جوانی ہے چند روز
آئیگی پیری جائیگا عالم شباب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مارا ہے چشم مست نے میری سوم مین جن
نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہین بازی گنجفہ
چوتھا فلک ہے ایک ورق آفتاب کا
سیر تری ہین کی جو سکندر کی ہمنے دید
تھا سر پہ نقش آب کے افسر حباب کا
اپنی غزل پہ آپ مین کہتا ہون اے غزل
دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

ہنگام گریہ تا کاہے میگون چشم کو
اشکون مین ڈالکہ ہوا آب شراب کا
گر دیر سے تو آئے گا جانی گی جان شتاب
قاصد نہ انتظار رہو خط کے جواب کا
مہ رو کے سوز غم سے ملا گنجفہ عجیب
داغ جگر ہے اوسمین ورق آفتاب کا
سایہ فگن جو نور رخ رشک مہر ہے
برج حمل بنا ہے یہ ساغر حباب کا
ہر چند جواب لکھا ہے عذرات یار کا
پھر کیا جواب دے وہ خط لاجواب کا

۲۰ لبریز اوسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا
بنتا ہے عکس رخ سے کٹورا گلاب کا
وہ مست ناز گر کرے نظارہ آب کا
لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا
دیکھا جو دوپہر کو جلال آفتاب کا
آیا وہین خیال کسیکے نقاب کا
رکھتا ہے چرخ اوج کسیکا کب اکیدن
ہوتا ہے دوپہر مین زوال آفتاب کا
امید موت آنے کی تو کس کو ہے دلا
آنا شب فراق مین مشکل ہے خواب کا

کیون بھر کے جام دیتا ہے ساقی شراب کا
ہون دردمند دی مجھے شیشہ گلاب کا
جاکر جو دیکھا میکدہ دریا کے آب کا
حالی پڑا تھا بادہ سے شیشہ حباب کا
دیکھون مین نے حجاب رخ اوس آفتاب کا
تار نظر سے ہووے جو رشتہ نقاب کا
روشن کرے ہی کلبۂ احزان دل کو وہ
داغ جگر مین جلوہ ہوا آفتاب کا
گر دل ربا کا پاس سے ہو میرے قرب دور
جانا ہو جان کا تن سے نہ آنا ہو خواب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرور دھنی
کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر	دوران سر نہ کیون ہو نزاکت سے بلبلو
بالاے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا	سونگھے چمن مین پھول جو گل و گلاب کا
دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل	اوس رشک مہر کی مرے گر آئے زیر پا
ہوتا ہے وقت شام غروب آفتاب کا	ذرہ کو تہ بسر ہوا آفتاب کا
ہر صبح و وہی صبح ہے ہر شام و وہی شام	برباد دم مین موج سے ہو نقشۂ حباب
انسان پر ہے زور فقط انقلاب کا	عالم عیان ہے بحر مین کیا انقلاب کا
آتا ہے رشک سے دل پر آبلہ مجھے	کیا سوز شعلہ رو کا ہوا دل مین بحر کو
کیا جلد پھوٹتا ہے پھپولا حباب کا	جل کر پڑا جو تن پہ پھپولا حباب کا
متسکل بغیر ساقی مہوش ہے دور مے	جلوہ ہے حسن یار کا جو رشک آفتاب
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا	جلتا ہے سوز داغ سے دل ماہتاب کا
آتی ہے خشک و تر سے مجھے بو لے زلف یار	ہے ورد دل مجھے رخ گلگون کا دو عرق
ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا	کرتا ہے درد دور پلانا گلاب کا
اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہے عنبر تر	تیر آہ سرد ہو تو وہ گردون سے پار ہو
ابلیس اب نشانہ ہے تیر شہاب کا	سر غم سے صاف خم ہوا تیر شہاب کا
تیرے بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح	ہو نیمشون تک آنا آہ کا سینہ سے ہے محال
گذرا شب فراق مین موسم شباب کا	پیری دکھا رہی ہے یہ عالم شباب کا
آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندنون	نقاش سے کھچے رخ مہوش کی شب شبیہ
بدلا ہے شبپری سے مزاج آفتاب کا	خامہ ہو گر شعاع خط آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اوڑایا گلون کا رنگ	اوس رشک مہر کا کہین دیکھا ہے نور حسن
دنرات جوش باغ مین ہے ماہتاب کا	رنگ زرد غم سے ہے جو رخ ماہتاب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد دھنی
کیا مرے دل کی طرح تیشہ بھی پرخون ہو گیا	ہاتھ کی مہندی چی مہ روکا او سکو رشک ہے
ہے مئے گلگون مین ایسا ساقی مزہ خوناب کا	پنجۂ خور بھی شفق سے غرق ہے خوناب کا
نسبت اے گل کیا ہے تیری چشم خوآلود سے	آینہ حیران ہوا ہے تیری صورت دیکھکر
طور نرگس مین ہے میرے دیدۂ بیخواب کا	آنکھہ رکھتا ہے کھلی کب رو تماشا خواب کا
کم نہین ہے شام سے صبح شب فرقت سیاہ	روے رخشان سے ہوا تیرہ چراغ آفتاب
ہے یقین خورشید پر بھی کوکب شب تاب کا	ماہ کو رتبہ ہے اوس سے کوکب شب تاب کا
کم بضاعت جتنے ہین کرتے ہین وہ جوش و خروش	فرقت مہ رو مین شب گریان ہو سب چشم زار
شور ہوتا ہے کسی دریا مین کب سیلاب کا	کہکشان سے چرخ پر عالم ہوا سیلاب کا
پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے ان دنون	دیدۂ گریان کا جسدم سر لیے گذر آب اشک
سبکو میری چشم تر پر شبہہ ہے گرداب کا	بن گیا طوق گلو حلقہ ہمین گرداب کا
ہے صفا حاصل تو بیتابی ہے اے دل پر ضرور	دیکھہ پایا ہے کہین اوسنے ہمارا اضطراب
صاف ہو گر آینہ محتاج ہے سیماب کا	لوٹنا ہرگز نہین ہے بے سبب سیماب کا
مینے اوسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین	سر جھکا تو بھی تواضع کر نکر کچھہ سرکشی
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا	قد ہوا ہے خم تواضع کے لیے محراب کا
پستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہے ہمین	ہے وہ بحر حسن کا جو آب خوبی سے بھرا
ہے مگر دریا مین اے ناسخ سبب گرداب کا	پیچ لیسو بھی ہے ہر چند حلقہ اگرداب کا
کافی بس اوسکو نشہ ہے بوے شراب کا	اے بحر حسن آتشین آب ہے شراب کا
ہو بوجھہ جسکے ہاتھہ مین ساغر حباب کا	دل کے پھپولے مین ہوا عالم حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہین آبلے	ہے پیش دیدہ آتشین رخسار کا خیال
نقش قدم مین طور ہے چشم پر آب کا	قطرہ بنا ہے آبلہ چشم پر آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرذھنی
جو راحت اپر بھی کر سکتا نہین ترکِ وطن	ایک جا دو یار کب ملکر رہین کردی جدا
دھیان آتا ہے جو ناسخ فرقتِ احباب کا	چرخ کینہ تو زہر چند دشمن ہے احباب کا
۱۷ کوئی لکھتا ہون اگر مضمون دلِ بیتاب کا	بحر خوبی بن تڑپتا ہے دل بیتاب کا
خط مین ہو جاتا ہے عالم ماہے بے آب کا	ہو کیا معلوم عالم ماہے نے اب کا
اوسنے جو پونچھا پسینا روے عالمتاب کا	عارض تاباں ہے اوسکا مہر عالمتاب کا
بن گیا رومال گویا چادرِ مہتاب کا	گر کرے نظارہ دل بیتاب ہو مہتاب کا
جوش ہے کیا میری آتی ہی شراب ناب کا	مضطرب ہو کر نکلنا قطرۂ خونناب کا
بن گیا خم ساقیا گویا کنوان سیماب کا	خانۂ دیدہ بنا ہے کان کیا سیماب کا
ہے یہی خورشید کا رتبہ حضور روے یار	مہ لقا کے گرنگارین پانو کا پڑجاے عکس
سامنے خورشید کے رتبہ ہے جو مہتاب کا	جون پرند چین ہو عالم چادر مہتاب کا
نامۂ شرح جدائی یہ نہین دستار مین	ہم ہمائے حسن سے دنرات رہتی ہین جدا
پر رکھے جاتا ہے پیک نامہ بر سر خاب کا	دن کو باہم رات کو ملنا نہ ہو سرخاب کا
پانی پینے ہین جو اوس شیرین دہن کا منہ لگے	تشنہ لب چاہ ذقن سے کیا بجھائین آپکو
قند کا کوزہ وہین بن جاے کوزہ آب کا	جیسے مستسقی رہے ہر لحظہ طالب آب کا
ہے تنزل مین ترقی صاف دل کی واسطے	دیکھیے کیا بحر خوبی کے دُر دندان کی آب
دیکھیے بنتا ہے موتی خشک قطرہ آب کا	مول سی منہ خشک ہوا ہے گوہر تر آب کا
پانو جو رکھتا ہے کھاتا ہے سر اوسکا ٹھوکرین	قبر مین کب پانو پھیلاتے ہین سوتی کوہی یار
یہ حریم کوے جانان ہے محل آداب کا	ترک مرنے پر بھی کب ہو مرتبہ آداب کا
بوسہ لیتی ہے تری بالی کی مچھلی اے صنم	وا رے قسمت تیغ قاتل کی مری بے آب تھی
ہے ہماری دلمین عالم ماہے بے آب کا	قتل ہونے پر دل تشنہ ہے طالب آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی
مے کشی کرتا نہ برباد ی تن خاکی کی ہو		تشنہ لب رہتا ہے ہر دم عاشقون کے خون کا
خاک کو اوڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا		خنجر ابرو کو تیرے گو ہے عالم آب کا
رہتی ہے پردہ شمی میری سیہ خانہ سی دور		پہنے وہ پیشواز کو آب روان کی کسطرح
بن رہا ہے شامیانہ چادر مہتاب کا		بار ہو جس نازنین کو چادر مہتاب کا
غفلت اہل جہان تر دامنی کی ہے دلیل		آنکھہ جب سی لگ گئی سوئی نہین ہم اک پلک
غلبہ ہوتا ہے رطوبت سی مقرر خواب کا		دیدہ بیدار ہووے آشنا کب خواب کا
پاک طینت جو کہ ہین اونسی تعلق دور ہے		تاب آئینہ نہین جو رونمائی کر سکے
خار سی کیا اولجھے گوشہ چادر مہتاب کا		حسن روئی یار ہے روکش رخ مہتاب کا
دیدہ قاتل دیر تک کی گو ہوئی ایذا مجھے		روزنون سے چشم رکھتا ہے کھلی کرتا ہے سیر
ہون بہت ممنون احسان خنجر بی آب کا		ہو گیا فوارہ شید ا دیدہ پر آب کا
ملتی ہے عاشق کو لذت فرقت معشوق مین		صاحب تاثیر ہوتا ہے فرومایہ کہان
اختیاری ہے سر خاب سی سر خاب کا		ہمسر بال ہما ہووی نہ پر سر خاب کا
کیا گداز دل مین ہو جاتی ہے جذب طبع کی		گوہر شاداب کا منہ سوز غم سی خشک ہے
دیکھہ لو نیزے مین ہے محتاج آہن آب کا		کیا نظر آیا ہے عالم دیدہ پر آب کا
ہون وہ گریان بعد مردن کے ملے میرا غبار		کیا ہوائے آہ پہونچی اس دل پر درد کی
گرد باد دون پر یقین عالم کو ہو دولاب کا		بے سبب دوران سر ہوتا نہین دولاب کا
عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے		ماہ نو کو دیکھکر کیونکر کرین سجدہ نہ ہم
مانع گردن کشی ہے انحنا محراب کا		ابروے مہ رو کا اوس مین عالم ہے محراب کا
عکس پڑتا ہے جو میرا آئینہ مین بیتاب		سیم تن کا در دغم جیسے ہوا پہلو نشین
اضطراب اسوا سطے جاتا رہا سیماب کا		بے قراری سے ہی سینہ معدن سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنے کشتونکی عزا مین ہے سیہ پوش آپ بھی
وہ خطِ شبرنگ بھی گویا ہے حاکم شام کا
اشتیاق چشمِ جانان مین گئے ہین جان سے ہم
ہو چراغ اپنے لحد پر روغنِ بادام کا
ایفلک کب تک مین دیکھون روز وصل آنے نہین
منتظر بیٹھا ہون مین بھی گردشِ ایام کا
جوششِ مستی مین ناسخ مطلع ثانی پڑھون
ساقی کوثر سے ہے مجکو سوال اک جام کا

کوئی غارتگر نہین دیوانونکے اسباب کا
خانہ زنجیر کو کچھہ غم نہین سیلاب کا
ساقیا لا جام مے درپیش ہے جنگ سخن
ہے بجا تیغِ زبان پر آج ہونا آب کا
خلق کی پیشانیون پر ہے یہی مضمون رقم
سجدہ واجب ہے تری دروازہ کی محراب کا
ہے مری دیوانگی کا باعث اک دریائے حسن
سلسلہ تو موج کا ہو طوق ہو گرداب کا
بن گیا ہر روزن دیوار چشم انتظار
شوق ہے کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا
جس حسین کو دیکھتا ہو نمین اوبل آتی ہین اشک
میری آنکھون مین ہے عالم معدن سیماب کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

خانہ دل کیون نہو جائے منور مثل صبح
روے تابان کا تصور ہے چراغ شام کا
تیرے بادامی دوپٹہ کی ہوئی گریہ مین یاد
کیون نہ اشکون مین اثر ہو روغن بادام کا
راتدن دیوانگی سے گرچہ ہون صحرا نورد
لیک کچھہ شاکی نہین ہون گردش ایام کا
ہو گیا ہر چند مے پی کر عیان سب حال عشق
جام جم سے کم نہین رتبہ ہمارے جام کا

کچھہ ضرر ہوتا نہین مژگان کے اسباب کا
آب اشکون ہے گرچہ اشک کے سیلاب کا
ابر جوہر مثل دریا موج زن ہو قاتلا
دی اگر خنجر کو آب اس دیدہ پرآب کا
کرتی ہین مژگان سے سجدہ طاق ابرو کو تری
عین واجب ہے ادب کرنا خم محراب کا
خاک مین جذب رطوبت ہے عجب کیا بعد مرگ
گرد باد دون سے ہو حلقہ بحر کو گرداب کا
منبع دریا ہے قطرہ دیدہ تر کا مری
عالم طوفان ہوا ہے جوش اس سیلاب کا
اس دل بیتاب کا ہے حال مضطر اسقدر
کانپتا ہے دیکھکر اب تک جگر سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی
سر پیٹنی سے داغ جنون محو ہو گیا		ہرچند جبین پہ مہ رو کے کب فشقا ہے کھچا
ناسخ گل ہے چراغ یہ شبہائے تار کا		گویا چراغ روشن ہے شبہائے تار کا
نوخوانی مین ہوا عشق اوس بت گلفام کا	۱۳	روز تیرہ ہے جو عشق ہے کا کل شب فام کا
عالم اپنے داغ دلمین ہے چراغ شام کا		ماہ روشن ہو سکے کب یان چراغ شام کا
خاک ہونے پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی		صبح آسا کیون نہ روشن ہو شب دیجور ہجر
گور مین بھی دھیان ہے ہمکو کسیکے بام کا		ہے چراغ داغ دل مہتاب اپنے بام کا
سبزۂ بیگانہ باغ حسن سے کرتا ہے دور		خط روئے یار لکھا خامۂ تقدیر نے
نام رکھا باغبان مینے ترے حجام کا		ہے کہان محتاج یہ اصلاح دی حجام کا
ہجر مین مے سے بجاے نشہ ہوتا ہے خمار		عالم مستی مین ساقی میکدہ زندان ہوا
باعث دوران ہے دور میرے جام کا		حلقۂ جولان بنا ہے دور چشم جام کا
کھینچ لائی وادی ہستی مین بیتابی مجھے		گردش ایام کا دیکھا تھا گہوارہ مین طور
رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا		عہد طفلی ہی سے تھا سامان نہ کچھ آرام کا
گردش اوس کوچہ مین طوف کعبہ مقصود ہے		جامۂ احرام کعبہ پہنون کب تا زندگی
خاک راہ یار مجکو جامہ ہے احرام کا		ہو کفن مرنے پہ مجکو جامۂ احرام کا
ہو گیا موقوف جیسے نامہ و پیغام یار		قاصدا ہے گفتگو ہر دم خیال یار سے
رات دن مین منتظر ہون ہو سکے پیغام کا		شوق دل محتاج کیا ہے نامہ و پیغام کا
کر گوارا نیش اگر ہے نوش کا طالب دلا		لذت بادام کا ہمکو ملے ہے ذائقہ
بوسہ کے مشتاق کو کچھ ڈر نہین دشنام کا		پستہ لب کی کیون نہ خواہشمند ہون دشنام کا
آرہی ہے تن پرستی حق پرستی کے عوض		مصحف رخ دیکھکر ہندو مسلمان ہو گیا
رہگیا ہے گا دخواری سے نشان اسلام کا		ترک کر کر کفر کو ہے معتقد اسلام کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
گردون برنگِ دود ہوا بے ثبات ہے	جل جاتا دیکھتا جو غم سنگدل کا سوز
پاتا ہون ہر ستارے مین عالم شرار کا	بے وجہ کب ہے سنگ مین چھپنا شرار کا
رہتا ہے ہاے مجھ سے گریزان وہ راندن	نبض جنون کی طرح سے ہر سطر ہو طپان
رکھون قرار نام مین اپنے قرار کا	خامہ لکھے جو حال دل بیقرار کا
برسات ہے پلاے گلرنگ ساقیا	ہمرنگ اوسکے کب گل خورشید ہو سکے
ہندوستان مین ہے یہی موسم بہار کا	خوشرنگ ہے اوسکا وہ گل حسن بہار کا
دشت جنون مین شام غریبی کو دیکھکر	سایہ مین نور حسن کی دب جاے چاندنی
آیا خیال مجکو ہے گیسوے یار کا	ہو وقت شب کے بام پہ جلوہ جو یار کا
کاکل دکھائی دیتی ہین مانند اژدہا	دل مین جو دہیان کاکل اوس شعلہ خو کا ہے
کانٹون مین صاف طور ہے دندان مار کا	دود جگر مین پیدا ہوا پیچ مار کا
شعلون نے صاف سرو چراغان بنا دیا	بجھن جل کے خاک اوج دیکھائی ہوا ہمین
اوٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا	پہونچے زمین سے چرخ پہ رتبہ غبار کا
وحشت مین پھرے ہے دشت نوردی کا اشتیاق	تب ہجر گلبدن مین ہے وہ لاغری مجھے
پھر خار خار ہے مرے تلوون کو خار کا	ہر استخوان جسم مین عالم ہے خار کا
مستون ترقی اور تنزل ہے پیش و پس	یون کب چڑھا یا اوسنی کبھی ہمکو بام پر
جب نشا چڑھ چکا تو محل ہے اوتار کا	پر باتون مین ہے طور چڑھا دا اور اوتار کا
او محتسب سمجھ کے تو شیشون کو توڑیو	اے جان ہون تیرے عشق مین دل رفتہ و خراب
دل بھی نہ ٹوٹ جاے کسی بادہ خوار کا	آ دیکھ حال آنکھ سے مجھ خستہ و خوار کا
قوس قزح کو دیکھکے ثابت یہ ہو گیا	رکھتا ہے مجھسے دشمنی غیرون کا دوست مین
کھینچا ہے نقشہ ابر نے ابروے یار کا	دشمن نکیون کہ نام رکھون یار و یار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنوی
مارا ہے چشم مست نے میری سوم مین جون		ہنگام گریہ تاکا ہے میگون چشم کو
نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا		اشکون مین ڈالقہ ہوا آب شراب کا
محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر		گر دیر سے تو آئے گا جائی گی جان شتاب
قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا		قاصد نہ انتظار رہو خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہین بازی گنجفہ		مہ رو کے سوز غم سے ملا گنجفہ عجیب
چوتھا فلک ہے ایک ورق آفتاب کا		داغ جگر ہے اوسمین ورق آفتاب کا
سیر تری ہین کی جو سکندر کی ہمنے دید		سایہ فگن جو نور رخ رشک مہر ہے
تھا سر پہ نقش آپکے افسر حباب کا		برج حمل بنا ہے یہ ساغر حباب کا
اپنی غزل یہ آپ مین کہتا ہون اب غزل		ہر چند جواب لکھا ہے عذرات یار کا
دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا		پھر کیا جواب دے وہ خط لاجواب کا
لبریز اوسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا	۲۰	کیون بھر کے جام دیتا، ساقی شراب کا
بنتا ہے عکس رخ سے کٹورا گلاب کا		ہون دردمند دی مجھے شیشہ گلاب کا
وہ مست ناز گر کرے نظارہ آب کا		جاکر جو دیکھا میکدہ دریا کے آب کا
لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا		حال پڑا تھا بادہ سے شیشہ حباب کا
دیکھا جو دوپہر کو جلال آفتاب کا		دیکھون مین بے حجاب رخ اوس آفتاب کا
آیا وہین خیال کسیکے نقاب کا		تار نظر سے ہووے جو رشتہ نقاب کا
رکھتا ہے چرخ اوج کسیکا کب ایکدن		روشن کرے ہی کلبۂ احزان دل کو وہ
ہوتا ہے دوپہر مین زوال آفتاب کا		داغ جگر مین جلوہ ہوا آفتاب کا
امید موت آنے کی تو کسکو ہے دلا		گر دلربا کا پاس ہے ہو میرے قرب دور
آنا شب فراق مین مشکل ہے خواب کا		جانا ہو جان کا تن سے نہ آنا ہو خواب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر	دوران سر نہ کیون ہو نزاکت سے بلبلو
بالاے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا	سونگھے چمن مین پھول جو گل و گلاب کا
دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل	اوس رشک مہر کی مرے گر آئے زیر پا
ہوتا ہے وقت شام غروب آفتاب کا	ذرہ کو تہ بسر ہوا آفتاب کا
ہر صبح و ہی صبح ہے ہر شام وہی شام	برباد دم مین موج سے ہو نقشۂ حباب
انسان پر ہے زور فقط انقلاب کا	عالم عیان ہے، بحر مین کیا انقلاب کا
آتا ہے رشک سے دل پر آبلہ مجھے	کیا سوز شعلہ رو کا ہوا دل مین بحر کو
کیا جلد پھوٹتا ہے پھپولا حباب کا	جل کر پڑا جو تن پہ پھپولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہے دور مے	جلوہ ہے حسن یار کا جو رشک آفتاب
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا	جلتا ہے سوز داغ سے دل ماہتاب کا
آتی ہے خشک و تر سے مجھے بو لے لعل یار	ہے ورد دل مجھے رخ گلگون کا دو عرق
ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا	کرتا ہے درد دور یلانا گلاب کا
اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہے غیر پر	تیر آہ سرد ہو تو وہ گردون سے پار ہو
ابلیس اب نشانہ ہے تیر شہاب کا	سر غم سے صاد خم ہوا تیر شہاب کا
تیرے بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح	ہو نیمٹون تک آنا آہ کا سینہ سے ہے محال
گذرا شب فراق مین ہو سم شباب کا	پیری دکھا رہی ہے یہ عالم شباب کا
آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندنون	نقاش سے کھنچے رخ مہوش کی کب شبیہ
بدلا ہے شبپری سے مزاج آفتاب کا	خامہ ہو گر شعاع خط آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اوڑایا گلون کا رنگ	اوس رشک مہر کا کہین دیکھا ہے نور حسن
دنرات جوش باغ مین ہے ماہتاب کا	رنگ زرد غم سے ہے جو رخ ماہتاب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پرخون ہو گیا	ہاتھ کی مہندی جی مہ رو کا اوسکو شک ہے
ہے مئے گلگون مین ایسا ساقی مزہ خونناب کا	پنجۂ خور بھی شفق سے غرق ہے خونناب کا
نسبت اے گل کیا ہے تیری چشم خواب آلود سے	آینہ حیران ہوا ہے تیری صورت دیکھکر
طور نرگس مین ہے میرے دیدۂ بیخواب کا	آنکھہ رکھتا ہے کھلی کب روے تابان خواب کا
کم نہین ہے شام سے صبح شب فرقت سیاہ	روے رخشان سے ہوا تیرہ چراغ آفتاب
ہے یقین خورشید پر بھی کوکب شب تاب کا	ماہ کو رتبہ ہے اوس سے کوکب شب تاب کا
کم بضاعت جتنے ہین کرتے ہین وہ جوش و خروش	فرقت مہ رو مین شب گریان ہو سب جسم زار
شور ہوتا ہے کسی دریا مین کب سیلاب کا	کہکشان سے چرخ پر عالم ہوا سیلاب کا
پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے ان دنون	دیدۂ گریان کا جسدم سر سے گذرا آب اشک
سبکو میری چشم تر پر شبہہ ہے گرداب کا	بن گیا طوق گلو حلقہ ہمین گرداب کا
ہے صفا حاصل تو بیتابی ہے اے دل پر ضرور	دیکھہ پایا ہے کہین اوسنے ہمارا اضطراب
صاف ہو گر آینہ محتاج ہے سیماب کا	لوٹنا ہرگز نہین ہے بے سبب سیماب کا
مینے اوسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین	سر جھکا تو بھی تواضع کر نکر کچھہ سرکشی
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا	قد ہوا ہے خم تواضع کے لیے محراب کا
پستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہے ہمین	ہے وہ بحر حسن کا جو آب خوبی سے بھرا
ہے مگر دریا مین اے ناسخ سبب گرداب کا	پیچ لیسو بھی ہے ہر چند حلقہ اگرداب کا
کافی بس اوسکو نشہ ہے بوے شراب کا	اے بحر حسن آتشین آب ہے شراب کا
ہو بوجھہ جسکے ہاتھہ مین ساغر حباب کا	دل کے پھپولے مین ہوا عالم حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہین آبلے	ہے پیش دیدہ آتشین رخسار کا خیال
نقش قدم مین طور ہے چشم پر آب کا	قطرہ بنا ہے آبلہ چشم پر آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرذھنی
جو راحدا پر بھی کر سکتا نہین ترکِ وطن		ایک جا دو یار کب ملکر رہین کردی جدا
دھیان آتا ہے جو ناسخ فرقتِ احباب کا		چرخ کینہ تو زہر چند دشمن ہے احباب کا
کوئی لکھتا ہون اگر مضمون دلِ بیتاب کا	۱۷	بحر خوبی بن تڑپتا ہے دل بیتاب کا
خط مین ہو جاتا ہے عالم ماہے بے آب کا		ہو کیا معلوم عالم ماہے نے اب کا
اوسنے جو پونچھا پسینا رو بے عالمتاب کا		عارض تابان ہے اوسکا مہر عالمتاب کا
بن گیا رومال گویا چادرِ مہتاب کا		گر کرے نظارہ دل بیتاب ہو مہتاب کا
جوش پر کیا میری آتی ہی شراب ناب کا		مضطرب ہو کر نکلنا قطرۂ خوناب کا
بن گیا خم ساقیا گویا کنوان سیماب کا		خانۂ دیدہ بنا ہے کان کیا سیماب کا
ہے یہی خورشید کا رتبہ حضور روے یار		مہ لقا کے گرنگارین پانو کا پڑجاے عکس
سامنے خورشید کے رتبہ ہے جو مہتاب کا		جون پرند چین ہو عالم چادر مہتاب کا
نامۂ شرح جدائی یہ نہین دستار مین		ہم ہمائے حسن سے دنرات رہتی ہین جدا
پر رکھے جاتا ہے پیک نامہ بر سر خواب کا		دن کو باہم رات کو ملنا نہ ہو سر خاب کا
پانی پیتے ہین جو اوس شیرین دہن کا منہ لگے		تشنہ لب چاہ ذقن سے کیا بجھائین آپکو
قند کا کوزہ وہین بن جاے کوزہ آب کا		جیسے مستسقی رہے ہر لحظہ طالب آب کا
ہے تنزل مین ترقی صاف دل کی واسطے		دیکھیے کیا بحر خوبی کے دُر دندان کی آب
دیکھیے بنتا ہے موتی خشک قطرہ آب کا		مول سر منہ خشک ہے اے گوہر تر آب کا
پانو جو رکھتا ہے کھاتا ہے سر اوسکا ٹھوکرین		قبر مین کب پانو پھیلاتے ہین سوئی کوے یار
یہ حریم کوے جانان ہے محل آداب کا		ترک مرنے پر بھی کب ہو مرتبہ آداب کا
بوسہ لیتی ہے تری بالی کی مچھلی اے صنم		وا رے قسمت تیغ قاتل کی مری بے آب تھی
ہے ہماری دلمین عالم ماہے بے آب کا		قتل ہونے پر دل تشنہ ہے طالب آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی
مے کشی کرتا نہ برباد ی تن خاکی کی ہو		تشنہ لب رہتا ہے ہر دم عاشقون کے خون کا
خاک کو اڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا		خنجر ابرو کو تیرے گو ہے عالم آب کا
رہتی ہے پردہ شی میرے سیہ خانہ سے دور		پہنے وہ پشواز کو آب روان کی کسطرح
بن رہا ہے شامیانہ چادر مہتاب کا		بار ہو جس نازنین کو چادر مہتاب کا
غفلت اہل جہان تر دامنی کی ہے دلیل		آنکھ جب سے لگ گئی سوئی نہین ہم اک پلک
غلبہ ہوتا ہے رطوبت سے مقرر خواب کا		دیدۂ بیدار ہووے آشنا کب خواب کا
پاک طینت جو کہ ہین اونسے تعلق دور ہے		تاب آئینہ نہین جو روشنائی کر سکے
خار سے کیا اوجھل ہوا گوشہ چادر مہتاب کا		حسن روئی یار ہے روکش رخ مہتاب کا
دیدۂ قاتل ہے تیر تک کی گو ہوئی ایذا مجھے		روزنون سے چشم رکھتا ہے کھلی کرتا ہے سیر
ہون بہت ممنون احسان خنجر بی آب کا		ہو گیا فوارہ شید ا دیدۂ پر آب کا
ملتی ہے عاشق کو لذت فرقت معشوق مین		صاحب تاثیر ہوتا ہے فرومایہ کہان
اختیاری ہجر ہے سر خاب سے سر خاب کا		ہمسر بال ہما ہووے نہ پر سر خاب کا
کیا گداز دل مین ہو جاتی ہے جذب طبع کی		گوہر شاداب کا منہ سوز غم سے خشک ہے
دیکھ لو نیزے مین ہے محتاج آہن آب کا		کیا نظر آیا ہے عالم دیدۂ پر آب کا
ہون ہ گریان بعد مردن کے ملے میرا غبار		کیا ہوائے آہ پہونچی اس دل پر درد کی
گرد باد دون پر یقین عالم کو ہو دولاب کا		بے سبب دوران سر ہوتا نہین دولاب کا
عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے		ماہ نو کو دیکھکر کیونکر کرین سجدہ نہ ہم
مانع گردن کشی ہے انحنا محراب کا		ابروے مہ رو کا اوس مین عالم ہے محراب کا
عکس پڑتا ہے جو میرا آئینہ مین بیتاب		سیم تن کا در د غم جیسے ہوا پہلو نشین
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا		بے قراری سے ہی سینہ معدن سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنے کشتونکی عزا مین ہے سیہ پوش آپ بھی
وہ خطِ شبرنگ بھی گویا ہے حاکم شام کا
اشتیاق چشمِ جانان مین گئے ہین جان سے ہم
ہو چراغ اپنے لحد پر روغنِ بادام کا
ایفلک کب تک مین دیکھون روزِ وصل انہین
منتظر بیٹھا ہون مین بھی گردشِ ایام کا
جوششِ مستی مین ناسخ مطلعِ ثانی پڑھون
ساقی کوثر سے ہے مجکو سوال اک جام کا

کوئی غارتگر نہین دیوانونکے اسباب کا
خانہ زنجیر کو کچھہ غم نہین سیلاب کا
ساقیا لا جام مے درپیش ہے جنگ سخن
ہے بجا تیغِ زبان پر آج ہونا آب کا
خلق کی پیشانیون پر ہے یہی مضمون رقم
سجدہ واجب ہے تری دروازہ کی محراب کا
ہے مری دیوانگی کا باعث اک دریائے حسن
سلسلہ تو موج کا ہو طوق ہو گرداب کا
بن گیا ہر روزنِ دیوار چشم انتظار
شوق ہے کیا اپنے گھر کو آمدِ سیلاب کا
جس حسین کو دیکھتا ہو نین اُوبل آتی ہین اشک
میری آنکھونمین ہے عالم معدنِ سیماب کا

غزلیات تصنیف ہر چند سہروردھنی

خانہ دل کیون نہو جائے منور مثل صبح
روے تابان کا تصور ہے چراغ شام کا
تیرے بادامی دوپٹہ کی ہوئی گریہ مین یاد
کیون نہ اشکون مین اثر ہو روغنِ بادام کا
راتدن دیوانگی سے گرچہ ہون صحرا نورد
لیک کچھہ شاکی نہین ہون گردشِ ایام کا
ہو گیا ہر چند مے پی کر عیان سب حالِ عشق
جام جم سے کم نہین رتبہ ہمارے جام کا

کچھہ ضرر ہوتا نہین مژگان کے اسباب کا
آب اشکون ہے گرچہ اشک کے سیلاب کا
ابر جوہر مثل دریا موج زن ہو قاتلا
دی اگر خنجر کو آب اس دیدۂ پرآب کا
کرتی ہین مژگان سجدہ طاق ابرو کو تری
عین واجب ہے ادب کرنا خمِ محراب کا
خاک مین جذبِ طوبت ہے عجب کیا بعد مرگ
گردباد دون سی ہو حلقہ بحر کی گرداب کا
منبعِ دریا ہے قطرہ دیدۂ تر کا مری
عالمِ طوفان ہوا ہے جوش اس سیلاب کا
اس دلِ بیتاب کا ہے حال مضطر اسقدر
کانپتا ہے دیکھکر اب تک جگر سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی
سر پیٹنے سے داغ جنون محو ہو گیا		ہر چند جبین پہ مہ رو کے کب فشاں ہے کھچا
ناسخ گل ہے چراغ یہ شبہائے تار کا		گویا چراغ روشن ہے شبہائے تار کا
نوجوانی مین ہوا عشق اوس بت گلفام کا	۱۳	روز تیرہ ہے جو عشق ہے کا کل شب فام کا
عالم اپنے داغ دلمین ہے چراغ شام کا		ماہ روشن ہو سکے کب یان چراغ شام کا
خاک ہونے پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی		صبح آسا کیون نہ روشن ہو شب دیجور ہجر
گور مین بھی دھیان ہے ہمکو کسیکے بام کا		ہے چراغ داغ دل مہتاب اپنے بام کا
سبزۂ بیگانہ باغ حسن سے کرتا ہے دور		خط روئے یار لکھا خامۂ تقدیر نے
نام رکھا باغبان مینے ترے حجام کا		ہے کہان محتاج یہ اصلاح دی حجام کا
ہجر مین مے سے بجاے نشہ ہوتا ہے خمار		عالم مستی مین ساقی میکدہ زندان ہوا
باعث دوران ہے دور میرے جام کا		حلقۂ جولان بنا ہے دور چشم جام کا
کھینچ لائی وادی ہستی مین بیتابی مجھے		گردش ایام کا دیکھا تھا گہوارہ مین طور
رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا		عہد طفلی ہی سے تھا سامان نہ کچھ آرام کا
گردش اوس کوچہ مین طوف کعبہ مقصود ہے		جامۂ احرام کعبہ پہنون کب تا زندگی
خاک راہ یار مجکو جامہ ہے احرام کا		ہو کفن مرنے پہ مجکو جامۂ احرام کا
ہو گیا موقوف جیسے نامہ و پیغام یار		قاصد اہے گفتگو ہر دم خیال یار سے
رات دن مین منتظر ہون ہو سکے پیغام کا		شوق دل محتاج کیا ہے نامہ و پیغام کا
کر گوارا نیش اگر ہے نوش کا طالب دلا		لذت بادام کا ہمکو ملے ہے ذائقہ
بوسہ کے مشتاق کو کچھ ڈر نہین دشنام کا		پستہ لب کی کیون نہ خواہشمند ہون دشنام کا
آرہی ہے تن پرستی حق پرستی ہے عوض		مصحف رخ دیکھکر ہندو مسلمان ہو گیا
رہگیا ہے گا دخواری سے نشان اسلام کا		ترک کر کر کفر کو ہے معتقد اسلام کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گردون برنگِ دود ہوا بے ثبات ہے
پاتا ہون ہر ستارے مین عالم شرار کا
رہتا ہے ہائے مجھ سے گریزان وہ راندن
رکھون قرار نام مین اپنے قرار کا
برسات ہے پلائے گلرنگ ساقیا
ہندوستان مین ہے یہی موسم بہار کا
دشت جنون مین شام غریبی کو دیکھکر
آیا خیال مجکو ہے گیسوے یار کا
کاکل دکھائی دیتی ہین مانند اژدہا
کانٹون مین صاف طور ہے دندان مار کا
شعلون نے صاف سرو چراغان بنا دیا
اوٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا
وحشت مین پھرے ہے دشت نوردی کا
پھر خارخار ہے مرے تلوون کو خار کا
ہستون ترقی اور تنزل ہے پیش و پس
جب نشا چڑھ چکا تو محل ہے اوتار کا
اے محتسب سمجھ کے تو شیشون کو توڑیو
دل بھی نہ ٹوٹ جاے کسی بادہ خوار کا
قوس قزح کو دیکھ کے ثابت یہ ہوگیا
کھینچا ہے نقشہ ابر نے ابروے یار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

جل جاتا دیکھتا جو غم سنگدل کا سوز
بے وجہ کب ہے سنگ مین چھپنا شرار کا
نبض جنون کی طرح سے ہر سطر ہو طپان
خامہ لکھے جو حال دل بیقرار کا
ہمرنگ اوسکے کب گل خورشید ہو سکے
خوشرنگ ہے اوسکا وہ گل حسن بہار کا
سایہ مین نور حسن کی دب جاے چاندنی
ہو وقت شب کے بام پہ جلوہ جو یار کا
دل مین جو دھیان کا کل اوس شعلہ خو کا ہے
دود جگر مین پیدا ہوا پیچ مار کا
بھن جل کے خاک اوج دکھائی ہوا ہمین
پہونچے زمین سے چرخ پہ رتبہ غبار کا
اشتیاق
تب ہجر گلبدن مین ہے وہ لاغری مجھے
ہر استخوان جسم مین عالم ہے خار کا
یون کب چڑھا یا اوسنے کبھی ہمکو بام پر
پر باتون مین ہے طور چڑھاوا اوتار کا
اے جان ہون تیرے عشق مین دل رفتہ خراب
آ دیکھ حال آنکھ سے مجھ خستہ و خوار کا
رکھتا ہے مجھسے دشمنی غیرون کا دوست مین
دشمن نکیون کہ نام رکھون یار و یار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہلی
تیر بھی مجھ پر نہین وہ بنگیا اپنے لیے		میری خونریزی سے کیون ابرو کمان کو عذر ہے
جانتا ہے بوسہ لے گا لب سوفار کا		خون سے رنگین دیکھو اتنک ہے دہن سوفار کا
میرے زخمون کو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے		دیکھتے ہی دل نہ کیون کٹ جائے اوسکے کاٹ سے
پہلے لاجراح ڈورا یار کی تلوار کا		زیرا برو خال کب جوہر ہے وہ تلوار کا
نطق کا بند اور ہے زاہد نہ میخوارون سے بحث		گر دل عشاق آئے پیچ مین کب ہورہا
بے صدا ہوجائے گا گنبد تیرے دستار کا		دام کے کب پیچ سے کم پیچ ہے دستار کا
بن گیا ہے دید کے آزار سے تار نگاہ		آتش گل شعلہ افشان آب شبنم سے ہوئی
دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا		سد زہر چند کب بجھائے اشک چشم زار کا
سیر ارقیب گشتہ ہے ابروے یار کا	۱۷	لے موت مارے خنجر ابروے یار کا
طعمہ ہوا ہے خون سقی ذوالفقار کا		دم بند اسکے سامنے ہے ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہے رخ تابان یار کا		آنا ہوا نہ اوس شمع رخسار یار کا
بس ہے یہی چراغ شب انتظار کا		شب بھر چراغ جلتا رہا انتظار کا
جب سے پڑا ہے عکس مرے گلعذار کا		دیکھے جو حسن گلگون مرے گلعذار کا
صاف آینہ مین طور ہے صبح بہار کا		اوڑھ جائے کیون نہ رنگ رخ نوبہار کا
بازیچہ دل مرا ہے کسی نے سوار کا		جولان ہوا سپ گر مرے اوس شہسوار کا
کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا		گردون پہ کہکشان ہے ہو عالم غبار کا
اب تک وہی ہین داغ فراق اپنے مستقل		تار نظر کے مثل نہ دکھتا ہے آنکھ سے
ہم مر گئے نشان نہین جسم زار کا		اک نام ہی رہگیا ہے فقط جسم زار کا
مضمون چشم یار کی ہر دم ہے جستجو		وہ آہو چشم شیر دلون کو کرے ہے صید
شوق افزون ہے مجکو ہرن کے شکار کا		فتراک تار نگہ سے رکھے شکار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا
میرے سر پر چاہیے طرہ تری تلوار کا
یہ مثل سیج ہے جو جاگے کا سو پاوے گا دلا
بخت بیدار آشنا ہے دیدۂ بیدار کا
ہو نہ برہم تجھکو دیتے ہین جو یوسف سے مثال
بند موٹھہ کسنے کیا ہے مردم بازار کا
کون ہے کافر جو تیرا محو نظارہ نہین
بن گیا تار نظر رشتہ ترے زنار کا
میری آنکھین جلتی ہین دم بھر نہین جو دیکھتا
قرب موئے زلف کو ہے آتشین رخسار کا
جوہری بازار کا تو نام ہے کنج دہن
کوچۂ گیسو لقب ہے مشک کے بازار کا
دوڑتے ہین دیکھنے والون کے دل بے اختیار
ہے غضب انداز وہ کافر تیری رفتار کا
عجز سے عیسے کو بھی لکنت ہو موسی کی طرح
اے صنم اعجاز ہے ایسا تیری گفتار کا
زہر ہمکو ہو گئی ہے ہجر ساقی مین شراب
سیشۂ مے اک پھپولا ہے دہان مار کا
بلکین اپنی رونگٹے ہین آنکھین ہین داغ جنون
ہے سراپا اے صنم طالب تیرے دیدار کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

زخم دامن دار سے پردہ تن عریان کو ہو
چادر آب روان کیا آب ہے تلوار کا
رات بھر جاگے کسی مہ رو کا رکھے شوق دید
ماہ نے انداز سیکھا دیدۂ بیدار کا
قبہ کو دیکھا گوندھا جب جعد سر مین یار کے
کوڑیالا سانپ سمجھا حسن کے بازار کا
ہو گیا دیوانہ دل دیکھا جو طفل برہمن
طوق گردن بن گیا حلقہ مجھے زنار کا
سر بسر پھر کیون نہ گرمی سے ہوا اوسکو پیچ تاب
قرب موئے زلف کو ہے آتشین رخسار کا
دیدیا بیعانہ مین ہے نقد جان و دل و دین
میرے بن لے کون سودا حسن کے بازار کا
کیا خرام یار کا ہے چشم گریان کو خیال
اشک ریزی مین ہے عالم گردش رفتار کا
شیرین سخنی مین جو طوطی ہمزبان ہو کیا ہے منہ
اوسکا تیرے سامنے لب بند ہو گفتار کا
شب مہ مین ماہرو بن دیکھون کیا سوئے فلک
کہکشان مین بھی نظر آتا ہے عالم مار کا
چشم روزن کھل گئی تیر مژہ دل مین لگا
اے کمان ابرو ترا مشتاق ہے دیدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کھل گیا ہون پر نظر بازی آنکھ مین دی
جسم مین عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اوتر جاتا ہے اکثر اے پری
پر اوتر تا ہے نہین سایہ تری دیوار کا
اسقدر بیماری فرقت سے ہون مین ناتوان
اوٹھہ نہین سکتا عصا اب نرگس بیمار کا
رنج صحرائے جنون ایسی گوارا ہو گئی
شکوہ تاووں کو نہین مانند ماہی خار کا
شیشہ مے ٹوٹتے ہین آج محفل مین بہت
تو نے دل توڑا ہے ساقی کیا کسی میخوار کا
قیس کوئی مانتا ہے رعب آواز جرس
سننے والا ہے مری زنجیر کی جھنکار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو
چاندنی پر شبہہ ہو گا سایہ دیوار کا
تیری مسجد مین بھبک کر آرہے ہم مے پرست
زاہد ارستہ بتا دے خانہ خمار کا
خاکساروں کو ندے ایذا کہ ظالم ایک ہے
ہاتھ اوٹھانا پاوں سے پامال کرنا خار کا
سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
کعبہ عاشق ہے مقرر ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

ہو گیا ہر استخوان جسم تار عنکبوت
ناتوانی سے یہ عالم ہے تن بیمار کا
جائے گر کوئی تو کیا ہو پیر رشک گل کے گھر
پر اوتر تا ہے نہین سایہ تری دیوار کا
پھاندنے اوسکو ندون خار ہون سر دیوار کا
اے مسیحا ایکدم کو آ دو گر نہ جائے دم
دم لبون پر آگیا ہے اب ترے بیمار کا
گشت صحرا مین بھی رنگ لاتا ہے نیرنگ جنون
خون کف پا سے گل رنگین ہے مو نھہ ہر خار کا
سرد آہون کا اثر ہے لخت دل کھائے ہوئے
سرد ہو جائے کلیجا مرغ آتش خوار کا
شور محشر جانکر مردے جگین سوتے ہوئے
صور اسرافیل ہے زنجیر کی جھنکار کا
ہو سلیمان کے نہ کچھہ تعویذ و گنڈہ کا اثر
اے پری آسیب ہو کر سایہ دیوار کا
جب سے مست ناز کی میگونی تا کی چشم ہے
چشم کا خانہ ہوا ہے خانہ خمار کا
کر دیا دست جنون گلبدن نے ریش دل
کاوش ناخن کو بھی رتبہ ملا ہے خار کا
سر قلم کا سر بسر پھر کیون نہ ہو جائے قلم
وصف لکھون گر مین تیغ ابرو خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر رشتہ
دور سے دیکھی دکھائی روشنی جائے سواد		دیکھتے ہی کیون نہ چڑھ جائے دل ہیجان پہ ہیر
یاد رکھہ قاصد نشان ہے یہ دیار یار کا		مار سے کمتر نہین دنبالہ چشم یار کا
مانع صحرانوردی پانون کی ایذا نہین		ہے کھٹک خار غم گل رو کی دل پر بعد مرگ
دل دکھا دیتا ہے سر ٹوٹ جانا خار کا		سبزۂ تربت مین بھی عالم رہے گا خار کا
وصف اک مطرب پسر کا کہتے ہین ناسخ جو ہم		کیون نہو ہر چند وہ مانند نے نغمہ سرا
اب قلم پر ہے گمان منقار موسیقار کا		صوت خامہ سے اگر لون کام موسیقار کا
کم نہین مار سیہ سے زہر زلف یار کا	۳۱	دل کے ڈسنے پر جو جان جائے گلہ کب یار کا
کان کا موتی ہوا چھالا دہان مار کا		مو بمو جو زلف پیچان مین ہے، عالم مار کا
گل ہی کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا		زخمی ہون تیغ نگاہ سبز خط یار کا
ہر کلی پر بھی ہے پھاہا مرہم زنگار کا		زخم کو بھر دے گا پھاہا مرہم زنگار کا
اپنے سر کو اندنون سودا ہے زلف یار کا		دل ڈسے تھا مار بن کر پیچ زلف یار کا
مار پیچان بن گیا جو پیچ ہے دستار کا		بن گیا اور مثل اژدر پیچ بھی دستار کا
ہے جھپکنا مشکل اپنے دیدۂ بیدار کا		اک پلک سوتا نہین ہے دیدۂ بیدار کا
چہرہ پر نقشہ ہے تیرے روزن دیوار کا		تاکتا رہتا ہے ہر دم روزن دیوار کا
نکلے کیا ارمان اوس محبوب کے دیدار کا		دیکھتے ہین دل مین جلوہ یار کے دیدار کا
بخت ہے خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا		دور بین ہے دیکھنا اس دیدۂ بیدار کا
ہے تصور مجکو ہر دم ابرو خمدار کا		کاٹ کا جوہر کہون کیا ابرو خمدار کا
دل نہین گویا بغل مین میان ہے تلوار کا		پھیر دے اک دم مین مو نخشہ فولاد کی تلوار کا
اب کی جاڑے یون بسر کرتا ہون کوئے یار مین		گر اجازت دے تو اے مسند نشین حسن و ناز
خاک کا بستر ہے کمبل سایۂ دیوار کا		پشت کا اپنے کرون تکیہ تیری دیوار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کر دیا موقوف خط نے جور زلف یار کا
خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
عالمون نے اوس پہ آسیب پری ثابت کیا
پڑ گیا جس شخص پر سایہ تیری دیوار کا
اتنی راحت طالع واژون کی قسمت مین نہ تھی
لیگیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجکو ہو آسیب بلائے ہجر سے
دنڈ پر تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو راتدن مین ناتوان
آبلے کی شکل اوسمین مجھہ مین عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کی ہے منظور طبع
خاک پر گرتا نہین سایہ میری دیوار کا
رات بھر ایک ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھہ
تھا تصور دلمین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رمنے سے جو نکلا اے پری مجنون ہوا
داغ سودا ہے فقط سودا تیرے بازار کا
نکتہ چین چنتا ہے تنکے دیکھکر دیوان مرا
نقش افسون گر ہر اک بنتا ہے اس گلزار کا
جھولتی ہے عرش مین تلوار اوس قاتل کی آج
ہے تصور دلمین کس کی ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد

چشم ترمین دھیان ہے گیسوے پرخم یار کا
تیر نا تا لاب مین نظر اما زہری مار کا
دیو و جن پر گر پڑے دیوانے ہون اے حور وش
سایۂ آسیب ہے سایہ تیری دیوار کا
خفتہ بختی سے نہ دیکھا اب تلک آینہ رو
عالم آئینہ ہے گو دیدۂ بیدار کا
روے زیبا کے نہین ہے حلقۂ کاکل مین خال
من دہن مین لے رہا ہے مار زلف یار کا
ہے نہ ہم بستر وہ گلرو بیکلی دل کو ہوئی
ہے گلون کی سیج مین عالم رگون مین خار کا
کاخ خوبی کا یہ دیکھا نقشۂ تصویر حسن
چشم حیرت مین گیا رو زن ہر اک دیوار کا
دور سے ہم تاکتے ہر دم ہین یار آئے نہ پاس
چشم کو ہے دوربین روزن تری دیوار کا
مصر کی بازار مین یوسف زلیخا نے لیا
جانتا لیتی اگر سودا میرے بازار کا
چون گل نرگس کھلی رکھتا ہون چشم انتظار
شوق نظارہ ہے حسن غیرت گلزار کا
رشتۂ خامہ مین جوہر کاٹ کا جون تیغ ہو
وصف لکھون قاتلا گر ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہے محال
شاد ہوتا ہے یوہین اپنے دل ناشاد کا
رہگذر ہے راہگیرون کی گرفتاری کو دام
حلقہ ہے ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا
عاشق جان باز کا ضایع نہین ہوتا ہے خون
خسرو شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا
بلبلین کیا گل بھی دیوانے ہین تیرے عشق مین
خار بھی ہر رگ گل نیشتر فصاد کا
جو ملے بے خود مجھے سمجھون ترے عاشق اوسے
خود فراموشی نشان ہے یار تیری یاد کا
باغ سے وحشت ہوئی یاد قد دلدار مین
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا
رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
گل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا
تونے جو پائی نپائی اے بت شیرین دہن
آبخورے مین ہے عالم کوزۂ فولاد کا
کونسی طرز سخن ہے جو اسے آتی نہین
کیون نہو شاگرد ہے ناسخ سا کل استاد کا

غزلیات تصنیف کنور سر دھنی

اے برہمن جب سے مجکو ہو گیا عشق بتان
صورت ناقوس ہے نالہ دل ناشاد کا
بلبلون کو ہو گیا شوق اسیری خود بخود
کیا رگ گل سے بنا ہے دام اوس صیاد کا
کوہکن نے خون کیا تھا تیشہ سر مین مار کر
لالۂ کہسار مین ہے رنگ خون فرہاد کا
گرمی سوز درون کو فصد کی حاجت نہین
خار بھی ہر رگ گل نیشتر فصاد کا
ناخن دست جنون ہی نیشتر فصاد کا
بھولا ہون عیش و طرب ایجان تو جب سے گیا
دمبدم رہتا ہے دلمین دھیان تیری یاد کا
شوخی رفتار دیکھی اوس پری کی قمریو
مضطرب جو بر لب جو سایہ ہے شمشاد کا
مرغ دل کب مرغ آتش خوار بل آتش زن ہے
چھوے جس دم ہات جلجائے نکیون صیاد کا
اوس لب شیرین کے منہ سے کیون نہ نکلین شیرین بات
ہے دہن اوسکا جو رشک کوزۂ فولاد کا
اوسنے اوستادونکی پائی ہین جو تعلیم و صلاح
کیون نہو اب خامہ کو ہر چند فخر ہو اوستاد کا

ماجرا ہر بحر مین ہے چشم دریا بار کا
حال لکھون شمعرو کے سوز آتش بار کا
کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا
شمع شبستان ہو جا روشن مصرع ہر اشعار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کر دیا موقوف خط نے جور زلف یار کا
خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
عالمون نے اوس پہ آسیب پری ثابت کیا
پڑ گیا جس شخص پر سایہ تیری دیوار کا
اتنی راحت طالع واژون کی قسمت مین نہ تھی
لیگیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجکو ہو آسیب بلائے ہجر سے
دنڈ پر تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو راتدن مین ناتوان
آبلے کی شکل اوسمین مجھہ مین عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کی ہے منظور طبع
خاک پر گرتا نہین سایہ میری دیوار کا
رات بھر ایک ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھہ
تھا تصور دلمین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رمنے سے جو نکلا اے پری مجنون ہوا
داغ سودا ہے فقط سودا تیرے بازار کا
نکتہ چین چنتا ہے تنکے دیکھکر دیوان مرا
نقش افسون گر ہر اک بنتا ہے اس گلزار کا
جھولتی ہے عرش مین تلوار اوس قاتل کی آج
ہے تصور دلمین کس کی ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد

چشم ترمین دھیان ہے گیسوے پرخم یار کا
تیر نالا تا لاب مین نظر اتا زہری مار کا
دیو و جن پر گر پڑے دیوانے ہون اے حور وش
سایۂ آسیب ہے سایہ تیری دیوار کا
خفتہ بختی سے نہ دیکھا اب تلک آینہ رو
عالم آئینہ ہے گو دیدۂ بیدار کا
روے زیبا کے نہین ہے حلقۂ کاکل مین خال
من دہن مین لے رہا ہے مار زلف یار کا
ہے نہ ہم بستر وہ گلرو بیکلی دل کو ہوئی
ہے گلون کی سیج مین عالم رگون مین خار کا
کاخ خوبی کا یہ دیکھا نقشۂ تصویر حسن
چشم حیرت مین گیا روزن ہر اک دیوار کا
دور سے ہم تاکتے ہر دم ہین یار آئے نہ پاس
چشم کو ہے دوربین روزن تری دیوار کا
مصر کی بازار مین یوسف زلیخا نے لیا
جانتا لیتی اگر سودا میرے بازار کا
چون گل نرگس کھلی رکھتا ہون چشم انتظار
شوق نظارہ ہے حسن غیرت گلزار کا
ریشۂ خامہ مین جوہر کاٹ کا جون تیغ ہو
وصف لکھون قاتلا گر ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہے محال
شاد ہوتا ہے یوہین اپنے دل ناشاد کا
رہگذر ہے راہگیرون کی گرفتاری کو دام
حلقہ ہے ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا
عاشق جان باز کا ضائع نہین ہوتا ہے خون
خسرو و شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا
بلبلین کیا گل بھی دیوانے ہین تیرے عشق مین
خار بھی بہر رگ گل نیشتر فصاد کا
جو ملے بے خود مجھے سمجھون ترا عاشق اوسے
خود فراموشی نشان ہے یار تیری یاد کا
باغ سے وحشت ہوئی یاد قد دلدار مین
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا
رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
گل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا
تونے جو بنائی اے بت شیرین دہن
ابخورے مین ہے عالم کوزۂ قناد کا
کونسی طرز سخن ہے جو اسے آتی نہین
کیون نہو شاگرد ہے ناسخ ہر اک استاد کا

غزلیات تصنیف کہ چند سر دھنی

اے برہمن جب سے مجکو ہو گیا عشق بتان
صورت ناقوس ہے نالہ دل ناشاد کا
بلبلون کو ہو گیا شوق اسیری خود بخود
کیا رگ گل سے بنا ہے دام اوس صیاد کا
کوہ کن نے خون کیا تھا تیشہ سر مین مار کر
لالہ کہسار مین ہے رنگ خون فرہاد کا
گرمی سوز درون کو فصد کی حاجت نہین
ناخن دست جنون ہی نیشتر فصاد کا
بھولا ہون عیش و طرب ایجان تو جب سے گیا
دمبدم رہتا ہے دل مین دھیان تیری یاد کا
شوخی رفتار دیکھی اوس پری کی قمر نے
مضطرب جو پر لب جو سایہ ہے شمشاد کا
مرغ دل کب مرغ آتش خوار بن آتش زن ہے
چھوے جس دم ہات جلجائے نکیون صیاد کا
اوس لب شیرین کے منہ سے کیون نہ نکلین شیرین باتین
ہے دہن اوسکا جو رشک کوزۂ قناد کا
اوسنے اوستادونکی پائی ہین جو تعلیم و صلاح
کیون نہو اب خامہ کو ہر چند فخر ہو اوستاد کا

۱۲

ماجرا ہر بحر مین ہے چشم دریا بار کا
کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا

حال لکھون شمع رو کے سوز آتش بار کا
شمع نشان ہو جاے روشن مصرع ہر اشعار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

الفت ابرو مین کھینچا ہے یہ ماتھے پر الف
ڈھیر بھی ہو سر و کے سایہ مین مجھ آزاد کا
دیکھکر تیغ ہوا کو کہتے ہین غم بت مین ہم
بوریا اوڑھتا ہے اپنے خانہ برباد کا
عشق دلمین ہے نہ دل سینے مین داغون کے سوا
ان چراغون سے نشان ہے خانہ آباد کا
جاے قاصد پری بھیجے اگر بیک صبا
تو تیا ملجاے میرے خانہ برباد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی برگ مردہ ہے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
کھینچتا ہے جو مرے رخسار تابان کی شبیہ
شمع روشن بن گیا ہے مو قلم بہزاد کا
محو عشق ایسا ہون کرتے ہین اگر اعدا بھی ظلم
شبہہ ہوتا ہے اوسی محبوب کے بیداد کا
کوے جانان سے نکل جاتے ہین وحشت مین ہم
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے حداد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین بزاد آپ کو
جب سے آشوب جہان ہے حسن آدم زاد کا
چاک ہین دل خوش قدون کے رشک قد یار سے
جاے دل گویا بغل مین شانہ ہے شمشاد کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

روے بحر آب پر دائم رہے پاے حباب
سر بسر عالی ہے رتبہ مردم آزاد کا
خاک تربت ہو گئی برباد دست باد سے
کب نشان پائے کوئی اس خانہ برباد کا
شعلہ رو کا دھیان ہے آنکھون مین پر دیکھو اوسے
ہے چلانا بد نظر اس خانہ آباد کا
کر نہ تو برباد خاک قبر میری اے ہوا
اور خرابا کیون کرے ہے خانہ برباد کا
گرچہ ہے باہر گردون پر نہین ہے دلمین قہر
ہے ستم اہل زمین پر اس ستم ایجاد کا
کب مصور سے کھچے کچھہ نقشہ مو میان
بال عنقا گر بنے مو خامہ بہزاد کا
ہے مدرس قصہ جور و ستم کا درد دل
مکتب سینہ مین پڑھتا ہے ستون بیداد کا
خنجر ابروی شعلہ رو سدا پر آب ہے
سان کی حاجت نہین ہے کام کیا حداد کا
صحبت ناجنس سے باہم نہووے اختلاط
کب پسند آئے پری کو وصل آدم زاد کا
ہو صریر خامہ نقاش قسمری کی نوا
کھینچے نقشہ گر مرے اوس غنچہ شمشاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بانگ ناقوس ہمن سے بتون کو عشق ہے
کیون ہوا میرا صنم مانع مری فریاد کا
ہے وہ دل ویران نہین جسمین فروغ داغ عشق
روشنی یعنی نشان ہے خانہ آباد کا
عہد طفلی مین اسیر عشق مین مجنون ہوا
خانہ زنجیر تھا مکتب مرے اوستاد کا
ذبح وہ کرتا تو ہے پر چاہیے ای مرغ دل
دم پھڑک جائے تڑپنا دیکھکر صیاد کا
جلوہ شمشاد جو دیکھا قد دلدار نے
عشق مین گر کر وہین شانہ بنا شمشاد کا
تیشہ مین دستہ لگا تھا چوب صندل کا مگر
لگتے ہی اوسکے فنا تھا درد سر فرہاد کا
نالہ ناقوس سمجھو اے بتو اسکو نہ تم
تھرتھراوے کعبہ کو صدمہ میرے فریاد کا
فصل گل آنے نہین پائی کہ تو یاد آگیا
اے جنون دیوانہ ہون مین اپنے دلکی یاد کا
کر خرام ایسا کہ ہون پامال نازاہل نظر
پیسے دل آواز اعمائے مادرزاد کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرمدھنی

دھیان مین اوس عالم تصویر کی تصویر ہون
صورت تصویر سے نکلے نہ غل فریاد کا
موج کرتے گندم دریا مین ہے قصر حباب
دھیان بربادی رکھے وہ خانہ آباد کا
زلف کے مصرعہ کے معنی کیا کہے ہے پیچدار
دست عاجز موشگافی کو ہوا اوستاد کا
آہوے دل ہاتھ سے صیاد کے جاتا نہو
پنجہ شیر اجل پنجہ بنا صیاد کا
کیا مدرس مکتب گلشن مین ہے اوستاد عشق
یاد قمری کو سبق ہے مصرعہ شمشاد کا
کوہ کو تیزی سے کھودا پر نہ نکلی جوے شیر
آخرش کوکند تیشہ ہوگیا فرہاد کا
در دل لکھتی قلم رو یا زبان بند ہوگئی
سرمہ سیاہی ہوا مانع اوسی فریاد کا
شور نالہ کا لگا ہے جسکے محمل مین جرس
کاروان دل کو ہے یان شغل تیری یاد کا
گر وہ حسن دلربائے یار کا شہرہ سنے
دید کو دل جاے ہرچند کور مادرزاد کا

۲۰ سرو عاشق ہوگیا اوس غیرت شمشاد کا
غل مچایا قمریون نے بھی ہمبار کباد کا
آب جو مین عکس ہے جو اوس قد شمشاد کا
ہر لب موجون سے نکلا غل ہمبار کباد کا

الفت

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیر بھی مجھ پر نہین وہ بنگیا اپنے لیے
جانتا ہے بوسہ لے گا لب سوفار کا
میرے زخمون کو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے
پہلے لا جراح ڈورا یار کی تلوار کا
نطق کا بند اور ہے زاہد نہ میخارون سے بحث
بے صدا ہوجائے گا گنبد تیرے دستار کا
بن گیا ہے دید کے آزار سے تار نگاہ
دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا

۱۷ میرا رقیب کشتہ ہے ابروے یار کا
طعمہ ہوا ہے خون سقی ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہے رخ تابان یار کا
بس ہے یہی چراغ شب انتظار کا
جب سے پڑا ہے عکس مرے گلعذار کا
صاف آینہ مین طور ہے صبح بہار کا
بازیچہ دل مرا ہے کسی نے سوار کا
کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا
ابتک وہی ہین داغ فراق اپنے مستقل
ہم مر گئے نشان نہین جسم زار کا
مضمون چشم یار کی ہر دم ہے جستجو
شوق اندنون ہے مجھکو ہرن کے شکار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ہنی

میری خونریزی سے کیون ابرو کمان کو عذر ہے
خون سے رنگین دیکھو اتنک ہے دہن سوفار کا
دیکھتے ہی دل نہ کیون کٹ جائے اوسکے کاٹ سے
زیر ابرو خال کب جوہر ہے وہ تلوار کا
گر دل عشاق آئے پیچ مین کب ہو رہا
دام کے کب پیچ سے کم پیچ ہے دستار کا
آتش گل شعلہ افشان آب شبنم سے ہوئی
سبز ہر چند کب بجھائے اشک چشم زار کا

۱۷ مرے موت مارے خنجر ابروے یار کا
دم بند اسکے سامنے ہے ذوالفقار کا
آنا ہوا نہ اوس شمع رخسار یار کا
شب بھر چراغ جلتا رہا انتظار کا
دیکھے جو حسن گلگون مرے گلعذار کا
اوڑھ جائے کیون نہ رنگ رخ نو بہار کا
جولان ہوا سپ گر مرے اوس شہسوار کا
گردون پہ کہکشان ہے ہو عالم غبار کا
تار نظر کے مثل نہ دکھتا ہے آنکھ سے
اک نام ہی رہگیا ہے فقط جسم زار کا
وہ آہو چشم شیر دلون کو کرے ہے صید
فتراک تار نگہ سے رکھے شکار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا
میرے سر پر چاہیے طرہ تری تلوار کا
یہ مثل سچ ہے جو جاگے کا سو پاوے گا دلا
بخت بیدار آشنا ہے دیدۂ بیدار کا
ہو نہ برہم تجھکو دیتے ہین جو یوسف سے مثال
بند موٹھہ کسنے کیا ہے مردم بازار کا
کون ہے کافر جو تیرا محو نظارہ نہین
بن گیا تار نظر رشتہ ترے زنار کا
میری آنکھین جلتی ہین دم بھر نہین جو دیکھتا
قرب موئے زلف کو ہے آتشین رخسار کا
جوہری بازار کا تو نام ہے گنج دہن
کوچۂ گیسو لقب ہے مشک کے بازار کا
دوڑتے ہین دیکھنے والون کے دل بے اختیار
ہے غضب انداز وہ کافر تیری رفتار کا
عجز سے عیسے کو بھی لکنت ہو موسی کی طرح
اے صنم اعجاز ہے ایسا تیری گفتار کا
زہر ہمکو ہو گئی ہے ہجر ساقی مین شراب
شیشہ مے کا اک پھپولا ہے دہان مار کا
بلکین اپنی رو نگٹے ہین آنکھین ہین داغ جنون
ہے سراپا ایصنم طالب تیرے دیدار کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

زخم دامن دار سے پردہ تن عریان کو ہو
چادر آب روان کیا آب ہے تلوار کا
رات بھر جاگے کسی مہ رو کا رکھے شوق دید
ماہ نے انداز سیکھا دیدۂ بیدار کا
قبہ کو دیکھا گو ندھا جب جعد سر مین یار کے
کوڑیالا سانپ سمجھا حسن کے بازار کا
ہو گیا دیوانہ دل دیکھا جو طفل برہمن
طوق گردن بن گیا حلقہ مجھے زنار کا
سر بسر پھر کیون نہ گرمی سے ہوا ہو سکو پیچ تاب
قرب موئے زلف کو ہے آتشین رخسار کا
دیدیا بیعانہ مین ہے نقد جان و دل دو مین
میرے بن لے کون سودا حسن کے بازار کا
میرے ہی لے کون سودا حسن کے بازار کا
کیا خرام یار کا ہے چشم گریان کو خیال
اشک ریزی مین ہے عالم گردش رفتار کا
شیرین سخنی مین جو طوطی ہمزبان ہو کیا ہے منہ
اوسکا تیرے سامنے لب بند ہو گفتار کا
شب مہ مین ماہ رو بن دیکھون کیا سوئے فلک
کہکشان مین بھی نظر آتا ہے عالم مار کا
چشم روزن کھل گئی تیر مژہ دل مین لگا
اے کمان ابرو فرامشتاق ہے دیدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرد دہلی
کھل گیا ہون پر نظر بازی آنکھ نمین دہی	ہو گیا ہر استخوان جسم تار عنکبوت
جسم مین عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا	ناتوانی سے یہ عالم ہے تن بیمار کا
دیو کا سایہ اوتر جاتا ہے اکثر اے پری	جائے گر کوئی تو کیا ہو پیر رشک گل کے گھر
پر اوتر تا ہے نہین سایہ تری دیوار کا	پھاندنے اوسکو ندون خار ہون سر دیوار کا
اسقدر بیماری فرقت سے ہون مین ناتوان	اے مسیحا ایکدم کو آ اگر نہ جائے دم
اوٹھہ نہین سکتا عصا اب نرگس بیمار کا	دم لبون پر آگیا ہے اب ترے بیمار کا
رنج صحرائے جنون ایسی گوارا ہو گئی	گشت صحرا مین بھی رنگ لاتا ہے نیرنگ جنون
شکوہ تاوون کو نہین مانند ماہی خار کا	خون کف پا سے گل رنگین ہے مونھہ ہر خار کا
شیشہ مے ٹوٹتے ہین آج محفل مین بہت	سرد آہون کا اثر ہے لخت دل کہاتے ہین
تو نے دل توڑا ہے ساقی کیا کسی بیخوار کا	سرد ہو جائے کلیجا مرغ آتش خوار کا
قیس کوئی مانتا ہے رعب آواز جرس	شور محشر جانکر مردے جگین سوتے ہوئے
سننے والا ہے مری زنجیر کی جھنکار کا	صور اسرافیل ہے زنجیر کی جھنکار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو	ہو سلیمان کے نہ کچھہ تعویذ و گنڈہ کا اثر
چاندنی پر شبھہ ہو گا سایہ دیوار کا	اے پری آسیب ہو کر سایہ دیوار کا
تیری مسجد مین بھبک کر آرہے ہم مے پرست	جب سے مست ناز کی میگونی تا کی چشم ہے
زاہد ارستہ بتا دے خانہ خمار کا	چشم کا خانہ ہوا ہے خانہ خمار کا
خاکساروں کو ندے ایذا کہ ظالم ایک ہے	کر دیا دست جنون گلبدن نے ریش دل
ہاتھہ اوٹھانا پاوون سے پامال کرنا خار کا	کاوش ناخن کو بھی رتبہ ملا ہے خار کا
سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر	سر قلم کا سر بسر پھر کیون نہ ہو جائے قلم
کعبہ عاشق ہے مقرا برو ے خمدار کا	وصف لکھون گر مین تیغ ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرور دہلی
دور سے دیگی دکھائی روشنی جاے سواد		دیکھتے ہی کیون نہ چڑھ جاے دل بیجان پہ ہر
یاد رکھہ قاصد نشان ہے یہ دیار یار کا		مار سے کمتر نہین دنبالہ چشم یار کا
مانع صحرانوردی پانون کی ایذا نہین		ہے کھٹک خار غم گل رو کی دل پر بعد مرگ
دل دکھا دیتا ہے مرا ٹوٹ جانا خار کا		سبزۂ تربت مین بھی عالم رہے گا خار کا
وصف اک مطرب پسر کا کہتے ہین ناسخ جو ہم		کیون نہو ہر چند وہ مانند نے نغمہ سرا
اب قلم پر ہے گمان منقار موسیقار کا		صوت خامہ سے اگر لون کام موسیقار کا
کم نہین مار سیہ سے زہر زلف یار کا	۳۱	دل کے ڈسنے پر جو جان جاے گلہ کب مار کا
کان کا موتی ہوا چھالا دہان مار کا		مو بمو جو زلف پیچان مین ہے عالم مار کا
گل ہی کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا		زخمی ہون تیغ نگاہ سبز خط یار کا
ہر کلی پر بھی ہے پھاہا مرہم زنگار کا		زخم کو بھر دے گا پھاہا مرہم زنگار کا
اپنے سر کو اندنون سودا ہے زلف یار کا		دل ڈسے تھا مار بن کر پیچ زلف یار کا
مار پیچان بن گیا جو پیچ ہے دستار کا		بن گیا اور مثل اژدر پیچ بھی دستار کا
ہے جھپکنا مشکل اپنے دیدۂ بیدار کا		اک پلک سوتا نہین ہے دیدۂ بیدار کا
چہرہ پر نقشہ ہے تیرے روزن دیوار کا		تاکتا رہتا ہے ہر دم روزن دیوار کا
نکلے کیا ارمان اوس محبوب کے دیدار کا		دیکھتے ہین دل مین جلوہ یار کے دیدار کا
بخت ہے خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا		دوربین ہے دیکھنا اس دیدۂ بیدار کا
ہے تصور مجکو ہر دم ابروے خمدار کا		کاٹ کا جوہر کہون کیا ابروے خمدار کا
دل نہین گویا بغل مین میان ہے تلوار کا		پھیر دے اک دم مین مو نخشہ فولاد کی تلوار کا
اب کی جاڑے یون بسر کرتا ہون کوے یار مین		گر اجازت دے تو اے مسند نشین حسن و ناز
خاک کا بستر ہے کمبل سایۂ دیوار کا		پشت کا اپنے کروں تکیہ تیری دیوار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کر دیا موقوف خط نے جور زلف یار کا
خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
عالمون نے اوس پہ آسیب پری ثابت کیا
پڑ گیا جس شخص پر سایہ تیری دیوار کا
اتنی راحت طالع واژون کی قسمت مین نہ تھی
لیگیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجکو ہو آسیب بلائے ہجر سے
ڈنڈ پر تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو راتدن مین ناتوان
آبلے کی شکل اوسمین مجھ مین عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کی ہے منظور طبع
خاک پر گرتا نہین سایہ میری دیوار کا
رات بھر ایک ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھ
تھا تصور دلمین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رمنے سے جو نکلا اے پری مجنون ہوا
داغ سودا ہے فقط سودا تیرے بازار کا
نکتہ چین چنتا ہے تنکے دیکھکر دیوان مرا
نقش افسون گر ہر اک بنتا ہے اس گلزار کا
جھولتی ہے عرش مین تلوار اوس قاتل کی آج
ہے تصور دلمین کس کی ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد

چشم ترمین وہ میان ہے گیسوے پرخم یار کا
تیر نا تا لاب مین نظر اما زہری مار کا
دیو و جن پر گر پڑے دیوانے ہون اے حور وش
سایۂ آسیب ہے سایہ تیری دیوار کا
خفتہ بختی سے نہ دیکھا اب تلک آینہ رو
عالم آئینہ ہے گو دیدۂ بیدار کا
روے زیبا کے نہین ہے حلقۂ کاکل مین خال
من دہن مین لے رہا ہے مار زلف یار کا
ہے نہ ہم بستر وہ گلرو بیکلی دل کو ہوئی
ہے گلون کی سیج مین عالم رگون سے خار کا
کاخ خوبی کا یہ دیکھا نقشۂ تصویر حسن
چشم حیرت مین گیا روزن ہر اک دیوار کا
دور سے ہم تاکتے ہر دم ہین یار آئے نہ پاس
چشم کو ہے دوربین روزن تری دیوار کا
مصر کی بازار مین یوسف زلیخا نے لیا
جانتا لیتی اگر سودا میرے بازار کا
چون گل نرگس کھلی رکھتا ہون چشم انتظار
شوق نظارہ ہے حسن غیرت گلزار کا
رشتۂ خامہ مین جوہر کاٹ کا جون تیغ ہو
وصف لکھون قاتلا گر ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہے محال
شاد ہوتا ہے یوہین اپنے دل ناشاد کا
رہگذر ہے راہگیرون کی گرفتاری کو دام
حلقہ ہے ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا
عاشق جان باز کا ضائع نہین ہوتا ہے خون
خسرو شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا
بلبلین کیا گل بھی دیوانے ہین تیرے عشق مین
خار بھی بہر رگ گل نیشتر فصاد کا
جو ملے بے خود مجھے سمجھون ترا عاشق اوسے
خود فراموشی نشان ہے یار تیری یاد کا
باغ سے وحشت ہوئی یاد قد دلدار مین
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا
رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
گل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا
تونے جو پائی نپائی اے بت شیرین دہن
آبخورے مین ہے عالم کوزۂ فولاد کا
کونسی طرز سخن ہے جو اسے آتی نہین
کیون نہو شاگرد ہے ناسخ ہر اک استاد کا

ماجرا ہر بحر مین ہے چشم دریا بار کا
کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا

غزلیات تصنیف کرشن سرور ہنی

اے برہمن جب سے مجکو ہو گیا عشق بتان
صورت ناقوس ہے نالہ دل ناشاد کا
بلبلون کو ہو گیا شوق اسیری خود بخود
کیا رگ گل سے بنا ہے دام اوس صیاد کا
کوہ کن نے خون کیا تھا تیشہ سر مین مار کر
لالہ کہسار مین ہے رنگ خون فرہاد کا
گرمی سوز درون کو فصد کی حاجت نہین
ناخن دست جنون ہی نیشتر فصاد کا
بھولا ہون عیش و طرب ایجان تو جب سے گیا
دمبدم رہتا ہے دلمین دھیان تیری یاد کا
شوخی رفتار دیکھی اوس پری کی قمر نے
مضطرب جو برلب جو سایہ ہے شمشاد کا
مرغ دل کب مرغ آتش خوار بن آتش زن ہے
چھوے جس دم ہات جلجائے نکیون صیاد کا
اوس لب شیرین کے منہ سے کیون نہ نکلین شیرین بات
ہے دہن اوسکا جو رشک کوزۂ فولاد کا
اوسنے اوستادونکی پائی ہین جو تعلیم و صلاح
کیون نہو اب خامہ کوہر چند فخر ہو اوستاد کا

حال لکھون شمع رو کے سوز آتش بار کا
شمع شان ہو جائے روشن مصرع ہر اشعار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

الف ابرو مین کھینچا ہے یہ ساکھے پر الف
ڈھیر بھی ہو سرو کے سایہ مین مجھ آزاد کا
دیکھکر تیغ ہوا کو کہتے ہین عجب مین ہم
بوریا اوڑھتا ہے اپنے خانۂ برباد کا
عشق دلمین ہے نہ دل سینے مین داغون کے سوا
ان چراغون سے نشان ہے خانۂ آباد کا
جاے قاصد پری بھیجے اگر یک صبا
تو تیا ملجاے میرے خانۂ برباد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی نرگس مردہ ہے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
کھینچتا ہے جو مرے رخسار تابان کی شبیہ
شمع روشن بن گیا ہے موقلم بہزاد کا
محو عشق ایسا ہون کرتے ہین اگر اعدا ظلم
شبہہ ہوتا ہے اوسی محبوب کے بیداد کا
کوے جانان سے نکل جاتے ہین وحشت مین ہم
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے جلاد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پری آپ کو
جب سے آشوب جہان ہے حسن آدم زاد کا
چاک ہین دل خوش قدون کی رشک قد یار سے
جاے دل گویا بغل مین شانہ ہے شمشاد کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہنی

روے بحر آب پر دائم رہے پاے حباب
سر بسر عالی ہے رتبہ مردم آزاد کا
خاک تربت ہو گئی برباد دست باد سے
کب نشان پائے کوئی اس خانۂ برباد کا
شعلہ رو کا دھیان ہے آنکھون مین پر دیکھو اوسے
ہے چلانا بد نظر اس خانۂ آباد کا
کر نہ تو برباد خاک قبر میری اے ہوا
اور خرابا کیون کرے ہے خانۂ برباد کا
گرچہ ہے با مہر گردون پر نہین ہے دلمین قہر
ہے ستم اہل زمین پر اس ستم ایجاد کا
کب مصور سے کھچے کچھہ نقشۂ مو مے میان
بال عنقا گر بنے مو خامہ بہزاد کا
ہے مدرس قصہ جور و ستم کا درد دل
سینہ مین پڑھتا ہے سبق بیداد کا
خنجر ابرو سی شعلہ رو سدا پر آب ہے
سان کی حاجت نہین ہے کام کیا جلاد کا
صحبت ناجنس سے باہم نہووے اختلاط
کب پسند آئے پری کو وصل آدم زاد کا
ہو صریر خامۂ نقاش قسمت کی نوا
کھینچے نقشہ گر مرے اوس غنچہ شمشاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بانگ ناقوس ہمن سے بتون کو عشق ہے
کیون ہوا میرا صنم مانع مری فریاد کا
ہے وہ دل ویران نہین جسمین فروغ داغ عشق
روشنی یعنی نشان ہے خانہ آباد کا
عہد طفلی مین اسیر عشق مین مجنون ہوا
خانہ زنجیر تھا مکتب مرے اوستاد کا
ذبح وہ کرتا تو ہے پر چاہیے ای مرغ دل
دم پھڑک جائے تڑپنا دیکھکر صیاد کا
جلوہ شمشاد جو دیکھا قد دلدار نے
عشق مین گر کر وہین شانہ بنا شمشاد کا
تیشہ مین دستہ لگا تھا چوب صندل کا مگر
لگتے ہی اوسکے فنا تھا در دسر فرہاد کا
نالہ ناقوس سمجھوگے بتو اسکو نہ تم
تھرتھراوے کعبہ کو صدمہ میرے فریاد کا
فصل گل آنے نہین پائی کہ تو یاد آگیا
اے جنون دیوانہ ہون مین اپنے دلکی یاد کا
کر خرام ایسا کہ ہو پامال ناز اہل نظر
پیسے دل آواز اعمائے مادرزاد کا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
غل مچایا قمریون نے بھی ہمبار کباد کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

دھیان مین اوس عالم تصویر کی تصویر ہون
صورت تصویر سے نکلے نہ غل فریاد کا
موج کرتے گندم دریا مین ہے قصر حباب
دھیان بربادی رکھے وہ خانہ آباد کا
زلف کے مصرعہ کے معنی کیا کہے ہے پیچدار
دست عاجز موشگافی کو ہوا اوستاد کا
آہوے دل ہاتھہ سے صیاد کے جان بر نہو
پنجہ شیر اجل پنجہ بنا صیاد کا
کیا مدرس مکتب گلشن مین ہے اوستاد عشق
یاد قمری کو سبق ہے مصرعہ شمشاد کا
کوہ کو تیزی سے کھودا پر نہ نکلی جوے شیر
آخرش کوکند تیشہ ہو گیا فرہاد کا
در دل لکھتی قلم رو یا زبان بند ہو گئی
سرمہ سیا ہی ہوا مانع اوسی فریاد کا
شور نالہ کا لگا ہے جسکے محمل مین جرس
کاروان دل کو ہے یان شغل تیری یاد کا
گر وہ حسن دلربائے یار کا شہرہ سنے
دید کو دل جاے ہر چند کور مادرزاد کا
آب جو مین عکس ہے جو اوس قد شمشاد کا
ہر لب موجون سے نکلا غل ہمبار کباد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد دھنی
لشکر کی صفین ہونگی جنازے کی ہمارے		لگ جائین ٹھکانے جو ملے اوسکا ٹھکانا
اک روز نہین نام و نشان نام و نشان کا		معلوم ٹھکانا نہونے نام و نشان کا
ہے صبح قیامت ہوئی آخر جو شب وصل		مسجد مین ہمین جانے کا کچھہ کام نہین ہے
ہے صور کی آواز مجھے شور اذان کا		ہے زاہد نالہ مین مرے شور اذان کا
سلوائے مرے سینہ کے کیون زخم نہ قاتل		کیون جان کمان دار پہ قربان نکرے دل
ان راہون سے میرا دل بسمل اوسے جھانکا		سوراخ ہے تیرون کے کماندار کو جھانکا
یون ہو کے سبکدوش جو چلنے کو ہو طیار		کس کام کو یہان آئے تھے ہرچند کیا کیا
کچھہ تو کہو ناسخ کہ ارادہ ہے کہان کا		اور یہان سے بھی چلنے کا ارادہ ہے کہان کا
جب سے گلدم اوسنے دیکھا ہے مرے صیاد کا	۱۰	کیا ستم پیشہ ہے آب اس خنجر صیاد کا
ہوش بلبل مین ہے عالم نکہت برباد کا		آگ ہو ہونے کو خرمن جان کے برباد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ چہرہ کی بہار		گر سنے اس مرغ دل کے نالۂ جانکاہ کو
خنجر قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا		دم مین ہو ٹکرے کلیجا بیضۂ فولاد کا
قید ہوتے ہی ہوا فارغ مین قید زیست سے		پیر گردون قتل کرتا ہے جوان و پیر کو
کام نکلا ہے جنون صدا دسے جلاد کا		ماہ نو کو پھر کہون خنجر نہ کیون جلاد کا
کیون نہ عیب زادگان طبع ہو نقصان طبع		فرقت یوسف مین جو کثرت سے رویا ان دن
یعنی ہے والد کو لازم کھوئے عیب اولاد کا		اندھا یعقوب ہو گیا غم تھا اوسے اولاد کا
سب سے ہے طرز وفا اک مجھسے انداز جفا		پیر گردون ہو گیا ہے ابر سے پینہ بگوش
کس سے جا کر مین کرون شکوہ تری بیداد کا		کب سنے اے ماہر و شکوہ ترے بیداد کا
قلقل مینا سے یاد آتے ہین مجکو چار قل		ہچکیان لیتے ہی لیتے دم مین جا دم نکل
ہوش بدمستی مین رہتا ہے خدا کی یاد کا		ہونٹون تک دم لایا ہے ہمدم کے عالم یاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
تو وہ خورشید ہے تجکو جو اوسنے یک نظر دیکھا		وفور مہر سے مثل زلیخا مشتری خور ہو
ہوا ہے دیدۂ یوسف مین عالم چاہ کنعان کا		جو دیکھے جلوۂ دیدار میرے ماہ کنعان کا
نظر آتا ہے چشمہ حسن کا نے فیض اے ناسخ		تصور سے ہے ہر چند مثل آتش جی کا جل جانا
کسیکو بھی ملا پانی نہ اوس چاہ زنخدان کا		ہوا کیا آب آتشگون تیرے چاہ زنخدان کا
ہے کیا ہی اثر خوبی ابرو کے بیان کا	۱۲	دیکھو یہ اثر دست حنائی کے بیان کا
تلوار سے کم کاٹ نہین میری زبان کا		چون رنگ گل حنائی ہوا رنگ زبان کا
اوس چاند کے ٹکڑے کے تصور مین ہے ٹکڑے		آتی ہے کسے دوست تو خوش صحبت دشمن
کپڑا ہے مقرر ترے کرتے مین کتان کا		مہتاب کے دیکھے سے جگر شق ہو کتان کا
پر کیون نہو حسرت سے مرا دامن خالی		یک رنگ کی رنگت نہین جو شرنگ ہے ہر رنگ
گل کیا کوئی کانٹا نہ ملا باغ جہان کا		سو رنگ بدلتا ہے یہ نیرنگ جہان کا
گو فصل بہار آئی نہ آیا دہین وہ گل		اے بلبل وہ باغ نہ دیکھا کبھی ہمنے
جھوکا کوئی چلتا ہے ابھی باد خزان کا		پہونچا نہ جسے کچھ ہو ضرر باد خزان کا
بے صید فگن جان چلی تیر کے مانند		زنہار نہ کج باز کو ہو راست شعاری
میرے بدن زار مین ہے طور کمان کا		سیدھا کہان قد ہوتا ہے خمدار کمان کا
شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے		ہو جائین نہ کس طور سے لب بند قلم کے
جھوٹا ہے میرے منہ مین لعل اوسکے دہان کا		تحریر کرے وصف جو تنگے دہان کا
محروم خور کھنا اوسنے منظور ہے میرا		کانون سے تو سن پڑتی ہے موہوم سی آواز
کہتا ہے ظرافت سے کہ لے بوسہ دہان کا		آنکھون نے جو دیکھا نہ سنا پایا دہان کا
ظاہر کے اطبا تو نہ سمجھین گے مگر ہان		جراح نہ ٹانکون سے تجھے خون کی ریزش
عیسے سے مداوا ہو مرے درد نہان کا		تا سور صفت بہتا رہے زخم نہان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ عشق ایسی بلائے بد ہے جسکے نام کی دو دت
درختون کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچان کا
مکیون چھپا جائے تیرے سامنے زردی مرے منہ پر
طلائی خاک کو کرتا ہے پرتو مہر تابان کا
وہ ہون مین شاعر معجز بیان جو نورِ معنی سے
ید بیضا ہوا ہر ایک صفحہ میرے دیوان کا
خیالِ گیسوئے پیچان مین دو دِ نالۂ دل سے
کیا روئے ہوا کو مینے تختہ سنبلستان کا
تصور نے رکھا زندان مین بھی فارغ مجھے غم سے
سمان ہے خانۂ زنجیر مین بھی بزم جانان کا
سفر ہمنے کیا یا دلبِ جانان مین دنیا سے
چراغِ اپنے لحد پر چاہیے لعلِ بدخشان کا
جو ہون اہلِ تعلق اونسے بھی قطعِ تعلق کر
کٹا دے اپنا سر گر دھیان آئے تجکو سامان کا
وہی دل زندۂ جاوید ہے جو پھنس گیا اوسمین
کہ دامِ زلف کا چشمہ ہے چشمہ آبِ حیوان کا
اثر بعد از فنا میری سیہ بختی کا باقی ہے
ہوا پر خاک مین انداز ہے دودِ پریشان کا
ہم اپنے ہی گرانبار ی سے ہین محبوس زندان مین
نہین کچھ نالۂ زنجیر کو خطرہ نگہبان کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ھنی

چہ عنبغب سے بنتا ہے اگرچہ آب حیوان سے
ولے شیرین نہوگا زہر مار زلفِ پیچان کا
نہین زنہار یان کچھ مشعلِ مہتاب کی حاجت
چراغ خانۂ دل ہے خیال اوس روئے تابان کا
کہون کیونکر نہ پھر مین اس ہلال چرخ کلومعہ
بنا ہے مطلع خورشید مطلع میرے دیوان کا
جو بالائے رخ گلگون لٹکنا زلف کا دیکھا
تو سمجھا تختۂ گل مین بھی جلوہ سنبلستان کا
خطِ ریحان نے بھی خط غلامی لکھدیا اوسکو
خط مشکین سے جب زیبا ہوا رخسار جانان کا
حنائے یار کی رنگین ادا گر لوح تربت پر
عجب کیا عکس سے رو کش ہو وہ لعلِ بدخشان کا
مین سودا رکھتا ہون سبع جان سے تیری زلف کا سر مین
دل شوریدہ سر خواہان نہ یکسر اور سامان کا
جو دیکھی ہانگ سر دریائے خوبی کی تو یہ سمجھا
کہ دامِ زلف کا چشمہ ہے چشمہ آبِ حیوان کا
ہوا چشمہ رواں ظلمات مین کیا آبِ حیوان کا
پریشان کر دیا ہے دلکو یان تک یادِ کاکل نے
کہ دو دِ آہ مین انداز ہے زلفِ پریشان کا
نہ کیون چاہ زنخدان کا ترے بوسہ کی جا سے
دلِ تشنہ نہ اندیشہ رکھے خالِ نگہبان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سرخوشی
تباہی کا ہے اندیشہ جہاز اہل دنیا کو		سدا ایمن رہین ہیں عالی رتبہ بحر گردون مین
نہین ہے کشتی درویش کو کچھ خوف طوفان کا		نہ ماہ نو کی کشتی کو خطر ہو نوح کے طوفان کا
پس از مردن جو ٹھونگا خاک بن کر بام گردون پر		تو کیون جذب رطوبت آب اشکو سے نہو بارش
بجائی نردبان مجکو بگولا ہے بیابان کا		بنا ہے ابر کیصورت غبار اپنے بیابان کا
شب فرقت جلاتا ہے یہ اسباب طرب مجکو		جو اوس خورشید رو کے حسن کا جلوہ نظر آئے
کہ کار برق کر جاتا ہے پرتو ماہ تابان کا		نہ کیونکر رشک سے ہو جائے منہ فق صبح تابان کا
تہ شمشیر قاتل کسقدر شیدا تھا ناسخ		جو ہر چند اوس گل ترکی بہار حسن کو دیکھے
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہے روے خندان کا		فسردہ دل جو غنچہ غم سے ہو گلہائے خندان کا
۲		
کوئی مضمون اگر لکھتا مین اپنے حال پریشان کا	۱۸	جو لکھتا حال سودائے سر زلف پریشان کا
کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اجزاے دیوان کا		تو ہوتا سلسلہ سطرون سے پیدا پاے دیوان کا
تصور مجکو ہے بیت الحزن مین کوے جانان کا		تصور دل مین رکھتا ہون گل رخسار جانان کا
جہنم مین خیال آیا ہے گویا باغ رضوان کا		سدا پیش نظر رہتا ہے جلوہ باغ رضوان کا
بنائے عالم ایجاد ہے برباد نظرون مین		رخ پرنور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے
فلک کہتے ہین جسکو اک بگولا ہے بیابان کا		برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا
ترا کوچہ جو ہے فردوس تو نہرین بھی لازم ہین		مصور گر قلم اپنا بنائے ابر کی رگ سے
ضرورت ہے بیان ہونا ہماری چشم گریان کا		تو نقشہ کھینچ سکے تو بھی نہ میری چشم گریان کا
نہین جھکتی ہین مسجد مین جبین سا تیرے کوچے کے		اگر جوہر شرار آہ سوزان سے مرے ہوتا
خم محراب پر اونکو یقین ہے تیغ برّان کا		جلاتا مثل شعلہ آب تیری تیغ برّان کا
بہانا کچھ نہین بہر حسد درکار حاسد کو		جناب حق نے رانذ کو ملے دنیا مین کب عزت
بھلا کیجیے کیا کیا تھا گنہ آدم نے شیطان کا		کہ بدنامی سے ہی مشہور ہر جا نام شیطان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی آنکھو نمین سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحرائے قیامت جسکے دامان کا

چمکنا برق کا لازم ہوا ہے ابر و باران مین
لب سوفار پر اب تک ہنسی کا ہے نشان باقی

تصور چاہیے رونے مین اوسکے رو ے خندان کا
تصور ہے اوسی ابرو کمان کے روے خندان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون گنج مرقد مین
سواد مرد مک مہ روکا جب آنکھو نمین دھیان آیے

تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
شب تیرہ سے بھی تیرہ ہو عالم روز ہجران کا

نظر آتا نہین مرہم لگائے کس جگہ کوئی
خیال حسن سیمین تن جو اپنے دل مین رکھتے ہین

دہان یار گویا منہ ہے میرے زخم پنہان کا
کیا داغ جگر سے بھی طلسم اس گنج پنہان کا

دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اوس پری رو نے
بیاض دیدہ کاغذ ہے روشن روشنائی سے

گمان ہے تختہ تابوت پر تخت سلیمان کا
لگا میل قلم مین ہے گویا سرما سلیمان کا

میرا ویرانہ مثل آئینہ معمور حیرت ہے
جو دیکھا دل نے اوسکو ہو گیا سو جا نسے حیرت مین

یقین ہر رخنہ دیوار پر ہے چشم حیران کا
بنا کیا حلقہ در اوسکا حلقہ چشم حیران کا

جنون مین ہجر کی شب ہاتھ دوڑاتا ہے جب اپنا
گریبان چاک کرتی ہے سحر فرقت مین رو کے

کیا ہے چاک تا جیب ہجر اپنے گریبان کا
نہوتا رخط خور سے رفو چاک گریبان کا

جو سرخی آتی ہے عکس شفق سے بھی مرے رخ پر
بنا مہ رو کا بھی کیا آستانہ سنگ کعبہ سے

حسد سے رنگ ہوتا ہے مبدل چرخ گردان کا
جھکا سوے زمین سجدہ کو سر جو چرخ گردان کا

صریر کلک کو وہ شیر کا نعرہ سمجھتے ہین
میرے شیرین دہن کی نی لب شیرین پہ گر پہونچے

یقین اعدا کو ہے میرے قلمدان نیستان کا
عجب کیا شیر نر مثل نیستکر ہونے نیستان کا

کسی سے دل نہ اونے وحشت سرا مین مینے اٹکایا
جو گلگون کی سواری پر مرا رشک چمن آیے

نہ اولجھا خار سے دامن کبھی میرے بیابان کا
تو رشک کو کے گل ہووے غبار اپنے بیابان کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

روای ابر اک پردہ ہے چشم زار کا میرے
بہے دریا نچوڑون آب گر مژگان کے دامان کا

لب سوفار پر اب تک ہنسی کا ہے نشان باقی
لب سوفار پر اب تک ہنسی کا ہے نشان باقی

تصور ہے اوسی ابرو کمان کے روے خندان کا
تصور ہے اوسی ابرو کمان کے روے خندان کا

سواد مرد مک مہ روکا جب آنکھو نمین دھیان آیے
سواد مرد مک مہ روکا جب آنکھو نمین دھیان آیے

شب تیرہ سے بھی تیرہ ہو عالم روز ہجران کا
شب تیرہ سے بھی تیرہ ہو عالم روز ہجران کا

خیال حسن سیمین تن جو اپنے دل مین رکھتے ہین
خیال حسن سیمین تن جو اپنے دل مین رکھتے ہین

کیا داغ جگر سے بھی طلسم اس گنج پنہان کا
کیا داغ جگر سے بھی طلسم اس گنج پنہان کا

بیاض دیدہ کاغذ ہے روشن روشنائی سے
بیاض دیدہ کاغذ ہے روشن روشنائی سے

لگا میل قلم مین ہے گویا سرما سلیمان کا
لگا میل قلم مین ہے گویا سرما سلیمان کا

جو دیکھا دل نے اوسکو ہو گیا سو جا نسے حیرت مین
جو دیکھا دل نے اوسکو ہو گیا سو جا نسے حیرت مین

بنا کیا حلقہ در اوسکا حلقہ چشم حیران کا
بنا کیا حلقہ در اوسکا حلقہ چشم حیران کا

گریبان چاک کرتی ہے سحر فرقت مین رو کے
گریبان چاک کرتی ہے سحر فرقت مین رو کے

نہوتا رخط خور سے رفو چاک گریبان کا
نہوتا رخط خور سے رفو چاک گریبان کا

بنا مہ رو کا بھی کیا آستانہ سنگ کعبہ سے
بنا مہ رو کا بھی کیا آستانہ سنگ کعبہ سے

جھکا سوے زمین سجدہ کو سر جو چرخ گردان کا
جھکا سوے زمین سجدہ کو سر جو چرخ گردان کا

میرے شیرین دہن کی نی لب شیرین پہ گر پہونچے
میرے شیرین دہن کی نی لب شیرین پہ گر پہونچے

عجب کیا شیر نر مثل نیستکر ہونے نیستان کا
عجب کیا شیر نر مثل نیستکر ہونے نیستان کا

جو گلگون کی سواری پر مرا رشک چمن آیے
جو گلگون کی سواری پر مرا رشک چمن آیے

تو رشک کو کے گل ہووے غبار اپنے بیابان کا
تو رشک کو کے گل ہووے غبار اپنے بیابان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزلیات ۵۰ ردیف الف نمبر ۱ ابیات ۷۷۸

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا	۲۰	ہوا ہے تار تارا ے دل لباس صبر ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا		نہوتا رگ جان سے رفو چاک گریبان کا
ازل سے دشمنی طاؤس و مار آپس مین رکھتے ہین		نکلتا سینہ سے دود جگر ہے پیچ کھا کھا کر
دل پر داغ کو کیونکر ہے اُنس اوس زلف پیچان کا		ہے دلمین دھیان آتش رو کے جب سے زلف پیچان کا
کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کھینچا ہے		ہوای اوج رکھتی ہے یہ سرگردانی وحشت
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا		فلک بھی اک بگولا ہے مرے خاک بیابان کا
شگفتہ مثل گل ہر فصل گل مین داغ ہوتے ہین		ہمارے زخم دل پر خار موئے خط کھٹکتے ہین
بنا ہے کیا ہمارا کالبد خاک گلستان کا		بنا ہے نشتر جراح سبزہ اس گلستان کا
شفق سمجھا ہے اوسکو ایک عالم ولے بیدردی		چمن مین کھائی کیا تیغ ادا اوس رشک گل کی ہے
فلک کو گر بگولا جایگا خاک شہیدان کا		گل لالہ نے جو خونین کفن پہنا شہیدان کا
سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہونے سے		ہے لو مین شمع رو کے رات دن سوز جگر ہمکو
کیا دیوار کے رخنون نے یان عالم چراغان کا		ہوا ہر داغ دل پروانہ اوس سرو چراغان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

الفت ابرو مین کھینچا ہے یہ ماتھے پر الف
ڈھیر بھی ہو سر و کے سایہ مین مجھ آزاد کا
دیکھکر تیغ ہوا کو کہتے ہین غیرت مین ہم
بوریا اوڑھتا ہے اپنے خانۂ برباد کا
عشق دل مین ہے نہ دل سینے مین داغون کے سوا
اِن چراغون سے نشان ہے خانۂ آباد کا
جاے قاصد پری بھیجے اگر پیک صبا
تو تیا ملجاے میرے خانۂ برباد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی نرگس مردہ ہے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
کھینچتا ہے جو مرے رخسار تابان کی شبیہ
شمع روشن بن گیا ہے مو قلم بہزاد کا
محو عشق ایسا ہون کرتے ہین اگر اعدا ظلم
شبہہ ہوتا ہے اوسی محبوب کے بیداد کا
کوے جانان سے نکل جاتے ہین دہشت مین ہم
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے جلاد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پری آپ کو
جب سے آشوب جہان ہے حسن آدم زاد کا
چاک ہین دل خوش قدون کی رشک قد یار سے
جاے دل گویا بغل مین شانہ ہے شمشاد کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرمدھنی

رہے بحر آب پر دائم رہے پاے حباب
سر بسر عالی ہے رتبہ مردم آزاد کا
خاک تربت ہو گئی برباد دست باد سے
کب نشان پائے کوئی اس خانۂ برباد کا
شعلہ رو کا دھیان ہے آنکھون مین پر دیکھو اوسے
ہے چلانا بد نظر اس خانۂ آباد کا
کر نہ تو برباد خاک قبر میری اے ہوا
اور خرابا کیون کرے ہے خانۂ برباد کا
گرچہ ہے با مہر گردون پر نہین ہے دل مین قہر
ہے ستم اہل زمین پر اس ستم ایجاد کا
کب مصور سے کھچے کچھ نقشۂ مو مے میان
بال عنقا گر بنے مو خامہ بہزاد کا
ہے مدرس قصہ جور و ستم کا درد دل
ہے مکتب سینہ مین پڑھتا ہے سبق بیداد کا
خنجر ابروی شعلہ رو سدا پر آب ہے
سان کی حاجت نہین ہے کام کیا جلاد کا
صحبت ناجنس سے باہم نہووے اختلاط
کب پسند آئے پری کو وصل آدم زاد کا
ہو صریر خامۂ نقاش قسمت کی نوا
کھینچے نقشہ گر مرے اوس غیرت شمشاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بانگ ناقوس ہمن سے بتون کو عشق ہے
کیون ہوا میرا صنم مانع مری فریاد کا
ہے وہ دل ویران نہین جسمین فروغ داغ عشق
روشنی یعنی نشان ہے خانہ آباد کا
عہد طفلی مین اسیر عشق مین مجنون ہوا
خانہ زنجیر تھا مکتب مرے اوستاد کا
ذبح وہ کرتا تو ہے پر چاہیے ای مرغ دل
دم پھڑک جائے تڑپنا دیکھکر صیاد کا
جلوہ شمشاد جو دیکھا قد دلدار نے
عشق مین گر کر دہین شانہ بنا شمشاد کا
تیشہ مین دستہ لگا تھا چوب صندل کا مگر
لگتے ہی اوسکے فنا تھا دردسر فرہاد کا
نالہ ناقوس سمجھو اے بتو اسکو نہ تم
تھرتھراوے کعبہ کو صدمہ میرے فریاد کا
فصل گل آنے نہین پائی کہ تو یاد آگیا
اے جنون دیوانہ ہون مین اپنے دلکی یاد کا
کر خرام ایسا کہ ہو پامال ناز اہل نظر
پیسے دل آواز اعمائے مادرزاد کا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
غل مچایا قمریون نے بھی ہمبار کباد کا

غزلیات تصنیف ہر چند سردھنی

دھیان مین اوس عالم تصویر کی تصویر ہون
صورت تصویر سے نکلے نہ غل فریاد کا
موج کرتے گندم دریا مین ہے قصر حباب
دھیان بربادی رکھے وہ خانہ آباد کا
زلف کے مصرعہ کے معنی کیا کہے ہے پیچدار
دست عاجز موشگافی کو ہوا اوستاد کا
آہوے دل ہاتھ سے صیاد کے جان بر نہو
پنجہ شیر اجل پنجہ بنا صیاد کا
کیا مدرس مکتب گلشن مین ہے اوستاد عشق
یاد قمری کو سبق ہے مصرعہ شمشاد کا
کوہ کو تیزی سے کھودا پر نہ نکلی جوے شیر
آخرش کوکند تیشہ ہو گیا فرہاد کا
در دل لکھتی قلم رو یا زبان بند ہو گئی
سرمہ سیا ہی ہوا مانع اوسی فریاد کا
شور نالہ کا لگا ہے جسکے محمل مین جرس
کاروان دل کو ہے یان شغل تیری یاد کا
گر وہ حسن دلربائے یار کا شہرہ سنے
دید کو دل جاے ہر چند کور مادرزاد کا
آب جو مین عکس ہے جو اوس قد شمشاد کا
ہر لب موجون سے نکلا غل ہمبار کباد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرد جھنی
لشکر کی صفین ہونگی جنازے کی ہمارے		لگ جائین ٹھکانے جو ملے اوسکا ٹھکانا
اک روز نہین نام و نشان نام و نشان کا		معلوم ٹھکانا نہونے نام و نشان کا
ہے صبح قیامت ہوئی آخر جو شب وصل		مسجد مین ہمین جانے کا کچھہ کام نہین ہے
ہے صور کی آواز مجھے شور اذان کا		ہے زاہد نالہ مین مرے شور اذان کا
سلوائے مرے سینہ کے کیون زخم نہ قاتل		کیون جان کمان دار پہ قربان نکرے دل
ان راہون سے میرا دل بسمل اوسے جھانکا		سوراخ ہے تیرون کے کماندار کو جھانکا
یون ہو کے سبکدوش جو چلنے کو ہو طیار		کس کام کو یہان آئے تھے ہرچند کیا کیا
کچھہ تو کہو ناسخ کہ ارادہ ہے کہان کا		اور یہان سے بھی چلنے کا ارادہ ہے کہان کا
جب سے گلدم اوسنے دیکھا ہے مرے صیاد کا	۱۰	کیا ستم پیشہ ہے آب اس خنجر صیاد کا
ہوش بلبل مین ہے عالم نکہت برباد کا		آگ ہو ہونے کو خرمن جان کے برباد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ چہرہ کی بہار		گر سنے اس مرغ دل کے نالۂ جانکاہ کو
خنجر قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا		دم مین ہو ٹکرے کلیجا بیضۂ فولاد کا
قید ہوتے ہی ہوا فارغ مین قید زیست سے		پیر گردون قتل کرتا ہے جوان و پیر کو
کام نکلا ہے جنون حداد سے جلاد کا		ماہ نو کو پھر کہون خنجر نہ کیون جلاد کا
کیون نہ عیب زادگان طبع ہو نقصان طبع		فرقت یوسف مین جو کثرت سے رویا ان دن
یعنی ہے والد کو لازم کھوئے عیب اولاد کا		اندھا یعقوب ہو گیا غم تھا اوسے اولاد کا
سب سے ہے طرز وفا اک مجھسے انداز جفا		پیر گردون ہو گیا ہے ابر سے پینہ بگوش
کس سے جا کر مین کرون شکوہ تری بیداد کا		کب سنے اے ماہ وشکوہ ترے بیداد کا
قلقل مینا سے یاد آتے ہین مجکو چار قل		ہچکیان لیتے ہی لیتے دم مین جا دم نکل
ہوش بدمستی مین رہتا ہے خدا کی یاد کا		ہونٹون تک دم لایا ہے ہمدم کے عالم یاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
تو وہ خورشید ہے تجکو جو اوسنے یک نظر دیکھا		وہ فور مہر سے مثل زلیخا مشتری خور ہو
ہوا ہے دیدۂ یوسف مین عالم چاہ کنعان کا		جو دیکھے جلوۂ دیدار میرے ماہ کنعان کا
نظر آتا ہے چشمہ حسن کا نے فیض اے ناسخ		تصور سے ہے ہر چند مثل آتش جی کا جل جانا
کسیکو بھی ملا پانی نہ اوس چاہ زنخدان کا		ہوا کیا آب آتشگون تیرے چاہ زنخدان کا
ہے کیا ہی اثر خوبی اردو کے بیان کا	۱۲	دیکھو یہ اثر دست حنائی کے بیان کا
تلوار سے کم کاٹ نہین میری زبان کا		چون رنگ گل مہندی ہوا رنگ زبان کا
اوس چاند کے ٹکڑے کے تصور مین ہے ٹکڑے		آتی ہے کسے دوستو خوش صحبت دشمن
کپڑا ہے مقرر ترے کرتے مین کتان کا		مہتاب کے دیکھے سے جگر شق ہو کتان کا
پر کیون نہو حسرت سے مرا دامن خالی		یک رنگ کی رنگت نہین جو شرنگ ہے ہر رنگ
گل کیا کوئی کانٹا نہ ملا باغ جہان کا		سو رنگ بدلتا ہے یہ نیرنگ جہان کا
گو فصل بہار آئی نہ آیا وہین وہ گل		اے بلبلو وہ باغ نہ دیکھا کبھی ہمنے
جھوکا کوئی چلتا ہے ابھی باد خزان کا		پہونچا نہ جسے کچھہ ہو ضرر باد خزان کا
ہے صید فگن جان چلی تیر کے مانند		زنہار نہ کج باز کو ہو راست شعاری
میرے بدن زار مین ہے طور کمان کا		سیدھا کہان قد ہوتا ہے خمدار کمان کا
شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے		ہو جائین نہ کس طور سے لب بند قلم کے
جھوٹا ہے میرے منہ مین لعل اوسکے دہان کا		تحریر کرے وصف جو تنگے دہان کا
محروم جو رکھنا اوسنے منظور ہے میرا		کانون سے تو سن پڑتی ہے موہوم سی آواز
کہتا ہے ظرافت سے کہ لے بوسہ دہان کا		آنکھون نے جو دیکھا نہ سنا پایا دہان کا
ظاہر کے اطبا تو نہ سمجھین گے مگر ہان		جراح نہ ٹانکون سے تھمے خون کی ریزش
عیسے سے مداوا ہو مرے درد نہان کا		تا سوزن صفت بہتا رہے زخم نہان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سرور دھنی
یہ عشق ایسی بلائے بد ہے جسکے نام کی دہشت	چہ عنبغب سے بنتا ہے اگرچہ آب حیوان یہ
درختون کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچان کا	ولے شیرین نہوگا زہر مار زلف پیچان کا
نکیون چھا جائے تیرے سامنے زردی مرے منہ پر	نہین زنہاریان کچھہ مشعلِ مہتاب کی حاجت
طلائی خاک کو کرتا ہے پرتو مہر تابان کا	چراغ خانۂ دل ہے خیال اوس رخِ تابان کا
وہ ہون مین شاعرِ معجز بیان جو نورِ معنی سے	کہون کیونکر نہ پھر مین اس ہلال چرخ کلو معجز
ید بیضا ہوا ہر ایک صفحہ میرے دیوان کا	بنا ہے مطلع خورشید مطلع میرے دیوان کا
خیالِ گیسوئے پیچان مین دودِ نالۂ دل سے	جو بالائے رخ گلگون لٹکنا زلف کا دیکھا
کیا روئے ہوا کو میںنے تختہ سنبلستان کا	تو سمجھا تختۂ گل مین بھی جلوہ سنبلستان کا
تصور نے رکھا زندان مین بھی فارغ مجھے غم سے	خطِ ریحان نے بھی خط غلامی لکھہ دیا اوسکو
سمان ہے خانۂ زنجیر مین بھی بزم جانان کا	خطِ مشکین سے جب زیبا ہوا رخسار جانان کا
سفر ہمنے کیا یا دلبِ جانان مین دنیا سے	حنائے یار کی رنگین ادا گر لوح تربت پر
چراغ اپنے لحد پر چاہیے لعلِ بدخشان کا	عجب کیا عکس سے روکش ہو وہ لعلِ بدخشان کا
جو ہون اہلِ تعلق اونسے بھی قطعِ تعلق کر	مین سو دار رکھتا ہون سبع جان سے تیری زلف کا شہر مین
کٹا دے اپنا سر گر دھیان آئے تجکو سامان کا	دل شوریدہ سر خواہان نہ یکسر اور سامان کا
وہی دل زندۂ جاوید ہے جو پھنس گیا اوسمین	جو دیکھی ہانگ سر در پائے خوبی کی تو یہ سمجھا
کہ دامِ زلف کا چشمہ ہے چشمہ آبِ حیوان کا	ہوا چشمہ رواں ظلمات مین کیا آبِ حیوان کا
اثر بعد از فنا میری سیہ بختی کا باقی ہے	پریشان کر دیا ہے دلکو یان تک یادِ کاکل نے
ہوا پر خاک مین انداز ہے دودِ پریشان کا	کہ دود آہ مین انداز ہے زلفِ پریشان کا
ہم اپنے ہی گرانباری سے ہین محبوس زندان مین	نہ کیون چاہ زنخدان کا ترے بوسہ کی جا سے
نہین کچھہ نالۂ زنجیر کو خطرہ نگہبان کا	دلِ تشنہ نہ اندیشہ رکھے خالِ گہبان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
تباہی کا ہے اندیشہ جہاز اہل دنیا کو	سدا امین رہین ہیں عالی رتبہ بحر گردون میں
نہیں ہے کشتی درویش کو کچھ خوف طوفان کا	نہ ماہ نو کی کشتی کو خطر ہو نوح کے طوفان کا
پس از مردن چڑھونگا خاک بن کر بام گردون پر	تو کیون جذب رطوبت آب اشکو نسے نہو بارش
بجائے نردبان مجکو بگولا ہے بیابان کا	بنا ہے ابر کیصورت غبار اپنے بیابان کا
شب فرقت جلاتا ہے یہ اسباب طرب مجکو	جو اوس خورشید رو کے حسن کا جلوہ نظر آئے
کہ کار برق کر جاتا ہے پرتو ماہ تابان کا	نہ کیونکر رشک سے ہو جائے منہ فق صبح تابان کا
تہ شمشیر قاتل کسقدر شباش تھا تا نسخ	جو ہر چند اوس گل ترکی بہار حسن کو دیکھے
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہے روے خندان کا	فسردہ دل جو غنچہ غم سے ہو گلہاے خندان کا
۲	
کوئی مضمون اگر لکھتا میں اس حال پریشان کا	۱۸ جو لکھتا حال سودائے سر زلف پریشان کا
کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اجزاے دیوان کا	تو ہوتا سلسلہ سطرون سے پیدا پاے دیوان کا
تصور محکو ہے بیت الحزن میں کوے جانان کا	تصور دل میں رکھتا ہون گل رخسار جانان کا
جہنم میں خیال آیا ہے گویا باغ رضوان کا	سدا پیش نظر رہتا ہے جلوہ باغ رضوان کا
بنائے عالم ایجاد ہے برباد نظرون میں	رخ پرنور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے
فلک کہتے ہین جسکو اک بگولا ہے بیابان کا	برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا
ترا کوچہ جو ہے فردوس تو نہرین بھی لازم ہین	مصور گر قلم اپنا بنائے ابر کی رگ سے
ضرورت ہے بیان ہونا ہماری چشم گریان کا	تو نقشہ کھینچ سکے تو بھی نہ میری چشم گریان کا
نہین جھکتی ہین مسجد مین جبین سائے ترے کوچے کے	اگر جوہر شرار آہ سوزان سے مرے ہوتا
خم محراب پر اونکو یقین ہے تیغ برّان کا	جلاتا مثل شعلہ آب تیری تیغ برّان کا
بہانا کچھ نہین بہر حسد درکار حاسد کو	جناب حق نے راندہ کو ملے دنیا مین کب عزت
بھلا کیجیے کیا کیا تھا گنہ آدم نے شیطان کا	کہ بدنامی سے ہی مشہور ہر جا نام شیطان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی آنکھو نمین سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحرائے قیامت جسکے دامان کا

چمکنا برق کا لازم ہوا ہے ابر و باران مین
لب سوفار پر اب تک ہنسی کا ہے نشان باقی

تصور چاہیے رونے مین اوسکے رد خندان کا
تصور ہے اوسی ابرو کمان کے روے خندان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون گنج مرقد مین
سواد مردمک مہ رو کا جب آنکھو نمین پھرجائے

تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
شب تیرہ سے بھی تیرہ ہو عالم روز ہجران کا

نظر آتا نہین مرہم لگائے کس جگہ کوئی
خیال حسن سیمین تن جو اپنے دل مین رکھتے ہین

دہان یار گویا منہ ہے میرے زخم پنہان کا
کیا داغ جگر سے بھی طلسم اس گنج پنہان کا

دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اوس پری رو نے
بیاض دیدہ کاغذ ہے روشن روشنائی سے

گمان ہے تختہ تابوت پر تخت سلیمان کا
لگا میل قلم مین ہے گویا سرما سلیمان کا

میرا ویرانہ مثل آئینہ معمور حیرت ہے
جو دیکھا دل نے اوسکو ہو گیا سو جا نسے حیرت مین

یقین ہر رخنہ دیوار پر ہے چشم حیران کا
بنا کیا حلقہ در اوسکا حلقہ چشم حیران کا

جنون مین ہجر کی شب ہاتھ دوڑاتا ہے جب اپنا
گریبان چاک کرتی ہے سحر فرقت مین رو کے

کیا ہے چاک تا جیب سحر اپنے گریبان کا
نہوتا رخط خور سے رفو چاک گریبان کا

جو سرخی آتی ہے عکس شفق سے بھی مرے رخ پر
بنا مہ رو کا بھی کیا آستانہ سنگ کعبہ سے

حسد سے رنگ ہوتا ہے مبدل چرخ گردان کا
جھکا سوے زمین سجدہ کو سر جو چرخ گردان کا

صریر کلک کو وہ شیر کا نعرہ سمجھتے ہین
میرے شیرین دہن کی نی لب شیرین پہ گر پہونچے

یقین اعدا کو ہے میرے قلمدان نیستان کا
عجب کیا شیرین مثل نیشکر ہوئے نیستان کا

کسی سے دل نہ اوٹھا وحشت سرا مین مینے اٹکا کا
جو گلگون کی سواری پر مرا رشک چمن آئے

نہ اولجھا خار سے دامن کبھی میرے بیابان کا
تو رشک بوے گل ہووے غبار اپنے بیابان کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی

روای ابر اک پردہ ہے چشم زار کا میرے
بہے دریا نچوڑون آب گر مژگان کے دامان کا

لب سوفار پر اب تک ہنسی کا ہے نشان باقی
تصور ہے اوسی ابرو کمان کے روے خندان کا

سواد مردمک مہ رو کا جب آنکھو نمین پھرجائے
شب تیرہ سے بھی تیرہ ہو عالم روز ہجران کا

خیال حسن سیمین تن جو اپنے دل مین رکھتے ہین
کیا داغ جگر سے بھی طلسم اس گنج پنہان کا

بیاض دیدہ کاغذ ہے روشن روشنائی سے
لگا میل قلم مین ہے گویا سرما سلیمان کا

جو دیکھا دل نے اوسکو ہو گیا سو جا نسے حیرت مین
بنا کیا حلقہ در اوسکا حلقہ چشم حیران کا

گریبان چاک کرتی ہے سحر فرقت مین رو کے
نہوتا رخط خور سے رفو چاک گریبان کا

بنا مہ رو کا بھی کیا آستانہ سنگ کعبہ سے
جھکا سوے زمین سجدہ کو سر جو چرخ گردان کا

میرے شیرین دہن کی نی لب شیرین پہ گر پہونچے
عجب کیا شیرین مثل نیشکر ہوئے نیستان کا

جو گلگون کی سواری پر مرا رشک چمن آئے
تو رشک بوے گل ہووے غبار اپنے بیابان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزلیات ۵۰ | ردیف الف نمبر ۱ | ابیات ۷۷۸

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا	۲۰	ہوا ہے تار تار اے دل لباس صبر ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا		نہ ہو تار رگ جان سے رفو چاک گریبان کا
ازل سے دشمنی طاؤس و مار آپس مین رکھتے ہین		نکلتا سینہ سے دود جگر ہے پیچ کھا کھا کر
دل پر داغ کو کیونکر ہے اُنس اوس زلف پیچان کا		ہے دلمین دھیان آتش رو کے جب سے زلف پیچان کا
کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کھینچا ہے		ہوای اوج رکھتی ہے یہ سرگردانی وحشت
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا		فلک بھی اک بگولا ہے مرے خاک بیابان کا
شگفتہ مثل گل ہر فصل گل مین داغ ہوتے ہین		ہمارے زخم دل پر خار موئے خط کھٹکتے ہین
بنا ہے کیا ہمارا کالبد خاک گلستان کا		بنا ہے نشتر جراح سبزہ اس گلستان کا
شفق سمجھا ہے اوسکو ایک عالم دلے بیدردی		چمن مین کھائی کیا تیغ ادا اوس رشک گل کی ہے
فلک کو گر بگولا جائیگا خاک شہیدان کا		گل لالہ نے جو خونین کفن پہنا شہیدان کا
سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہونے سے		ہے لو مین شمع رو کے رات دن سوز جگر ہمکو
کیا دیوار کے رخنون نے یان عالم چراغان کا		ہوا ہر داغ دل پروانہ اوس سرو چراغان کا

اور مقطع جات اور درمیانی اشعارات غزلون کے جدید بنائے گئے اور جن جن اشعارات کے
قافیہ بموجب اشعار ناسخ صاحب کے تھے وہ بدستور قائم رکھے گئے اب جملہ غزلیات ونیز تعداد
اشعار غزلیات اس دیوان کی برعایت قوافی بموجب غزلیات ناسخ صاحب کے ہین اور
اب اس دیوان کا نام اس لیے **شالیستہ پاسخ** رکھا ہے کہ اسمین جو اغلیات **ناسخ** کا
برعایت قافیہ ہر ایک شعر کے لکھا ہے ہر ایک صفحہ کے ایک جانب مین غزلیات ناسخ کے
لکھے ہین اور دوسری جانب اوسکے محاذی مینے غزلیات اپنی درج کی ہین تاکہ خوانندگان کو بادی النظر
مین ہر ایک شعر کا قافیہ اور مضمون ہر دو مصنفان کا معلوم ہو جاوے اور لطف سخن اور
طرز گفتار جلد سمجھ مین سما جاوے اور زور طبیعت اور حسن لیاقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک قافیہ
کے اشعار دو شاعر جب تصنیف کرتے ہین اور جو قافیہ اشعارات کے بطور خود رکھے جاوین
اوس طریقہ کی غزل کہنی سہل ہوتی ہے اس امر کا لحاظ اہل سخن فرماوین گے اور داد دہی مین
حق انصاف سے درگذر نکرین گے اونسے بہر حال امید لطف فروشی اور سہو و خطا کو
چشمداشت چشم پوشی کی ہے سابق کے دیوان مین بارہ غزل اور سمت ۱۰ ابیات تھی اب
اس دیوان مین بعد ترمیم و تبدیل حسب مطابقت غزلیات اور ابیات ناسخ صاحب کے بارہ غزل
اور ۱۱ سمت ۱۱ ابیات اور چار بیت تواریخ کی جملہ ۱۱ سمت ۱۱ ہین اگرچہ مجکو جواب نویسی کی طاقت اور لیاقت
نہ تھی مگر بوالہوسی شوق دل نے مبادرت کی دیوان مجموعی موسومہ بہارستان سخن مین صرف
چودہ ردیف کی غزلیات مندرج تھین سو اوسکے مطابق غزلیات کہی گئین جس صاحب نے وہ مجموعہ
غزلیات ناسخ کا انتخاب کیا تھا مناسب تھا کہ دیوان ہای ناسخ صاحب سے ہر ردیف کی غزلین انتخاب
کرکے مندرج کر دیتے اوس حالت مین اور زیادہ تر لطف ہو جاتا کلام ناسخ صاحب کا گوہر آبدار ہے
اونکے سامنے میرا سخن خرمہرہ بیمقدار ہے تو پھر میرے دیوان کا کون خریدار ہوا اور کیا گرمی بازار ہے
مگر مینے بھی ہزارون تیشۂ فکر کوہ دل پر لگائے ہین جب لعل خوشرنگ مضامین و معانی کے ہاتھ
آئے ہین جوہریان بازار سخندانی انکی قدر و قیمت سمجھین گے اور شوق دلیلے گر گوہر دریای سخن کی خریداری کرینگے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباجہ

تحریر حمد و ثنائے پروردگار سے قلم قاصر البیان ہے ایک حرف بھی اوسکے دفتر سے نہ لکھ سکے کہ مقطوع اللسان ہے
وہ خالق زمین و آسمان کا ہے رازق وحوش و طیر و انسان کا ہے اوسکی بارگاہ کا وہ عالی شان ایوان ہے
کہ جسکا ادنیٰ سا گوشہ لامکان ہے چرخ کو مثل چرخ پھرایا کوہ کو زمین پر ٹھہرایا عشق پیچان اوسکی پیچ غم مین گرفتار ہے
نرگس تب غم سے بیخواب بیمار ہے لالہ داغ غم سے جلتا ہے گل سوسن ہوز جگر رکھتا ہے گل خورشید آئینہ نما ہے
عروسان چمن کا رونما ہے انار کا دور دل سے جگر صد پارہ ہے جوش غم سے بہزار چشم گریان فوارہ ہے
چشم گل کو اوسکے دید کی نگرانی ہے بلبل کا آتش غم سے جگر پانی ہے خاک کو ہوائے پریشانی ہے آب جو کو اوسکی
جست جو مین روانی ہے آگے کچھ حال تحریر ہے مختصر تقریر ہے مین حقیر ہرچندرائے ولد رائے سنگھ قانونگوی قصبہ سردھنہ
ضلع میرٹھ مین رہتا ہون اور تخلص اپنا بلفظ ہرچند رکھتا ہون سابق ۱۲۶۳ھ مین دیوان موسومہ
بہارستان سخن کہ اوسمین غزلیات ناسخ اور آتش اور آباد کی درج ہین دیکھنے مین آیا تھا تو مینے بھی بجواب غزلیات ناسخ کے
ایک دیوان موسومہ چار چمن بنایا تھا مگر جو آتش و آباد نے غزل کہی تھین اونمین بالکل ہر ایک شعر مین رعایات قافیہ بموجب اشعار
ناسخ کے نہین رکھی تھی بطور خود ہر اشعار کا جو قافیہ چاہا رکھا اور مینے بھی اونکے ہی طریقہ پر وہ دیوان بنایا تھا
نہ مقدار غزلیات نہ تعداد اشعار کی مطابق تھی اور نہ رعایت قافیہ جملہ اشعار کی مطابق اشعار ناسخ کے تھی اب سنہ ۱۲۸۶ھ
مطابق سنہ ۱۸۶۹ء ہجری کے پھر از سر نو ترمیم و تبدیل اشعارات غزلیات کا کیا گیا بقدر چہارم کے مطلع جات

بعون صنایع مکین و مکان فضل خلاق دین و زمان

دوتم پیش رس دوحه نظم آرائی حلاوت آگین بمطرح ذوق و شوق

یعنی دیوان دوم موسوم به

شانزدهم شیشه پانزدهم

هم قافیه و هم بحر غزلیات حضرت ناسخ

کرشمه خیال شاعر فکر بلند منشی هنر چندر الصلخب تخلص آر چندر مس دهنه بفرمائش مصنف

مطبع نادری منشی نولکشور مین بحسن و زیبائی طبع هوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطلوب ہی جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے اور معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس رسالہ مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب دواوین اردو و فارسی و کلیات دواوین فارسی کی کچھ کتابین ذیل مین درج کرتے ہین۔

کتب دواوین اردو و فارسی

بہارستان سخن - اردو ناسخ و آتش و آباد کی ہمطرح غزلین سہ مصرع۔

دیوان گویا - تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر بعنوان نو۔

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند سیان کریم الدین صنعت مراد آبادی

دیوان رند - تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد آتش۔

کلیات ناسخ - کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے دیوان حوض و حاشیہ مین۔

کلیات آتش - تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی۔

کلیات نظام - اردو یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مردان علی خان بہادر نظام ہے۔

کلیات نظیر اکبر آبادی - اس مین خمس و مسدس و دیگر نظم ہین۔

دیوان عدا - یہ نہایت عمدہ دیوان تصنیف مولوی فدا حسین صاحب۔

گلدستہ امانت - یہ نخسات امانت شاعر لکھنوی کو

دیوان اسیر - منشی مظفر علی صاحب اسیر شاگرد امور۔

کلیات ذکی - ملک الشعرا مہدی علیخان مرحوم ذکی کی تصنیف۔

دیوان غافل - تصنیف جناب منور خان صاحب غافل ہمسایہ آتش و ناسخ۔

کلیات انیرات - مسلم نام تاریخی نظر احمد تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی۔

دیوان ذوق - کلیات سید ابراہیم دہلوی متخلص بہ ذوق۔

منتخبات میر و درد و سودا - واسطے مدارس اودھ کے طبع ہوا۔

کلیات میر مسلم الثبوت - استاد کا کلام ہے بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا۔

دیوان صادق - مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب۔

کلیات ظفر - ہر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان ظفر مشہور ہے۔

گلدستہ نعت - از محمد واحد علیخان قصائد نادرہ سرور کائنات تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب۔

دیوان لطف - یہ عمدہ دیوان اردو پاکیزہ و خوب ہے۔

سفینۃ الاشعار - مجموعہ کلام اساتذہ قدیم و حال ہے

دیوان نیاز - تصنیف شاہ نیاز احمد مرحوم اردو و فارسی

کلیات مومن - نہایت پاکیزہ و لاثانی کاغذ چھاپہ

کلیات مومن خان - ایضاً خانی جدید۔

نمین بے نظیر - مجموعہ کلام شعرا متوفدیم۔

دیوان اسیر - مسمی بمراۃ الغیب تصنیف منشی میر احمد صاحب اسیر۔

دیوان غالب دہلوی - اردو کئی مرتبہ مختلف مقامات مین طبع ہوا اور پھر خریداروں کی خواہش باقی رہی آخر کار اس مطبع مین منقول بمطبوعہ مطبع نظامی سے طبع ہوا۔

دیوان حزار - مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ حزار۔

دیوان شہیدی - مشہور شاعر کا کلام ہے۔ ایضاً - طبع جدید۔

دیوان قلق مظہر عشق - نام تصنیف خواجہ اسد علیخان قلق ہے۔

سمجار سالک - ایک دیوان عمدہ نتیجہ طبع مرزا قربان علی بیگ خان تخلص سالک ہے

ہفت خوان منظوم - تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب۔

مثنوی زینت انجمن - در مدح نواب غوث محمد خان والی جاورہ۔

INDIAN INSTITUTE

Maulvi Abdul Haq

به عون صنّاع مکوّن و مکان فضل خلاق زمین و زمان

دوم پیش رس دوره نظم آرائی حلاوت آگین بطرح ذوق و شوق

یعنی دیوان دوم موسوم به

شاہ تاج

ہم قافیہ و ہم بحر غزلیات حضرت ناسخ

مرتبہ غزال شاعر فکر بلند منشی ہرچندر الصلخ تخلص آں چندر مدرس دہنہ بفرمائش مصنف

مطبع نامی منشی نولکشور مین بحسن و زیبائی طبع ہوا

Shāyastah-ē- Nāsikh.

by

Some of N. recommended Haracandra Raya

D
15.&45.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

